بفیض: تاجدارِ اہلِ سنّت شہزادۂ اعلحضرت سرکارِ حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ

اظہارِ حق

مع

تحقیقی جواب

از افادات

حضرت علامہ مولانا مفتی بدر الدّین احمد قبلہ قادری رضوی نوری

خلیفۂ اجل سرکار حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرّحمۃ والرّضوان

سابق صدر المدرسین مدرسہ غوثیہ بڑھیا، کھنڈسری بازار ضلع سدھارتھ نگر، یو، پی۔

رضا اکیڈمی ممبئی



۲۶ رنمبر کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳

اعلیحضرت امام احمد رضا خاں

۷۸۶
۹۲

بفیض :- تاجدار اہلسنّت شہزادہ اعلیحضرت سرکار حضور مفتی اعظم قدس سرہما

وہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلیٔ نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

وہابیوں سے

تحریری روداد مناظرہ

بنام اظہارِ حق

مع

تحقیقی جواب

از : حضرت علامہ مولانا مفتی بدر الدین احمد قادری رضوی نوری

خلیفۂ اجل سرکار حضور مفتی اعظم علیہما الرحمۃ والرضوان

سابق صدر مدرس مدرسہ غوثیہ، بڑھیا ضلع بستی یوپی

مرتب :- حضرت مولانا عبد الصمد القادری تلمیذ و خلیفہ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ

خادم مدرسہ اہلسنّت قادریہ رضویہ رضا نگر روڈ، رفیع گنج، اورنگ آباد

ناشر

رضا اکیڈمی

۲۶ کامبیکر اسٹریٹ، بمبئی نمبر ۳

ھدیہ : ۳۵/- | سلسلۂ اشاعت نمبر — ۲۵۶

Razvi

.RAZVI. M. NAGARCHI

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

.RAZVI. M. NAGARCHI
Opp Jama Masjid BIJAPUR.

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

نام کتاب ——— وہابیوں سے تحریری روداد مناظرہ

بنام اظہارِ حق

مع

تحقیقی جواب

مصنف: ——— حضرت علامہ مولانا مفتی بدرالدین احمد قادری رضوی نوری قدس سرہٗ

مرتب: ——— عبدالصمد القادری الرضوی النوری (خادم حضور بدرِ ملت علیہ الرحمۃ)

کتابت: ——— حافظ محمد اکبر علی قادری گونڈوی مسجد گلشن مصطفےٰ بمبئی ۳

و

کتابت: ——— محمد شمس الدین رضوی فیضی عفرلہٗ ہزاریباغوی کلکتہ ۱۷

تعداد: ——— ۱۱۰۰

سنہ اشاعت: ——— ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۹۹۹ء

ناشر

رضا اکیڈمی

۲۶، کامبیکر اسٹریٹ، بمبئی ۳

سلسلۂ اشاعت نمبر ——— ۲۵۶

محمد حنیف رضوی ناگارچی

فہرست مضامین اظہارِ حق

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)

تأثرِ گرامی

از مفتی مہاراشٹر عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی غلام محمد خان قادری رضوی مدظلہ العالی، زینتِ افتاء و مہتمم دارالعلوم امجدیہ ناگپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ تعالیٰ ونصلی علیٰ نبینا حبیبہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین

مخلصِ محترم مولانا عبدالصمد صاحب زاد اخترامہ کی مرتب کردہ تینوں کتابیں مضامینِ بدرِ ملت، مقالۂ نورانی مع ردِ تقویۃ الایمان، نورانی گلدستہ بریلی شریف کے زمانۂ قیام میں مطالعہ سے گزریں، میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ ربِ تبارک وتعالیٰ نے جو مولانا عبدالصمد صاحب کو تصنیف وتالیف اور غور وفکر کی صلاحیت عطا فرمائی ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ قوم کے لیے بہت مفید ثابت ہوگی۔ نیز حضرت مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت اس طرح سامنے آتی ہے کہ عام لوگ دینی طلباء ودرسین کے لیے ہدایت اور فلاحِ دارین کا سبب ہے۔

ربِ کریم مرتب کی عمر علم ورزق اور صحت میں برکتیں عطا فرمائے اور دونوں جہان کی خیر وعزت نصیب کرے اور حضرت بدرالملۃ کے مراتب بلند فرمائے۔ آمین بجاہ سید الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم والحمد للہ رب العالمین۔

غلام محمد خاں غفرلہ، ناگپور
نزیل بریلی شریف
۵؍ ذی القعدہ ۱۴۱۹ھ

تأثر

جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب زید مجدہٗ جنرل سکریٹری رضا اکیڈمی بمبئی

برادرانِ اہل سنت کو یہ جان کر بے پناہ مسرت ہوگی کہ خلیفۂ اجل سرکار حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی بدرالدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی قدس سرہٗ کے گراں قدر مضامین، مکتوبات اور قیمتی تحریروں کو حضرت مولانا صوفی عبدالصمد القادری الرضوی النوری صاحب یکجا فرماکر منظر عام پر لارہے ہیں۔

مولانا موصوف کی یہ سعیٔ جمیل قابلِ قدر ہے کہ انھوں نے حضور بدرِ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے شاگرد اور خلیفہ ہونے کا حق ادا کیا ہے۔

حضور بدرِ ملت کی ان تحریروں سے نہ صرف عوام اہل سنت کو فائدہ پہونچے گا بلکہ علماء بھی اس سے کافی حد تک مستفید ہوں گے۔ حضرت علیہ الرحمۃ کی تحریر پڑھنے کے بعد خوفِ خدا التصلب فی الدین اتباعِ شریعت اور بزرگوں سے عقیدت واحترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سے مستفیض فرمائے اور اس کی برکتوں سے ہم سب لوگوں کو مسلکِ اعلیٰحضرت پر مضبوطی کے ساتھ قائم ودائم رکھے۔ آمین

اسیرِ مفتیٔ اعظم
محمد سعید نوری
خادم رضا اکیڈمی، بمبئی
۲؍ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ یوم وہابیت کش دوشنبہ مبارکہ

عرضِ مرتب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ فقیر قادری قوم وملت کے سامنے ایک قیمتی تحفہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ وہ یہ کہ یادگار سلف رئیس الاتقیاء حضور آقائے نعمت استاذ گرامی قبلہ حضرت مولانا مفتی **بدرالدین احمد** قادری رضوی نوری قُدِّسَ سِرُّہٗ **دارالعلوم فیض الرسول** براؤں شریف کے قیام کے زمانے میں آپ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ وَالرِّضْوَان نے اپنے معاصرین کے ہمراہ موضع کربی، ضلع بستی (یوپی) کے وہابیوں سے ماہ ربیع الاوّل شریف ۱۳۷۶ھ ہجری مطابق نومبر ۱۹۵۶ء میں تحریری مناظرہ فرمایا تھا جو **"اظہارِ حق"**[1] کے نام سے شائع ہوکر اسی زمانہ میں مفت تقسیم ہوکر ختم ہوگئی تھی۔

نیز ۱۳۹۹ھ ہجری مطابق ۱۹۷۹ء میں مولوی **طاہر سلفی** (وہابی) مدرسہ اشاعت العلوم موضع دوبھریا، ضلع بستی (یوپی) کے پانچ سوالوں کے جواب دیتے ہوئے حضرت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ وَالرِّضْوَان نے ایک سو دس سوالات وہابیوں سے قائم فرمائے تھے جو اسی زمانہ میں **"تحقیقی جواب"** کے نام سے شائع ہوکر سیٹھ معروف بھائی برکاتی ناگپاڑہ ممبئی کی جانب سے مفت تقسیم ہوئی تھی۔

عرصہ گذر جانے کے باعث یہ دونوں اہم کتابیں اس وقت

---

[1] واضح ہو کہ "اظہار حق" کتاب پہلی بار حضرت مولانا جمیل احمد صاحب قبلہ چشتی یار علوی علیہ الرحمۃ، متوفی ۱۴۱۹ھ ہجری سابق مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف نے ترتیب دیا تھا۔ اب اہل سنت وجماعت کے افادہ کے لیے جدید ترتیب مع تحقیقی جواب شائع کیا جارہا ہے۔ فقط عبدالصمد القادری خادم حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان

نایاب ہیں۔ دورِ حاضر میں بڑھتی ہوئی وہابیت اور دہریت کے پیش نظر فقیر قادری نے ضرورت محسوس کی کہ یہ دونوں قیمتی تحریریں ضم کرکے نئی کتابت وطباعت کے ساتھ قوم کے سامنے پیش کردی جائیں تاکہ آنے والی نسل حق وباطل کے درمیان فرق کو دلائل کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرے اور نجدی، وہابی، دیوبندی، ندوی، غیر مقلد، تبلیغی، مودودی، نیچری، قادیانی، رافضی، خارجی، شمع نیازی، چکڑالوی، پھلواروی، اور صلح کلی وغیرہم فرقہائے باطلہ کے مکر و فریب اور ناپاک عقائدِ باطلہ سے بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے جدا ہوکر مسلکِ اعلیحضرت[2] پر مضبوطی کے ساتھ جم جائے اور دین وایمان کی حفاظت میں حد سے زیادہ کوشش کرے۔ اس لئے کہ مال اور دنیا کی عزت دنیا کی زندگی دنیا ہی تک ہے۔ دین و ایمان سے ہمیشہ کے گھر میں کام پڑتا ہے۔ اس کی فکر سب سے زیادہ لازم ہے۔ اسی لیے میرے مرشدِ برحق سرکار حضور مفتی اعظم عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ فرماتے ہیں۔

کیا علاقہ دشمنِ محبوب کو اللہ سے — بے رضائے مصطفےٰ ہرگز خدا ملتا نہیں
کوئی مانگے یا نہ مانگے ملنے کا در ہے یہی — بے عطائے مصطفائی ماں عا ملتا نہیں!
بر زباں تسبیح و در دل گاؤ و خر کا ورد ہے — ایسے ملتے ہیں بہت اس سے ورا ملتا نہیں
بس یہی سرکار ہے اس سے ہمیشہ پائیں گے — دینے والے دیتے ہیں کچھ دن سدا ملتا نہیں
وصلِ مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو — بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں!
دہریہ الجھا ہوا ہے دہر کے پھندوں میں یوں — سارا الجھا سامنے ہے اور سرا ملتا نہیں
دشمنِ جاں سے کہیں بدتر ہے دشمن دین کا — ان کے دشمن سے کبھی ان کا گدا ملتا نہیں
دل گیا اچھا ہوا اس کا نہیں غم ہے یہ — لے گیا پہلو سے جو وہ دل ربا ملتا نہیں

---

[2] واضح رہے کہ مسلکِ اعلیحضرت کوئی نیا دین نہیں بلکہ عین مسلکِ غوث اعظم، مسلکِ امام اعظم اور مسلکِ صحابہ ہے۔

محیِ سنّت، حامیٔ ملّت، مجدّدِ دین کا
پیکرِ رُشد و ہُدیٰ احمد رضا ملتا نہیں

برادرانِ اہلسنّت! مُردہ قوم اپنے اسلاف اور اپنے بزرگوں کے دینی و ملّی کارناموں کو فراموش کر دیتی ہے مگر زندہ قوم کی نشانی یہ ہے کہ اپنے اسلاف اور اپنے بزرگوں کی تعلیمات کو زندہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرے اور اسے اپنے لیے مشعلِ راہ بنائے۔

لہٰذا اس جذبہ کے تحت تقریباً آج تین سال سے خالص رضائے الٰہی اور خوشنودیٔ سرکارِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی نیت سے حضور بدرِ ملّت علیہ الرحمہ کی مبارک تصنیفات کی سنہری کتابت اور عمدہ طباعت کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے مخالفین اور حاسدین کے ریشہ دوانیوں کے باوجود بفضلہٖ تعالےٰ وبعون سرکارِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء ثمّ بفیضِ مرشدِ برحق سرکار مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان خلافِ امید عظیم کامیابی نصیب ہوئی اور اس سال صرف آٹھ ماہ کے اندر رضا اکیڈمی بمبئی کی جانب سے تین کتابیں یعنی "مضامین بدرِ ملّت" "مقالۂ نورانی مع ردِّ تقویۃ الایمان"، اور "نورانی گلدستہ مع اضافہ" چھپ کر منظرِ عام پر آکر مقبولِ خاص و عام ہوئیں۔ یہاں تک کہ مضامین بدرِ ملّت چھ ماہ کے اندر ہی ختم ہوگئی۔ اور اب اس سلسلہ کی چوتھی کڑی "تحریری روداد مناظرہ اظہارِ حق مع تحقیقی جواب" آپ کے ہاتھوں میں ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد مکتوباتِ بدرِ ملّت بھی کتابت کی منزل طے کر کے عنقریب منظرِ عام پر آرہی ہے۔

فقیر قادری کو اپنی علمی کم مائگی کا پورا پورا اعتراف ہے اس لیے قارئین سے گذارش ہے کہ اگر کتاب میں کوئی نقص یا کمی پائیں تو مرتب یا کاتب کی غلطی پر محمول کریں اور کتاب کی اہمیت گھٹانے کے بجائے بذریعہ تحریر فقیر کو مطلع کریں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کر دی جائے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے خداوند قدّوس کا بھی شکریہ ادا نہ کیا ——— اسی ارشاد نبوی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی تعمیل میں مخصوص احباب و معاونین کا شکریہ ادا کر رہا ہوں۔ رسمِ زمانہ کی تکمیل مقصود نہیں۔

برادرِ طریقت محبِ گرامی حضرت مولانا حافظ و قاری محمد یونس صاحب قبلہ قادری رضوی نوری، خطیب و امام مدینہ مسجد شیواجی نگر، گوونڈی بمبئی ۴۳ جنھوں نے فقیر قادری کو اس امر میں دامے درمے سخنے ہر طرح سے ساتھ دیا اور نیک مشورے سے نوازتے رہے۔ نیز کاتب حافظ ۹۲ اکبر علی صاحب قادری گوونڈوی، ممبئی اور کاتب شمس فیضی ہزاریباغوی نے سنہری کتابت و تصحیح میں میری مدد فرمائی مولیٰ تبارک و تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

کتاب کی طباعت و اشاعت کے سلسلے میں سب سے اہم مسئلہ سرمایہ کا مہیّا کرنا تھا اس سلسلہ میں اگر میری مدد برادرِ طریقت الحاج سعید نوری بھائی جنرل سکریٹری رضا اکیڈمی نیز ارکان رضا اکیڈمی بمبئی نہ فرماتے تو شاید یہ دینی، علمی ذخیرے منظرِ عام پر نہ آتے۔

آپ حضرات نے سرکار اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرکۃ الآراء تصنیفاتِ مبارکہ کی طباعت و اشاعت کے عظیم بار کندھے پر رکھنے کے باوجود اس سال عرس رضوی شریف میں "مضامین بدر" "مضامین بدرِ ملّت" اور "مقالۂ نورانی مع ردِّ تقویۃ الایمان" پھر ماہِ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ ہجری میں نورانی گلدستہ قوم کے سامنے پیش کر دیا۔ جو بفضلہٖ تعالیٰ ہند و پاک میں قدر و عظمت کی نگاہ سے دیکھی جا رہی ہے۔ اور

عنقریب زیر نظر کتاب "اظہار حق مع تحقیقی جواب" اور "مکتوبات بدر ملت"
رضا اکیڈمی بمبئی کے ذریعہ منظرِ عام پر آرہی ہے۔

مولیٰ تبارک و تعالیٰ بطفیل سرکارِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ان مبارک تصنیفات و تالیفات کو مقبولِ خاص و عام فرمائے اور جملہ معاونین بالخصوص برادرِ طریقت محبِّ قلبی الحاج سعید نوری بھائی قادری رضوی اور ارکان رضا اکیڈمی بمبئی کو دُنیا و آخرت کی ہر بلا و ہر مصیبت سے بچائے اور آخرت کی ہر خوشی ہر نعمت عطا فرمائے۔ آفات سماوی و ارضی سے محفوظ و مامون رکھے اور مسلکِ اعلیٰحضرت پر استقامت بخشے۔ دین و ایمان، جان و مال، عزت و آبرو اور علم و عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اور مزید بر مزید اپنی رضا اور محبوب کی خوشنودی کے لیے خلوص کے ساتھ مسلکِ رضویت کی ترویج و اشاعت کی توفیق بخشے اور خاتمہ ایمان و سنت ہی پر نصیب فرمائے آمین بجاہِ سیّدِ المُرسلین عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ

فقط والسلام

عبدُ الصّمد القادری الرضوی النوری
قادری منزل، رضوی گلی، محلّہ بابو گنج قصبہ رفیع گنج
ضلع اورنگ آباد (بہار)

۲۰ر شوال المکرم ۱۴۱۳ھ یوم دہابیت کش دوشنبہ مبارکہ



انتساب

نہایت خلوص و صد ہزار عقیدت کے ساتھ میں اس ترتیب کو اپنے پیر و مرشد تاجدار اہلسنّت شہزادۂ اعلیٰحضرت، سراپا خیر و برکت پیشوائے اہلسنّت حضرت علامہ و مولانا الحاج المفتی الشاہ مصطفیٰ رضا خان قادری رضوی نوری

اور اپنے استاذ گرامی آقائے نعمت دریائے رحمت حضرت علامہ مولانا المفتی الشاہ بدر الدین احمد صدیقی قادری رضوی نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں۔

عبدالصمد القادری الرضوی النوری
قادری منزل، رضوی گلی، محلّہ بابو گنج رفیع گنج
ضلع اورنگ آباد (بہار)

نعت شریف

از

سرکارِ اعلیحضرت مجدّدِ دین وملت امام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ عنہ

دشمنِ احمد پہ شدّت کیجیے — ملحدوں کی کیا مروّت کیجیے

ذکر ان کا چھیڑئیے ہر بات میں — چھیڑنا شیطان کا عادت کیجیے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل — یارسول اللہ کی کثرت کیجیے

کیجیے چرچا انھیں کا صبح و شام — جان کافر پر قیامت کیجیے

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب — اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجیے

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی — عشق کے بدلے عداوت کیجیے

بیٹھتے اُٹھتے حضورِ پاک سے — التجا و استعانت کیجیے

یارسولَ اللہ دُہائی آپ کی — گوشمالِ اہلِ بدعت کیجیے

غوثِ اعظم آپ سے فریاد ہے — زندہ پھر یہ پاک ملت کیجیے

یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہیٰ — اولیا کو حکمِ نصرت کیجیے

میرے آقا حضرتِ اچھے میاں
ہو رضاؔ اچھا وہ صورت کیجیے!

تضمین بر کلامِ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از حضرت مولانا قاری صغیر احمد صاحب قبلہ قادری رضوی نوری
بانی وناظمِ اعلیٰ الجامعۃ القادریہ رچھا اسٹیشن بریلی شریف

زمانے میں آئے بہت آنے والے — نہ آیا کوئی تجھ سا اے آنے والے
سراجاً منیرا لقب پانے والے — چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

ہم اہلِ سنن کا عقیدہ ہے واللہ — وہاں جہنم کا کُندہ ہے واللہ
جو مُردہ کہے گا وہ مُردہ ہے واللہ — تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشمِ عالم سے چھُپ جانے والے

عدوِ نبی خواہ جب بھی مرے گا — سفید و سیاہ سانپ اس کو ڈسے گا
مٹانا جو چاہے وہ خود ہی مٹے گا — رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

اب آؤ بصیرت کی آنکھوں کو کھولو — گذارش ہے سانپوں سے محفوظ ہو لو
بریلی کے سائے میں آکر یہ بولو — میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جابجا تھانے والے

کبھی انبیاء کے کلاموں سے اُلجھیں — کبھی اولیاء کے پیاموں سے الجھیں
جلوسوں سے الجھیں سلاموں سے الجھیں — ترا کھائیں تیرے غلاموں سے الجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غرّانے والے

نہ زہد اور تقویٰ نہ روحِ عبادت — مرے پاس ہے بس گناہوں کی کثرت
مگر ہے عقیدہ یہی ہے حقیقت — برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

یہ ان کی نمازیں یہ گھٹنے بنانا — یہ تسبیح گھمانا یہ کلمہ پڑھانا
یہ معصومیت کے لبادے میں آنا — فرشتہ صفت بن کے تشریف لانا
صغیرؔ ان کا دھوکا ہے دھوکا نہ کھانا — رضاؔ کا یہ پیغام سب کو سنانا
رضاؔ نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چندرانے والے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِنَا خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاُصُوْلِہٖ وَفُرُوْعِہٖ وَابْنِہِ السَّیِّدِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَسَیِّدِنَا الْاِمَامِ اَعْلٰحَضْرَتِ الْبَرَیْلَوِیِّ اَجْمَعِیْنَ

منقبت

درشانِ رئیس الاتقیا، محبوبِ اصفیا حضور بدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان

ازمولوی محمد رابع عرف نورانی شاہ قادری رضوی صاحبزادہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ

دینِ حق کے رہنما ہیں بدرِ ملت بدرِ دیں ۔۔۔ ہم سے رخصت ہو گئے ہیں بدرِ ملت بدرِ دیں
جانشین مفتیٔ اعظم ہیں یہ بدر الزماں ۔۔۔ مفتیٔ اعظم کے پیارے بدرِ ملت بدرِ دیں
اعلیٰ حضرت کی سوانح آپ نے تحریر کی ۔۔۔ آپ کی ہے یہ سعادت بدرِ ملت بدرِ دیں
دین کی تبلیغ[عہ] کی اور سنیت روشن کیا ۔۔۔ اعلیٰ حضرت کے ہیں پیارے بدرِ ملت بدرِ دیں
سایہ افگن تھے ملائک بھی جنازے میں ترے ۔۔۔ ہے یہ تیرا مرتبہ اے بدرِ ملت بدرِ دیں!
بدرِ ملت کے جنازے میں[۲] گی تھیں مکھیاں ۔۔۔ آپ کی ہے یہ کرامت بدرِ ملت بدرِ دیں
ماہِ رمضاں میں ہوا ہے بدرِ ملت کا وصال ۔۔۔ واہ کیا ہی مرتبہ ہے بدرِ ملت بدرِ دیں!

اے نورانی قادری کہہ[حہ] تو یہ وقتِ وصال
بعد مغرب جاں بحق شد بدرِ ملت بدرِ دیں

حہ یہ منقبت کچھ ترمیم واضافہ کے ساتھ شاملِ کتاب کی جا رہی ہے۔
۲ے حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کے جلوس جنازہ میں ہزاروں ہزار شہد کی مکھیاں شریک تھیں مگر کسی بھی فرد کو کوئی ایذاء نہ پہنچائی۔
عہ تبلیغ دین کا انداز بھی آپ علیہ الرحمۃ کا ممتاز تھا حضرت کے وصال فرمانے

کے بعد مجھ فقیر قادری کو رمنگرہ علاقہ بجانجھر ضلع بلرام پور بغرض تبلیغ سنیت سفر درپیش ہوا اس موقع پر حضرت علیہ الرحمہ کے ایک معتقد نے مجھے بتایا کہ جب حضور بدر ملت علیہ الرحمہ سے ہم لوگوں کی ملاقات نہ ہوئی تھی اس وقت تک دینی، مذہبی معلومات سے ہم لوگ بالکل کورے تھے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ اگر کسی مسلمان کا انتقال ہو گیا تو سنت طریقہ پر انہیں کیسے نہلایا جائے گا اور کفن پہنانے اور دفن کرنے کا کیا طریقہ ہوگا؟ لیکن حضور والا کی ملاقات کے بعد جب خدمت میں آمد و رفت کے سلسلے شروع ہوئے تو حضور والا درجہ بدرجہ عقائد دینیہ اور مسائل شرعیہ پر روشنی ڈالتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ کی تشریف آوری پر محفل میلاد شریف کے اختتام پر نماز عشاء ادا کی گئی بعدہٗ مذہبی مذاکرے کی محفل حضور والا نے قائم فرمائی وہاں لوگ جمع ہوئے اور نماز و زکوٰۃ کے موٹے موٹے مسائل پر گفتگو ہوتی رہی اسی دوران ایک صاحب نے سوال کر دیا کہ کسی مسلمان کے انتقال کر جانے کے بعد مُردے کو سنت کے مطابق نہلانے اور تجہیز و تکفین کا کیا طریقہ ہوگا حضور والا تقریباً آدھی رات تک اس مسئلہ کو سمجھاتے رہے اور ہم لوگوں کو عملی تربیت بھی دیتے رہے۔

یہ تھی حضور بدر ملت قدس سرہُ العزیز کی امتیازی شان جو اس وقت نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ اس طرح کے واقعات متعدد ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ زندگی نے وفا کی تو سوانح بدر ملت میں یکجا کیے جائیں گے۔ قلت صفحات کے باعث اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ فقط

فقیر عبد الصمد القادری، نزیل مدینہ مسجد
گوونڈی، ممبئی ۴۳

پیش لفظ

از: حضرت مولانا محمد صابر القادری صاحب نسیم بستوی
مدرس دار العلوم اہلسنت، براؤں شریف

"منظور ہے گذارش احوال واقعی"

ع
آندھیاں حق کے چراغوں کو بجھا سکتی نہیں

عہد نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لے کر اس دور تک یہ چیز کتنوں ہی بار تجربے میں آچکی ہے کہ شمع ایمان کی تابناکیوں پر تاریکیوں کے پردے ڈالنے اور حامیان حق کے جذبات راستی کو برباد کرنے کے لیے کفر و باطل کے ہزاروں سرکش طوفان نمودار ہوئے جن کی ظاہری قوت کے پیش نظر دنیا نے سمجھا کہ یہی غالب ہو کر رہیں گے (اور اس کی چند مثالیں بھی تاریخ اسلام میں پائی جاتی ہیں لیکن کسی باطل پرست کے حق والوں پر غالب ہو جانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اسے اپنی صداقت کی بناء پر کامرانی میسر آئی ہے۔

"بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن" جب کسی قوم کی سیرت اسلامی و جذبہ ملی کو نیند آجاتی ہے تو اس سے فطرت بشری کے خلاف جو حرکات صادر ہوں ان پر متعجب نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ مذہبی خودداری کا مالک اور حقانیت کا معترف ہر ہر قدم پر محض وہ مسلمان ہو سکتا ہے۔ جس کا ظاہر و باطن دونوں ہی پاکیزہ ہیں اور اسے منافقت و ریاکاری سے نفرت اور تسلیم امور حقائق

کی عادت ہے۔

زیر نظر روئداد مناظرہ کے وقت میں اتفاق سے حاضر نہیں تھا۔ لیکن جو حالات اس کے متعلق مجھ سے بیان کیے گئے میں نے ان سے اندازہ لگایا اور صرف میں ہی نہیں ہر صاحب فہم اس روئداد مناظرہ کے تمام پہلو پر عمیق نگاہ ڈال کر یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگا کہ منافقین کی ہر جگہ سراسر زیادتی اور ہر منزل پر ان کی ہٹ دھرمی صاف صاف عیاں ہے جیسا کہ ایسے غلط معتقدات اور فاسد تخیلات والے لوگوں کی عام روش ہے۔

ناظرین انصاف کریں کہ میدان مناظرہ میں کھلی ہوئی شکست کس کی نظر آرہی ہے۔ اور حق کے حامیوں اور دین و ملت کے صحیح پرستاروں نے اپنی حقانیت کو کتنے واضح انداز میں پیش کی ہے؟

ترتیب روئداد مناظرہ کے سلسلے میں "دار العلوم فیض الرسول" کی یہ اولین کوشش ہے جس کی مثال دیگر مذہبی اداروں کے دینی کارناموں میں خال خال نظر آتی ہے۔

بعض علمائے حاضرین کا خیال ہے کہ اشاعت اسلام کے فرائض سیرت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روشنی میں انجام پا سکتے ہیں لیکن غالباً یہ پہلو بیان کرتے یا تحریر میں لاتے وقت ان کا ذہن سیرت نبوی کے دوسرے زاویوں سے خالی رہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندگی کے ایک حصے میں سراپا رحمت و پیکر دکھائی دیتے ہیں تو دوسری منزل میں آپ دشمنان اسلام کے تخریبی اقدام پر جلال الٰہی کے مظہر بھی ثابت ہوتے ہیں۔ اس وقت میرا مقصود ایسے لوگوں پر تبصرہ و تنقید کرنا نہیں ہے مجھے بتانا صرف یہ ہے کہ اس پر آشوب دور میں عالمان شریعت دین و مذہب کو ایک کھلونا سمجھ کر اس سے کھیل رہے ہیں اور دینی حقائق پر پردہ

ڈالنے کی جدوجہد میں سرگرداں ہیں، کوئی "سیرت سیرت" کے نعرے لگاکر باطل کے پرستاروں کی تائید کررہا ہے، کوئی اعمالِ صالحہ کی تبلیغ میں بنیادی باتوں سے دور ہے، کوئی اعمالِ صالحہ سے اس درجہ غافل ہے کہ اس پر یقین واعتماد رکھنے والے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ جنّت ہماری جاگیر ہے۔ کیونکہ ہم پکّے مومن ہیں حالانکہ وہ عملیات سے بالکل کورے ہیں۔ خوب! دین کیا ہوگیا؟ ایک اچھا خاصا مذاق بن گیا۔ جس نے جو سمجھا اس کے مطابق نشرواشاعت میں مصروف ہے۔ "الامان والحفیظ! "خدا محفوظ رکھے اس بلا سے۔

غرض یہ کہ مذہبِ اسلام کے "وہ" واجب العمل آئین ودستور اور بنیادی اصول آج کی دنیا میں روز بروز مِٹتے جارہے ہیں جو قرآن وحدیث کے تقاضوں کے مطابق ہیں اور محض انھیں چیزوں کو اپنا کر ایک کلمہ گو فرزندِ اسلام مذہبی عروج وترقی کی شاہراہ پر گامزن ہوسکتا ہے۔

اگر ہماری قوم میں وہی اجتماعی شعور واتحادی تنظیم پیدا ہوجائے جس کو ایک ایک فردِ انسان تک پہنچانے کے لئے سرورِ کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم عالم میں تشریف لائے تو ہم اس خانماں بربادی وبے بسی کے عالم میں بھی ہر حملۂ باطل کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں اور اُن کے سامنے ہماری قوم کا ایک ایک بچّہ اپنی اجتماعی قوتوں کے سہارے سینہ تان کر کہہ سکتا ہے ؎

باطِل سے دَبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو اِمتحاں ھمارا

ممکن ہے میری اس تیز وتند طرزِ تحریر کو بعض حضرات اپنی کج فہمی کی بناء پر تنگ نظری پر محمول کریں اور اسے بے وقت کی شہنائی متصوّر کریں۔ لیکن مجھے اس کا کوئی غم نہیں کیونکہ عہدِ حاضر کے مسلمانوں اور ان کے

رہنماؤں کی مسلسل غفلت پسندی وحق فراموشی دیکھ کر اس نتیجے پر پہنچا ہوں ؎

تورا تلخ ترمی زن چوں ذوقِ نغمہ کم یابی
حُدی رَا تیز ترمی خواں چوں محمل راگراں بینی

اب آپ کی توجہ دوبارہ رودادِ مناظرہ کے بعض حصوں کی طرف موڑنا چاہتا ہوں جس میں قدم قدم پر فریقِ مخالف کی معنوی اغلاط کے ساتھ ساتھ صوری وفنی لغزشوں پر نظر ڈالیے اور اس کے ان اعتراضات پر غور کیجیے جن سے اس نے سنّی حضرات مناظرین پر بے جا رعب ڈالنے کی ناکام سعی کی ہے۔

مثال کے طور پر تسمیہ عدد میں بھی لکھا جاسکتا ہے اور لفظوں میں بھی، چنانچہ سنی مناظر نے اپنی تحریر میں عددی تسمیہ پر اکتفاء کیا جس پر نادان مناظرِ فریقِ مخالف وہ حدیث پیش کرتا ہے جسے حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے بغیر بسم اللہ کے کام شروع کرنے والوں کے لیے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کا کام بغیر تسمیہ کے دُم بُریدہ یعنی ناتمام رہے گا۔ حالانکہ بانیٔ اسلام کے اس حدیث کریمہ پر عمل عددی تسمیہ سے بھی ہوسکتا ہے اور قولاً بھی۔ یہ اور اسی قِسم کے بے محل اعتراضات سے ان کی تحریر بھری ہوئی ہے۔ کہیں عربی ادب کی ٹانگ توڑی جارہی ہے اور کہیں اردو ادب کا جنازہ نکالا جارہا ہے اور ان کا مفہوم جیسا ناقابل قبول ہے وہ آپ کے سامنے ہے دیکھ کر خود ہی فیصلہ کرلیں۔

خداوند تعالیٰ حضرات مناظرین حضرت سیدی الحاج شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ دامت برکاتہم (جن کے دامانِ حمایت کے زیر سایہ وجذبۂ صادق سے دین اسلام کی بے نظیر قابلِ صد ستائش خدمت ہورہی ہے) اور جناب مرتّبِ صاحب زیدہ مجدہٗ کو دینی ودنیوی کامرانیوں کی دولت سے

مالا مال فرمائے اور انھیں خدمتِ دینِ متین کے لیے عمرِ خضر مرحمت فرمائے۔ نیز فقید المثال تعلیمی ادارہ فیض الرسول اور ان کے معاونین کو دارین میں سرفراز کرے اور انھیں رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامانِ رحمت کا سایہ عطا فرمائے۔ (آمین)

ابوالفخر محمد صابر قادری، نسیم بستوی
(مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف۔)
۹ رفروری ۵۶ء

چراغِ مصطفوی علیہ التحیۃ والثنا اور شرارِ بولہبی

نتیجہ فکر:۔ حضرت مولانا مولوی محمد صابر قادری نسیم بستوی مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف

ٹوٹ جاتا ہے ہر اک طوفانِ باطل کا غرور جب کبھی ہوتا ہے اک مردِ مجاہد کا ظہور
وقت آتا ہے مسلمان پہ کبھی ہمت شکن آندھیوں کی زد میں آجاتا ہے اسلامی چمن
مضطرب ہوتی ہے جس دم حق پرستوں کی نظر ڈھونڈھتی ہے ہر طرف وہ رحمتِ خیر البشر
پست انسانوں کو جب کرتی ہے قدرت کامراں پھر نہیں ہوتا انھیں فرقِ زمین و آسماں
جب دکھائی ہے کسی نے اپنی فرعونی ادا سر کچلنے کے لیے موسیٰ کوئی پیدا ہوا
مرحبا صد مرحبا اے زاہدِ شب[سہ] زندہ دار دامنِ باطل کو تو نے کر دیا ہے تار تار
تو سراپا مظہرِ تابانیٔ یارِ علی[صہ] جس کے در سے سینکڑوں انسان نے پائی روشنی
کر دیا انجام سے غافل خیالِ خام نے "بدر[عہ]" کے آئیں گے اب حضرت "چراغی" سامنے
برق کی مانند جس پر گر پڑا رب کا جلال[عسہ] پوچھیے کیا ہوگا اس کی زندگی کا مآل
آج تک جو شخص ہے "اردو ادب" میں ناتمام کر نہیں سکتا کبھی واقف[للہ] سے عربی میں کلام
اے منافق اے خدا کی رحمت و شفقت سے دور آگیا شاید تری فہم و فراست میں قصور
تیری آنکھوں میں بسا گنگوہ اور تھانہ بھون اس لیے تجھ کو ملا ہے نامرادی کا کفن

[سہ] حضرت مولانا محمد صدیق احمد صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ براؤں شریف و مناظر اہلسنت۔

[صہ] روحِ رواں احاطہ فیض الرسول و سرپرست ادارہ، براؤں شریف۔

[عہ] حضرت مولانا مولوی محمد بدر الدین احمد صاحب مدظلہ گورکھپوری صدر المدرسین دار العلوم فیض الرسول جن کی علمی قوتوں کو مناظرہ کی کامیابی میں کافی حد تک دخل ہے۔ [عسہ] حضرت مولانا مولوی حافظ محمد جلال الدین صاحب امجدی جو سنیوں کی طرف سے شریکِ مناظرہ تھے۔ [للہ] مولانا مولوی محمد یونس صاحب نعیمی واقف بستوی جو ہنگامِ مناظرہ دیوبندیوں وہابیوں کے غلط معتقدات کی دھجیاں بکھیرنے میں دیگر سنی مناظرین کے دوش بدوش تھے۔

دیو کے بندے اگر شیطان ترا دم ساز ہے — تو ہمیں ذات شہ عالم پہ فخر و ناز ہے
پیش حق باطل نے جب اپنے میں دم پایا نہیں — کچھ منافق کی جماعت کو نظر آیا نہیں
چھا گیا ہر ایک پر بے آبروئی کا غبار — اڑ گئے ہوش و خرد تکنے لگے راہ فرار
چل سکا تیرا نہ ہرگز اے وہابی بدخصال — سینوں کے سامنے کوئی فریب و مکر و چال
یا الٰہی حامیٔ دین نبی ہوں کامگار — ان کے گلشن میں رہے دائم مسرت کی بہار
یا الٰہی پھولتا پھلتا رہے "فیض الرسول" — ہر گھڑی پیش نظر ہو اسکے اسلامی اصول

اللہ اللہ کیا نسیم صبح کے جھونکے چلے!
کھل گئیں ایماں کی کلیاں عنادل جھوم اٹھے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

یوپی کے مشرقی حصے پر ایک زمانہ ایسا بھی گزرا ہے جب یہ علاقہ دینی تعلیم، اسلامی تہذیب سے محروم اور اس کا دامن اسلام وسنیت کے جواہر پاروں سے خالی تھا۔ لیکن اللہ کے نائب اعظم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سرزمین پر کرم فرماتے ہوئے اپنے پیارے اسلام کے خادم ہمارے مخدوم حضور سیدی شیخ المشائخ مولانا سید محمد یار علی صاحب قبلہ کی توجہ اشاعت اسلام وسنیت اور خدمت علم دین کی طرف موڑ دی چنانچہ حضور سیدی قبلہ نے اپنے مسلسل تبلیغی سرگرمیوں سے اس کور دہ علاقہ کی کایا پلٹ دی اور اس کی مذہبی تاریکی اسلام وسنیت کی روشنی میں تبدیل کر دی۔ پھر تبلیغی دائرہ وسیع کرنے کے لیے آپ نے براؤں شریف ضلع بستی میں ایک دینی مدرسے کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔

اس کے بعد آپ نے نہ صرف یوپی بلکہ اکناف ہند کے تشنگان علوم وفنون

کو سیراب ہونے کے لیے اس دینی علمی سرچشمے کو ایک شاندار دارالعلوم میں تبدیل فرما دیا۔ جس میں اس وقت چار مستند علماء اور دو مولوی اپنی انتھک کارگزاریوں سے علمی حلقوں میں اپنا "سکہ" جمائے ہوئے ہیں اور ہر سمت کے کثیر طالبان علوم پروانوں کی طرح اس دینی شمع کے گرد جمع ہو کر اس کے اسلامی انوار سے اپنے ذہن ودماغ روشن کر رہے ہیں۔

اس دارالعلوم کی سب سے بڑی امتیازی شان یہ ہے کہ اس کے علما اور طلبہ ایک طرف قلوب مسلمین کو اسلام وسنیت کی تبلیغ سے منور کرتے ہیں تو دوسری طرف اپنی ایمان افروز تقریروں سے بے دینوں، بدمذہبوں کے کلیجے بھی چھلنی کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں دیوبندی مذہب کا بخیہ ادھیڑنے وہابیہ دھرم کے مکروفریب کے دبیز پردوں کو تار تار کرنے میں یہ دارالعلوم خصوصی حیثیت رکھتا ہے۔ آستانۂ عالیہ فیض الرسول براؤں شریف کے عظیم الشان جلسۂ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں (جو ہر سال ۱۲ ربیع الاول کو منعقد ہوتا ہے) امسال دارالعلوم کے طلبہ نے اپنے عربی۔ فارسی اور اردو کے دلچسپ مکالموں سے سارے مجمع کو محو حیرت بنا دیا۔ انھوں نے اپنے سادے سادے مکالموں میں سنیت کی تبلیغ اور وہابیت کے رد کا وہ کام انجام دیا جس سے ایک نئی طرز تبلیغ کی داغ بیل پڑی۔ مسلمانوں کے سنجیدہ علمی حلقوں نے تبلیغ سنیت کے اس انوکھے انداز کو بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھا اور خوش ہو کر طلبہ کو انعام واکرام سے بھی نوازا۔ اس سالانہ تقریب میں فیض آباد، گورکھپور، گونڈہ، اعظم گڈھ، بارہ بنکی، بہرائچ شریف، راج نیپال اور خود بستی کے ہزاروں مسلمان شریک تھے۔ دارالعلوم کے علماء اور طلبہ کی تبلیغی سرگرمیوں اور ان کے علمی اور عملی کارناموں نے ہزاروں مسلمانوں کے قلوب میں اس بلند پایہ دینی درسگاہ کی بے پناہ محبت کا لازوال جذبہ پیدا

کردیا۔ لیکن قرب وجوار کی دنیائے وہابیت نے دارالعلوم کے اس بڑھتے
ہوئے اثر ورسوخ کو اپنے لیے فال بد تصور کیا بالخصوص اہالیانِ موضع کرہی
میں طلبہ کے ان تبلیغی مکالموں نے تو ایک ہلچل ہی مچادی۔ مزید برآں
یہ واقعہ ہوا کہ اسی سالانہ جلسے کے موقع پر جناب سنّت علی صاحب
ساکن موضع کلواری تحصیل ڈومریا گنج نے علماء کی خدمت میں ایک استفتاء
اس مضمون کا پیش کیا کہ ایک وہابی خاتون وہابیت سے بیزار ہو کر مجھ سے
نکاح کی آرزومند ہے لہٰذا شرعاً کیا حکم ہے؟ دارالعلوم کے علمائے نے فتویٰ
دیا کہ اگر وہ خاتون وہابیت سے توبہ کرلیں تو ان سے نکاح جائز ہے ۔"
سنت علی صاحب نے بتاریخ ۲۴ ربیع الاول شریف ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۰ ر
اکتوبر ۱۹۵۶ء کو مذکورہ خاتون کو وہابیت سے توبہ کراکے ان سے نکاح کرلیا
اس واقعے نے موضع کرہی میں اور بھی آگ لگادی۔ کیونکہ وہ خاتون موضع
کرہی کی رہنے والی تھیں .... اور توبہ کے سلسلے میں دارالعلوم
کا شرعی فتویٰ انھیں کے لیے تھا ان پے درپے واقعات سے کرہی کی وہابیت
تلملا اٹھی۔ وہاں کے وہابی ملّاؤں نے بوکھلا کر علماء دارالعلوم سے مقابلے کی
ٹھان لی اور جھٹ مباحثے کی تاریخ ۲ رنومبر ۵۶ء خود ہی مقرر کرکے ایک
مسودہ تحریر علماء اہلسنت کی خدمت میں بھیجدی جس کو ہم ذیل میں حرف
بحرف پیش کرتے ہیں۔

وہابیوں کی پہلی تحریر

"سنت علی صاحب نے بیان کیا ہے کہ جن چار عالموں پر کفر کا فتویٰ
ہے وہ محض کفر کا فتویٰ اس لیے ہے کہ انھوں نے قرآن وحدیث کے خلاف
اپنے رسالہ میں اللہ اور رسول کے شان میں گستاخی لکھی ہے۔ اگر یقیناً علماء

مذکور نے قرآن وحدیث کے خلاف لکھا ہے اور اللہ و رسول کی شان میں گستاخی
کی ہے جو قرآن وحدیث سے گستاخی ثابت ہے تو ہم بھی ایسے لوگوں کو
جو قرآن وحدیث کے منکر ہیں نہیں مانتے ہیں انکار کرتے ہیں کافر کہتے ہیں
اور اگر شہید محمد اسمٰعیل کو احمد رضا صاحب نے مسلمان کہا اور لکھا ہے تو
مولانا احمد رضا صاحب بھی کافر ہیں۔

العبد علیم الدین سلمہ اللہ، کرہی خاص
"تاریخ مقررہ ۲ رنومبر ۱۹۵۶ء بمقام براؤں شریف

غور کیجیے سلسلۂ مناظرہ میں یہ پہلی وہابی تحریر ہے لیکن بدحواسی کا
یہ عالم ہے کہ نہ بسم اللہ ہے نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر پاک۔ بلکہ
طفلانہ ادائیں ہر سطر بلکہ ہر ہر جملے سے ٹپکتی ہیں۔ قاعدہ ہے کہ مناظرہ ہمیشہ
دو فریق کے درمیان ہوتا ہے لہٰذا اس کی تاریخ بھی دونوں فریق کے اتفاق
سے مقرر ہونی چاہیے۔ لیکن مولوی علیم الدین صاحب نے تنہا اپنی طبیعت
سے تاریخ مناظرہ ۲ رنومبر ۱۹۵۶ء مقرر کرلی۔ وہابی ملاؤں کی جہالت
کا یہ ادنیٰ درجہ ہے کہ مناظرے کے موٹے موٹے اصول سے بھی ان کو قطعی
واقفیت حاصل نہیں۔ وہابیوں کی مذکورہ بالا تحریر نمبر ایک میں جن چار
عالموں کی تکفیر کا ذکر ہوا وہ مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی
مولوی خلیل احمد انبٹھوی، مولوی محمد قاسم نانوتوی ان مولویوں نے حفظ الایمان
ص۸، براہین قاطعہ ص۵۱، تحذیر الناس ص۳ ص۱۴ ص۲۸ میں حضور اقدس سید عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی شان پاک میں گستاخی اور توہین کی ہے۔
اور شریعت مطہرہ کے حکم سے کافر و مرتد ہو چکے ہیں جیسا کہ فتاویٰ حسام الحرمین اور
الصوارم الہندیہ میں ہے۔ مولوی علیم الدین صاحب ان کفار و مرتدین مولویوں
کی تکفیر کے بارے میں کیسی کیسی کروٹیں بدل رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

۱ - اگر یقیناً علمائے مذکور نے قرآن و حدیث کے خلاف لکھا ہے ۔
۲ - اللہ اور رسول کی شان میں گستاخی کی ہے ۔
۳ - قرآن و حدیث کے منکر ہیں ۔
۴ - نہیں مانتے ہیں ۔
۵ - انکار کرتے ہیں ۔

پانچ مرتبہ کروٹ بدلنے کے بعد تھانوی، گنگوہی، انبیٹھی، نانوتوی کے کافر ہونے کے متعلق مولوی علیم الدین صاحب نے یوں حکم صادر کیا کہ

" تو ہم بھی ایسے لوگوں کو کافر کہتے ہیں "

وہابی دھرم کی پہلی اینٹ اسی بنیاد پر رکھی گئی ہے کہ انبیائے عظام اولیائے کرام کی اونچی شان میں توہین کی جائے اور جن لوگوں نے گستاخی کی ہے ان کا دامن مضبوطی سے تھام کر ان کی پوری حمایت کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور سرکار دو عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی شان اقدس میں جن چار مولویوں نے گستاخی کی ہے ان کے کفر کے بارے میں وہابی مولویوں نے پانچ مرتبہ کروٹ بدل کر بھی ان کو کافر نہیں کہا بلکہ جو ان کے مثل ہے وہ کافر ہے۔ اور جس ذات نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی عظمت پر اپنی جان، اپنا مال، اپنی عزت و آبرو نچھاور کر دی۔ جس نے اپنی علمی قوت و شوکت، قلمی زور و طاقت سے گستاخوں کی زبانیں سی دیں۔ توہین کرنے والوں کے ناطقے بند کر دیئے، ان کی باطل تحریروں کی دھجیاں اڑا دیں، ان کے کفری عقیدے تہس نہس کر دیئے جس کی ساری زندگی اسلام و سنیت، قرآن و حدیث کی خدمت میں گذری اور جس کو دنیا مجدد دین و ملت امام اہلسنت شاہ محمد احمد رضا کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اس جلیل القدر امام کے متعلق مولوی علیم الدین جیسے کورے اپنی علمی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

" اور اگر شہید محمد اسمٰعیل کو احمد رضا صاحب نے مسلمان کہا اور لکھا ہے تو مولانا احمد رضا بھی کافر ہیں "۔ یہاں قرآن و حدیث کی مخالفت و انکار کی شرط نہ رکھی۔ اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہابی اہل حق کی عداوت، اور گستاخ کافروں کی محبت کے نشہ میں ہر وقت چور رہتے ہیں۔ مولوی علیم الدین نے اپنی یہ "اگر" والی عبارت، حضور پر نور اعلیحضرت قبلہ کی دشمنی میں لکھی۔ لیکن بحمدہ تعالے اعلیحضرت اور تمام سنیوں کا دامن کفر کی گندگی سے بالکل پاک ہے۔ البتہ مولوی گنگوہی اور ان کے سارے وہابی متبعین اس تحریر کی وجہ سے کفر کے دلدل میں پھنس گئے۔ اس لیے کہ مولوی گنگوہی صاحب نے مولوی اسمعیل دہلوی کو صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ شہید ولی تک لکھ مارا ہے۔ چنانچہ وہ اپنے فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۲۹ میں لکھتے ہیں :

" اِنْ اَوْلِیَاءُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ط کوئی نہیں اولیا حق تعالے کا سوائے متقیوں کے۔ بموجب اس آیت کے مولوی اسمٰعیل ولی ہوئے اور بفحوائے حدیث مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَوَاقَ نَاقَۃٍ لَہُ الْجَنَّۃ کے وہ جنتی ہیں "

اب مولوی علیم الدین صاحب اپنی "اگر" والی عبارت کو گنگوہی۔ جی پر فٹ کر کے دیکھیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی گردن کفر کے شکنجے میں کتنی بری طرح پھنس چکی ہے۔ اور خود ان کو بھی خبر نہیں، اس لیے کہ جب ان کا کفری فتویٰ اتنا وسیع ہے کہ جو شخص اسمٰعیل دہلوی کو مسلمان کہدے وہ کافر ہے تو مولوی علیم الدین صاحب نے بھی اپنی اسی تحریر میں دہلوی جی کو شہید تک لکھدیا ہے لہٰذا وہ تو ڈبل کافر ہوئے۔ شعر :

جنوں کا نام خرد رکھ لیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

تمام دیوبندی اور غیر مقلد وہابی کان کھول کر سن لیں کہ حضور اعلیحضرت قبلہ
نے تمہارے شہید جی کو نہ تو مسلمان کہا اور نہ کہیں لکھا ہے۔ البتہ سارے وہابی
تمام دیوبندی دہلوی جی کو مسلمان کہتے بھی اور لکھتے بھی ہیں لہٰذا مولوی علیم الدین
کا یہ کفری فتویٰ ان کے ہم عقیدہ دیوبندی وہابی بھائیوں پر فٹ کیا جائے،
اگر پورا نہ اترے تو ہمارا ذمہ۔ ع

دروغ گو را حافظہ نہ باشد

وہابیوں کا اٹل تجربہ ہے کہ لوہے کے چنے چبانے آسان ہیں لیکن
تھانوی، گنگوہی وغیرہ کی عبارات کفریہ پر علمائے اہلسنت سے مناظرہ کرنا
دہکتے ہوئے انگارے پر لوٹنا اور حقیقت پر پردہ ڈالنا ہے۔ لہٰذا ایسی صورت
میں وہابیوں کا مناظرے کے لیے تحریر بھیجنا محض اس مقصد کے ماتحت
تھا کہ اگر علمائے دارالعلوم وہابیوں کی بکواس، خرافات اور ہذیانات میں
مشغول ہوگئے تو دارالعلوم کے تعلیمی پروگراموں پر کچھ تو اثر پڑے گا چنانچہ
اپنے اسی خیالِ فاسد کے ماتحت مولوی علیم الدین صاحب چند وہابیوں کو لیکر
۲۸ ربیع الاول شریف ۱۳۷۶ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۵۶ء کو براؤں شریف آ کر
جناب حنیف اللہ صاحب مہتو کے مکان پر ٹھہرے اور مناظرے کا مطالبہ کیا۔
حضرت مولانا صدیق احمد صاحب سجادہ نشین و ناظم اعلیٰ دارالعلوم نے فوراً ایک
تحریر مولوی علیم الدین صاحب کے پاس بھیجی جس کو ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں۔

اہلسنت کی پہلی تحریر

۷۸۶/۹۲ مولوی علیم الدین صاحب اور دیگر حضرات سے پہلے یہ طے
پانا ضروری ہے کہ جس مقصد کے لیے آپ نے تحریر بھیجی ہے اسی کی تکمیل
کے لیے آپ پہلے اس امر کی تحریر دیجیے کہ جب تک مسئلہ در بارۂ تکفیر علمائے اربعہ

(تھانوی، گنگوہی، انبیٹھی، نانوتوی) تمام نہیں ہو جائے گا اور حق و باطل کا فیصلہ
نہ ہو جائے گا اس وقت تک ہم براؤں سے نہیں جائیں گے اور اگر جائیں
تو پہلے ہم کو یہ تحریر دینی پڑے گی کہ میرا مذہب جھوٹا ہے اور میں جھوٹا اور جو
ہمارے مذہب کا ماننے والا ہو وہ بھی جھوٹا۔ اس تحریر کے بعد آپ
لوگ جا سکتے ہیں۔

محمد صدیق احمد
۲۸ ربیع الاول شریف ۱۳۷۶ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۵۶ء

اہلسنت کی جانب سے یہ پہلی تحریر ہے جس میں وہابیوں سے مطالبہ
کیا گیا کہ جب تک حق و باطل کے درمیان اِمتیاز قائم نہ ہو جائے موضوع
بحث کو ادھورا چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔ چونکہ یہ مطالبہ معقول تھا لہٰذا کرہی کے
ہابی حضرات اگر مناظرے کے اِرادے سے آئے ہوتے تو اس کو ضرور تسلیم
کرتے۔ لیکن ان کا مقصد تو مناظرے کے نام پر ہلّڑ بازی کرنا تھا۔ انھوں
نے سوچ رکھا تھا کہ زبانی ہی ایران توران کی ہانکی جائے گی۔ اور اپنے
مذہب کے کچھ بوسیدہ ہذیانات پیش کر کے پھر تنگیٔ وقت کا بہانہ
بنا کر چلتے بنیں گے اور اپنی برادری میں پہنچتے ہی "الفتح الفتح" کا نعرہ
لگا دیں گے۔ لیکن ان کے سارے منصوبوں پر اہلسنت کی پہلی تحریر ہی
نے پانی پھیر دیا۔ اس تحریر کو دیکھ کر وہابیوں نے سوچا کہ مولوی علیم الدین
صاحب تو نرے طفلِ مکتب ہیں لہٰذا مناسب ہے کہ اِس کام کو کوئی دوسرا
شخص انجام دے چنانچہ انھوں نے تحریری کارروائی کے لیے مولوی امر اللہ
صاحب سراجی کو مجبور کیا۔ مولوی سراجی صاحب نے اپنے کو میدانِ مناظرہ
کا کھلاڑی ظاہر کرنے کے لیے خرافات کا ایک پلندہ تیار کر کے بھیجا جس
کو ہم ذیل میں مِن و عن پیش کرتے ہیں۔

وہابیوں کی دوسری تحریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ آپ کی جانب سے ایک ایسی تحریر ہم کو ملی جو سراسر تہذیب اسلامی، سنت رسول اور اخلاقی ضابطہ کے خلاف ہے۔ اس کے علاوہ سراسر مجمل اور مبہم ہے۔ آپ نے مولوی علیم الدین صاحب کی جس تحریر کا حوالہ دیا ہے اس تحریر کو سامنے حاضر کرنا چاہیئے۔ پھر علمائے اربعہ سے آپ کی مراد چار علماء کون کون سے ہیں؟ اس کی کوئی تشریح آپ نے نہیں فرمائی، اس طرح یہ بات صاف عیاں ہو رہی ہے کہ آپ مناظرے سے فرار اختیار کر رہے ہیں۔ رہ گئی یہ بات کہ علمائے اربعہ کی آپ کیطرف سے تشریح ہو جانے کے بعد آپ کے ذمہ قرآن وحدیث سے ان کی تکفیر ضروری ہوگی گویا اس سلسلہ میں آپ مدعی اور ہم سائل ہیں۔ اگر علمائے اربعہ جن کی طرف آپ کی تحریر میں اشارہ کیا گیا ہے ان کو آپ نے کتاب و سنت سے کافر ثابت کر دیا تو آپ کا عقیدہ صحیح تسلیم کیا جاوے گا۔ اور اگر خدانخواستہ آپ کتاب وسنت سے ان کو کافر ثابت نہ کر سکے تو پھر آپ کو اپنے عقیدے سے تائب ہو کر ہمارا عقیدہ اختیار کرنا ہوگا ہم اس بات کے لیے تیار ہیں کہ علماء اربعہ کی تکفیر کا مسئلہ طے کیے بغیر واپس نہ ہوں گے بشرطیکہ آپ یہاں آکر تقریری مناظرہ کر کے عشاء تک معاملہ ختم کرلیں نہ یہاں ہمارا گھر ہے اور نہ ہم کسی ایسے شخص کے مہمان ہیں جس کے یہاں دو چار روز تک قیام پذیر رہ سکیں۔ آخر میں آپ پہلے اس بات کی تحریر دیں کہ اگر کتاب وسنت سے آپ علماء اربعہ کی تکفیر ثابت نہ کر سکے تو آپ جھوٹے اور آپ کا مذہب جھوٹا اور یہ کہ آپ کے عقیدے کی بنیاد سراسر باطل پر قائم ہے فقط۔

محمد امر اللہ خاں عارف سراجی
۲ر نومبر ۵۶ء

بے تکی ہانکنا بے سر دیا کہنا وہابیوں کا پرانا انداز ہے چنانچہ اپنے اسی مذہبی اصول کو پیش نظر رکھ کر وہابیوں کی تحریر نمبر دو میں مولوی سراجی صاحب نے بھی اپنے جوہر دکھلائے۔ ورنہ جب اہلسنت کی تحریر میں بسم اللہ شریف کا نقش موجود ہے پھر اس کو سراسر تہذیب اسلامی، سنت رسول کریم کے خلاف قرار دینا وہابیانہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ اہلسنت کی تحریر تو مولوی سراجی صاحب کو سراسر سنت کے خلاف دکھلائی دی لیکن وہابیوں کی پہلی تحریر جس میں بسم اللہ شریف کی طرف قطعی کوئی اشارہ بھی نہیں وہ عین سنت کے مطابق معلوم ہوئی اسی کو دوسرے الفاظ میں وہابیانہ اندھا پن کہتے ہیں۔ اگر علمائے اربعہ کی صرف تشریح نہ کرنے سے اہلسنت کا فرار ظاہر ہو رہا ہے تو اس اصول کی روشنی میں وہابیوں ہی کا مناظرہ سے کھلم کھلا فرار ثابت ہوا کیونکہ مولوی علیم الدین ہی نے سب سے پہلے یہ نازیبا حرکت کی ہے جیسا کہ انھوں نے اپنی پہلی تحریر میں چار عالم تو لکھا۔ لیکن ان کی تشریح نہ کی۔ بہر حال وہابیوں کی یہ تحریر اس قابل نہ تھی کہ اس پر کوئی توجہ کی جاتی لیکن بھونکنے والوں کا منہہ بند کرنا بھی ضروری تھا۔ لہٰذا حضرت مولٰینا صدیق احمد صاحب قبلہ نے یہ سوچ کر کہ وہابیوں کے بڑے بوڑھے تو مناظرے کا نام سنکر قبر کی مٹی ہو گئے شاید وہابیوں کے نئے فرزند مناظرے کی ہوس رکھتے ہوں کیوں نہ ان کو مناظرے کے دو ایک پینترے دکھلا دیے جائیں۔ چنانچہ آپ نے ایک واضح تحریر جو مناظرے کی شرائط اور موضوع پر مشتمل تھی۔ وہابیوں کے پاس بھیجی جس کو ہم ذیل میں نقل کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

اہلسنت کی دوسری تحریر

۹۲/۶/۸ مولوی امر اللہ صاحب۔ السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

آپ کی طرف سے ایک طویل تحریر جو ہفوات پر مشتمل ہے آئی۔ الجھنے کی صورت پہلے ہی آپ نے لکھدی، آپ لکھتے ہیں کہ ہم کو ایسی تحریر ملی جو سراسر تہذیبِ اسلامی، سنت رسول اور ضابطہ کے خلاف ہے۔" میں پوچھتا ہوں ایسی ہی تحریروں سے مناظرہ شروع ہوتا ہے؟ آپ کو تو صرف ایک تحریر دینی تھی کہ ہم جب تک مسئلۂ تکفیر طے نہ ہو جائے براؤں سے نہیں جائیں گے۔ اس کے بجائے آپ نے ایک صفحہ بے فائدہ اور طائل باتوں میں سیاہ کر دیا۔ کیا اسی کو مناظرے کے ابتدائی مراحل کہتے ہیں؟ اُلجھی ہوئی باتیں لکھنا اور اول فول بکنا یہ سب چیزیں مناظرے سے فرار کی ہوتی ہیں۔ پہلے تو مولوی علیم الدین صاحب کا پرچہ آیا اس کے متعلق جب یہاں سے تحریر گئی تو بیچارے مولوی علیم الدین صاحب مناظرے کا نام ہی سن کر فرار ہو گئے اس کے بعد آپ سامنے آئے ہیں، اب دیکھنا ہے کہ آپ عشاءٓ سے پہلے فرار ہوتے ہیں یا عشاءٓ کے بعد؟ ابھی مناظرے کا نہ تو موضوع متعین ہوا اور نہ اس کی شرائط طے ہوئی اور نہ مناظرے کی جگہ مقرر ہوئی اور نہ ابھی جانبین سے مناظر کا نام متعین ہوا۔ لیکن سب سے پہلے آپ فَنَّا یَفِسّ کی گردان رٹنے لگے۔ غور سے پڑھیے اور سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ مناظرہ کی شرط اول یہ ہوگی کہ ہر مناظر کو اپنی باتیں تحریر میں پیش کرنی ہوں گی۔ اس لیے کہ بار ہا کا تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ مناظر اپنی تقریر میں کچھ کا کچھ کہہ جاتا ہے۔ مدِ مقابل اس کو جب یاد دلاتا ہے تو وہ انکار کر جاتا ہے جس میں بلا وجہ بہت زیادہ لاطائل باتوں میں وقت ضائع ہوتا ہے۔ مناظرہ کی شرطِ ثانی یہ

ہوگی کہ سب سے پہلے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھی اور مولوی قاسم صاحب نانوتوی کے عقائدِ کفریات پر بحث ہوگی۔ مناظرِ اہلسنت ان علمائے اربعہ کے کفریات کو شرعی نقطہ نگاہ سے ثابت کرے گا، اور مناظرِ وہابیہ ان علمائے اربعہ کی کفری عبارتوں کا اسلام ہونا ثابت کرے گا۔

شرطِ سوم قرآن کریم وحدیث شریف واجماعِ امت اور قیاس ائمۂ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ مناظر اہلسنت پر حضور پُر نور مجددِ اعظم دین وملت مولانا شاہ محمد احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تصانیف مبارکہ اور مناظر وہابیہ پر مولوی اسمٰعیل دہلوی، مولوی نانوتوی، مولوی انبیٹھی، مولوی گنگوہی، مولوی تھانوی اور مولوی عبدالشکور کاکوروی صاحبان کی تحریرات بھی حجت ہوں گی۔ شرطِ چہارم جو مناظر موضوع بحث کو چھوڑ کر کسی اور بات کا ذکر چھیڑے یا اپنے مقابل کے اعتراض یا جواب یا دلیل کو لا جواب چھوڑ کر اپنی نئی بات چھیڑ دے، یا اس کی جس بات کا رد اس کا مقابل کر چکا ہے اس کے رد کا جواب دیئے بغیر اپنی اسی رد کردہ بات کو دہرا دے یا اختتام مناظرہ سے پہلے میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے اس کی شکست مسلّم فریقین ہوگی۔ مناظر اہلسنت کو اگر شکست ہوئی تو اس کو اپنی غلطی وعاجزی کا اقرار لکھ کر اس پر اپنے دستخط کر کے اپنے مقابل کو دینا اور سنانا ہوگا۔ اگر مناظرِ وہابیہ کو شکست ہوئی تو اسکو بھی مناظر اہلسنت کی تلقین کے مطابق تحریری طور پر ایمان لانا اور اس تحریر کو پڑھ کر سنانا ہوگا

شرطِ پنجم کسی وہابی، دیوبندی، غیر مقلد کو مسلمانان اہلسنت ہرگز نہیں مان سکتے اور کسی سنی کو وہابیہ، دیوبندیہ وغیر مقلدین صاحبان ہرگز نہیں مانیں گے۔ اور کسی بے دین بد مذہب غیر مسلم کو دینی مذہبی مسائل میں

حکم بنانا بحکم قرآن عظیم تَحَاکُمْ اِلَی الطَّاغُوتِ اور شان منافقین ہے تو
اس مناظرے میں حکم مسلم فریقین کا ملنا شرعاً متصور ہی نہیں۔ لہٰذا اس مباحثے
میں سامعین مناظرہ و ناظرین رودادِ مناظرہ کا ایمان حکم ہوگا۔ مناظرے کی جو
شرائط ہوتی ہیں وہ لکھدی گئیں جن صاحب کو مناظرہ کرنا ہو شرائط مذکورہ
بالا پر مناظرہ کی ذمہ داری کی تحریر دیکر مکان مناظرہ متعین کرکے اپنا نام
مناظر کی حیثیت سے پیش کرے۔

محمد صدیق احمد۔

۲۸ ربیع الاول شریف ۱۳۷۶ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۵۶ء

اہلسنت کی طرف سے یہ دوسری تحریر ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مناظرہ
تحریری ہوگا اور بحث تھانوی، گنگوہی، انبیٹھوی، نانوتوی کی عبارات کفریہ
پر ہوگی۔ وہابی مناظر پر پیشوایان وہابیہ کی تالیفات اور سنی مناظر پر قرآن
حکیم اور حدیث کریم کے علاوہ ائمہ اسلام کی تصانیف بھی حجت ہوں گی
فریقین کا حکم سامعین مناظرہ و ناظرین رودادِ مناظرہ کا ایمان ہوگا جس فریق کا
مناظر مناظرہ ختم ہونے سے پہلے بھاگ جائے اس فریق کی شکست
قرار پائے گی۔

ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ یہ شرائطِ مناظرہ اتنے معقول تھے کہ ہر سنجیدہ وہابی
بھی اس کی تائید کرے گا۔ لیکن مولوی سراجی صاحب نے قبول کرنے کی بجائے
ان معقول شرطوں کی مخالفت پر کمر باندھ لی۔ اور تحریری مناظرے سے
پیچھا چھڑانے کے لیے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا دیا اور اس سے ایسا
بھاگے جیسے لاحول سے شیطان بھاگتا ہے۔ پھر حضرت مولانا صدیق احمد
صاحب قبلہ کی تحریر نمبر دو کے جواب میں جو تحریر مولوی سراجی صاحب نے
بھیجی وہ ذیل میں حرف بحرف نقل کی جاتی ہے:

وہابیوں کی تیسری تحریر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْہُدٰی

جناب مولوی محمد صدیق صاحب!

آنجناب کی طرف سے بڑے انتظار کے بعد ایک طویل تحریر ملی مگر افسوس
کہ آنجناب نے میرے پہلے معروضات پر قطعاً نگاہ نہ ڈالی اور نہ کسی سوال
کا جواب دیا۔ نہ معلوم کس نافہمی کی بناء پر آپ نے میری تحریر کو مشتمل
بر ہفوات ٹھہرا دیا حالانکہ میں نے آپ کی تحریر کو اس بناء پر خلاف سنت
قرار دیا تھا کہ آپ نے بسم اللہ ہی کو حذف فرما دیا حالانکہ آنحضور کا فرمان
ہے کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَءْ بِاسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَقْطَعُ نیز آنحضور
اپنے تمام نامہ ہائے مبارک کو بسم اللہ سے شروع فرماتے تھے جس کے
لیے وہ نامہ ہائے مبارک شاہد عدل ہیں جو آپ نے اپنے دور کے
بادشاہوں کے پاس دعوتِ اسلام کے سلسلے میں لکھے تھے۔ خیر اب
ہم نمبروار آپ کی تحریر پر نظر کریں گے۔

(۱) آپ نے تکفیر علماء کے سلسلے میں مولوی علیم الدین صاحب
کی جس تحریر کا حوالہ دیا ہے اس کے بموجب قرآن و حدیث کی روشنی میں
آپ کا فرض ہوگا کہ ان علمائے کرام کو کافر ثابت کریں۔ اگر قرآن و حدیث
سے کافر ثابت نہ کر سکے تو آپ کا فرض ہوگا کہ اپنے باطل عقیدوں سے
توبہ کرکے ہمارا عقیدہ تسلیم فرمائیں۔

(۲) آپ نے جن علمائے کرام کی تحریروں کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ
وہ ہمارے لیے حجت ہوں گی یہ سراسر لغویات ہے کیونکہ ہم اللہ اور اس کے
رسول کے سوا کسی امام یا پیر یا عالم کے مقلد قطعاً نہیں ہیں اور نہ ہی اللہ

ورسول کے علاوہ کسی کو معیارِ حق مانتے ہیں اگرچہ بزرگ اور اسلام کا خادم اور اپنا مخدوم بزرگوں کو مانتے ہیں جنھوں نے اسلام کے لیے بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں۔ ہاں البتہ آپ کو حق ہے کہ جس عالم دین کی تحریر کو چاہیں اپنے لیے حجت کرلیں۔ (۳) ہم آپ کی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ علمائے کرام کی کفریات پر بحث ہوگی آپ اس بحث میں مدعی ہوں گے اور ہم سائل ہوں گے، اس لیے آپ کا فرض ہوگا کہ پہلے قرآن وحدیث سے یہ ثابت کریں کہ وہ کون سے امور ہوتے ہیں جن کے ارتکاب سے ایک مسلمان کافر ہوجاتا ہے اور اس کو ثابت کرنے کے بعد ان امور کو علماء مذکورین پر منطبق کرکے بتلادیں گے کہ یہ امور ہیں جن کے مرتکب کو قرآن وحدیث میں کافر بتلایا گیا ہے۔ اس سلسلے میں صرف قرآن وحدیث مسلّم فریقین ہوں گے۔ فقہ، اجماع امت، قیاس یا ان علمائے مذکورین کی کتابوں کے پیش کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے ہم ان کتابوں اور اصولوں کے مقلد ہیں اور نہ ان کو اپنے لیے حجت شرعی سمجھتے ہیں۔ ہمارے لیے صرف قرآن وحدیث ہی حجت ہیں اور حدیثیں بھی وہ جو صحیح مستند غیر معلل غیر شاذ اور مُتّصِلُ السَّنَد ہوں، ضعیف شاذ اور موضوع حدیثوں کو پیش کرنے کا حق نہ آپ کو ہے اور نہ ہی ہم کو ہے۔

(۴) مناظرے کی ابتدائی شرط وہی ہوگی جو مولوی علیم الدین صاحب اور سنت علی صاحب کے مابین قبل ازیں طے ہوچکی ہے اور جس کی بنا پر پر ہم یہاں تک آئے اور وہ یہ کہ مناظرہ تحریری نہیں ہوگا اور صرف قرآن وحدیث کی روشنی میں ہوگا تاکہ پبلک ہر دو فریقین کے بیانات کو سن سکے اور کوئی فائدہ اٹھاسکے۔ (۵) آپ نے حکم کا انکار کرکے بڑی جہالت کا ثبوت دیا ہے بغیر حکم اور ثالث کے ان ہنگامی مناظروں میں پبلک از خود کوئی

فیصلہ نہیں کرسکتی۔ غیر مسلم جو غیر متعصب اور انصاف پرور ہو وہ بوقت ضرورت ثالث بنایا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں جن کو بوقت ضرورت پیش کرسکتا ہوں۔ بہر حال فیصلے کے لیے غیر متعصب اور انصاف پسند غیر مسلم کا ثالث ہونا ضروری ہے جو فریقین کی رضامندی سے مقرر کیا جائے گا۔

(۶) مقام مناظرہ کے متعلق یہ گذارش ہے کہ براؤں کا کوئی شخص بھی مناظرہ کے لیے جگہ دینے کو تیار نہیں ہے اس لیے مقام مناظرہ موضع متونا نکار گاؤں سے پچھم کھلیان میں پیپل کے درخت کے نیچے بتاریخ ۱۰ر نومبر ۱۹۵۶ء بروز سنیچر بوقت دس بجے دن مقرر کیا جاتا ہے اگر آپ کو منظور ہو تو کل بارہ بجے تک ہم کو اپنی منظوری کی اطلاع دیجیے دیگر حالات میں اپنے فرار سے مطلع فرمائیے۔ والسلام۔

محمد امر اللہ خاں عارف سراجی
۲ر نومبر ۵۶ء

اس تحریر کے بعد رات ہی میں مولوی سراجی صاحب مع اپنے تمام ساتھیوں کے براؤں شریف سے رفوچکر ہوگئے وہابیوں کی اس تحریر نمبر تین میں بھی مولوی سراجی صاحب نے وہی پرانی بکواس دہرائی ہے۔ چنانچہ بوکھلاکر لکھتے ہیں کہ "میں نے آپ کی تحریر کو اس بنا پر خلاف سنت قرار دیا تھا کہ آپ نے بسم اللہ ہی حذف فرمادیا"۔ بڑی حسرت ہے کہ اس بیچارے نابینا مولوی کو کسی بینا وہابی نے بھی نہیں سوجھا دیا کہ مولوی علیم الدین کی جس پہلی بنیاد پر تم نے مناظرے کا بیڑا اٹھایا ہے خود اسی تحریر میں بسم اللہ محو کر دیا گیا ہے۔ اگر مولوی سراجی صاحب کا قوت حافظہ رخصت ہوگیا ہو تو دوبارہ مولوی علیم الدین کی پہلی بنیادی تحریر کا مطالعہ کرلیں اور اگر اس

تحریر کی نقل بیچارے مولوی علیم الدین صاحب سے بدحواسی کی حالت میں کھو گئی ہو تو پھر بھی ان کے لیے کوئی مجبوری نہیں اس لیے کہ وہابیوں کی دیگر تحریروں کے ساتھ پہلی تحریر بھی دارالعلوم کے دفتر میں محفوظ ہے جب جی چاہے آکر ملاحظہ کرلیں کہ اس میں بسم اللہ بالکل غائب ہے۔

مولوی سراجی صاحب! کم از کم وہابیت ہی کے ذہن و دماغ سے سوچ کر کام کیجئے کہ جب وہابیوں کی پہلی بنیادی تحریر ہی مخالف سنّت ہے تو خلاف سنت بنیاد پر اہلسنت سے مناظرہ کرنا آپ جیسے گنواروں اور یتیموں کا کام ہو سکتا ہے؟ رودادِ مناظرہ کی طوالت مانع ہے ورنہ میں آپ کی تحریروں کے ایک ایک کل پرزے کی ایسی مرمت کرتا کہ دِن ہی میں آپ کو تارے نظر آتے۔ آپ لوگ اسی دین و دیانت پر مناظرے کی رٹ لگاتے اور قوم میں فتنہ و فساد کا بیج بوتے ہیں۔ اہلسنت کی تحریریں خلاف سنت قرار دینے میں بڑی آسانی معلوم ہوئی لیکن خود اپنے گھر کی خبر نہیں۔ اگر آپ کو دینی غیرت و شرم ہوتی تو مولوی علیم الدین کی گوشمالی کرتے کہ تم نے اہلسنت کے پاس خلاف سنت تحریر کیوں بھیجی؟ اور کرہی کے وہابیوں سے کہتے کہ ہم خلاف سنت بنیاد پر ہرگز مناظرہ نہیں کر سکتے۔ اس سے کم از کم وہابیوں ہی کے دلوں میں آپ کی صداقت و شرافت کا سکہ تو بیٹھ جاتا۔ بسم اللہ شریف کے متعلق جو حدیث آپ نے پیش کی ہے خود اسی حدیث کریم کے فرمان سے براؤں شریف کے مناظرے میں آپ کی ابتداء دم بریدہ اور اقطع ہے۔ اگر آپ کے پاس انسانی غیرت بھی ہوگی تو اپنی آخری سانس تک اہلسنت سے مناظرے کا نام نہیں لے سکتے۔

اہلسنت کی تحریروں کے متعلق خلافِ سنت کی بار بار رٹ لگانے

پر حضرت سیدی مولانا صدیق احمد صاحب قبلہ نے سوچا کہ مولوی سراجی صاحب کو بھی سنّتِ اسلام کی لذت چکھا ہی دینی چاہئیے۔ چنانچہ آپ نے اپنی تیسری تحریر عربی زبان میں وہابیوں کے پاس بھیجی۔ جس کو ہم اصل عبارت میں مع اردو ترجمہ ذیل میں پیش کرتے ہیں:

اہلسنت کی تیسری تحریر

٧٨٦/٩٢

اِلی المولوی امراللہِ الوھابی! بَعدَ ماھوالمسنون ط اقول اِنیّ متاسّف غایۃ التاسّف علیٰ اَنّکَ مِن الجاھلین بالدّال وَالمدلول ولما لم تکن مِن العالِمینَ بمَدلول ٧٨٦ فاعُلمَ الاٰنَ انَّ مدلول ٧٨٦ اِنّماھی التسمِیَۃ ط فکیف جَعلت کتابنا اِلیکَ مُخالفاً لِلسُّنّۃ مَع وجود الدال علی التسمیَۃ ط فثبت اِنکَ جَاھل ط فعلام ارَدت المناظرۃ مَع انک لاتعلم مَدلولات العدد ط وَماذکرتَ مِنْ اَن النبی الکریم عَلیہِ الصلوٰۃ وَالتسلیم کان کلّمَا اَرسَل المکتوب اِلی الملوکِ فابتدأ بالتسمیۃ فاورِدُ عَلیکَ انَّ مکاتیبہ عَلیہِ الصلوٰۃ والسَّلامُ کانت بالعربیۃ اوبالاردویۃ فان کانت بالاردویۃ فلابُدّ لکَ مِن ان تثبت بالکتاب وَالسنۃ انّ الاردویۃ فی ھٰذالعصر کانت تستعمل فی التکلم والکتابۃ بعَھدہٖ عَلیہِ الصَّلوٰۃ وَالسلام ط وَاِن کانت بالعربیۃ وقد کانت بھا فانکَ لم کتبت اِلَینا بالاردویۃ وتعدیت السنۃ وَصرتَ مِن المخالفین لَھَا اسمع یا اقل الحیاء اِلم تستحیِ ط وَ

جعلت كتابنا مُخالفاً للسنّة مَع انه حاوٍ على دالِ التسمية و
صيرت كتابك الفاسد موافقاً للسنة مَع انه ليس
بالعربية فهلا جئتَ في العربيةِ ان كنت مِنَ المدعين
بعَمل السنّةِ افتملك ازالة هٰذا الجبل الذى اوقعت عليك
بل إنّما اقول إنك لاتقدر الاعلى احداث امور تطلب
بها سلوك الفرار عن المناظرة وَمَا ادريكَ مَا المناظرة امّا
قوله عليه الصلوٰة وَالسّلام كلُّ امرٍ ذي بالٍ لم يُبدأ ببسمِ الله
فهو اقطعُ فقد جاء فيه لم يُبدأ الا لم يكتبُ وَانّما
فهمت بسوءِ الفهم ان بدائة التسمية لابد لها من
الكتابة لها من اين جَعلت هٰذا الحديث الكريم مقيداً
بالكتابة فعلام تدعي العلم بالكتاب وَالسنّة وترك المناظرة
مَع انك اجهل بمفهومِ الحديث فما حال العلم لكَ
بالقرآن العظيم اعلم ان ماكتبتُ لكَ مِن الشرائطِ
للمناظرة فمع انها كانت معقولة ومأخوذة من النقل انكرت
بعضها وانصرفت عن بعضها فهٰذا هو الفرار عن المناظرةِ
فالآن نريد ان نعيد الايضاح بالشرائط التى قدمناها
لكَ في النمرات الآتية:

(۱) الشرط الاول من شرائط المناظرة انها تكون
لكتابة لا بالمكالمة وَانك قد انكرت هٰذا الشرط المعقول
المأخوذ مِنَ القرآن المجيد وعللت المناظرة بالمكالمة بانّ
عامة الناس قدروا على ان يَسمعوا مقالات المناظرين كلها
وينتفعوا به انّي اقول ان هٰذا التعليل مِنكَ يُشعر انّك

تطلب سَبيل الفرار عن المناظرة لأن المفاد المطلوب يحصل
بالمناظرة بالكتابة ايضاً قال الله تعالى في امر **الكتابة** ذٰلكُمْ
اَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَادنى الّا ترتابوا والامر
الله تعالى في الامور الدنيوية بالكتابة فانت لم هربت
وتنحيت عنها في الامور الدينية فظهر كل الظهور بعدم
التسليم لهٰذا الشرط المأخوذ مِن كِتاب الله انك قد
طلبت واحدثت طريق الفرار لنفسك عَن المناظرة
فإن ترددها في نفس الامر فاقبله وإلّا يتصور انك لاتستطيع
عَلىَ المناظرة لكن تقربها ليغترّ الناس ومِن اعظم الفوائد
في المناظرة بالكتابة انك لا تتمكن مِنَ التبديلِ والتاويل
بالقول لنفسك وَهٰذا موت لك لانه عُروةٌ وُثقى لامثالك
فلذالك تهرب عن شرطِ الكتابة وتفر عن المناظرة و
من المجربات مرّة غير مرّة ان الفساد والمنازعة والمقاتلة
والثورة قد تقع في المناظرة بالمكالمة .... كما
شوهد فمع هٰذهِ الامور قد اصررت عَلىَ المناظرةِ بالمكالمة
وفررت عن المناظرة بالكتابة فيثبت باصرارك إنك متهيأً
للمنازعة بين الناس ليتيسر لكَ الخلاص عَنِ المناظرة ان
تقول اني لا اناظر الآن لان الناس قد حملوا على الثورة
كما وَقع في المناظرة بالمكالمة المنعقدة في پرسوپابان
العلماء المناظرين من الوهابية قد قضوا ان اى فريق لايحضر
في الساعة الثامنة مِن الصباح في مكان المناظرة فيسلم
انهزامه فلما اجتمع المناظرون مِن اهل السنة وَالوهابية

قال مناظروا الوهابية إنما لن نناظر حتى يكون مدير الدواء
حاضرا ههنا وفروا بعده وانما انت ايضا منهم

(٢) والثانى منها ان العبارات الكفرية لاغير للتانوى
والكنكوهى والانبيٹهى والنانوتوى كانت موضوعة لهذه المناظرة
فعلى المناظر من اهل السنة يجب ان يثبت كونهم كافرين
ولابد للمناظر الوهابى من الاثبات بان هذه العبارات الكفرية
من الاسلام والايمان فهم من المسلمين -

(٣) والثالث منها ان الكتاب والسنة واجماع الامة
وقياس الائمة والكتب لاعلى حضرة الفاضل البريلوى حجة
على المناظر السنى. والتاليفات لاسمعيل الدهلوى والتانوى
والكنكوهى والانبيٹهى والنانوتوى حجة على المناظر الوهابى
انما اعدتُ بيان هذا الشرط لانك قد اخطأت فى فهم هذا
الشرط كما هو ظاهر من كتابك إلينا -

(٤) اعلم ان الحكم المسلم بين الفريقين لايتصور
شرعا بيننا وبينك وجعل الكافر حكما فى الامور الدينية
خالصة تحاكم إلى الطاغوت بالكتاب كما قدمنا القول فى
الكتاب إليك مع انك اشد ميلا بالتحاكم إلى الطاغوت
والكفار كما فى الكتاب إلىّ فصدق أنّ الوهابية قوم لا
دين لهم ولا نصيب لهم من الاسلام والايمان وإنّما
انتم قائلون بانكم لا تقلدون اماما ولا شيخا ولا عالما
دون الله ورسوله ولا تعترفون لاحد من دون الله و
رسوله بانه معيار للحق فكيف سلمتم الكفار معيارا للحق

وحكما لقضاء امر الاسلام فظهر بغاية الظهور بعد التسليم
لهذا الشرط واصرار التحاكم الى الطاغوت والكفار انك قد
اخترت الفرار وقد فررت ايضا. انى اقول ان تكن
من رجال المناظرة فاقبل هذه الشرائط المعقولة و
الماخوذة من النقل ولا تنقلب على عقبيك ولا تنصرف عنها
اعلم ان تاريخ المناظرة يعين برأينا ورأيكم بعد
قبولك الشرائط المعروضة فاليوم الذى عيّنت
للمناظرة صار ضائعا لكونه قبل افتتاح المناظرة من
اعطاء التحرير لكفاية الدفع والحفاظة عن
الشركاء فى المناظرة لانك من الداعين لهذه
المناظرة

محمد صديق احمد

٢٩ ربيع الاول الشريف ١٣٧٦ھ
بالمطابقة ٣ من نوفمبر ١٩٥٦ء من الميلادية

(اہلسنت کی تیسری تحریر کا اردو ترجمہ)

۷۸۶/۹۲ جناب مولوی امراللہ وہابی! بعد ماھو المسنون

گذارش یہ کہ مجھے سخت افسوس ہے کہ تم دال اور مدلول بھی
نہیں جانتے۔ جب تم (ابھی تک) ۷۸۶ کا مطلب نہ جانا تو اب سے
جان لو کہ ۷۸۶ کا مطلب بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِؕ ہی ہے۔ پھر
بسم اللہ کے ہوتے ہوئے تم نے ہماری تحریر خلاف سنت کیسے قرار
دے دی؟ اس سے تو پتہ چلتا ہے کہ تم گنوار ہو۔ پھر کس بل بوتے پر تم نے
مناظرے کا ارادہ کر لیا حالانکہ گنتی کے معانی سے بھی واقف نہیں ہو۔ تم نے
جو یہ کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بھی بادشاہوں کے پاس نامۂ مبارک
بھیجتے تو بسم اللہ سے شروع فرماتے۔ تو میں بطورِ اعتراض تم سے کہتا ہوں
کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نامہائے مبارک عربی زبان میں تھے یا کہ
اردو میں؟ اگر (کہو کہ وہ خطوط) اردو زبان میں تھے تو تمہیں قرآن
وحدیث سے ثابت کرنا ہوگا کہ موجودہ زمانے کی اردو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے عہد میں گفتگو اور تحریر کے وقت استعمال کی جاتی تھی۔ اور اگر (یہ کہو کہ وہ خطوط)
عربی زبان میں تھے، اور واقعی عربی ہی میں تھے تو تم نے ہمارے
پاس اپنی تحریر اردو میں لکھ کر کیوں بھیجی اور تم سنت سے ہٹ کر مخالف سنت
کیوں بنے؟ اے بے شرم! غور سے سن لو تمہیں کچھ شرم نہ آئی بسم اللہ
کے نقش ہوتے ہوئے تم نے ہماری تحریر کو خلاف سنت کہہ دیا۔ اور اپنی
چوپٹ ردّی تحریر موافق سنت قرار دی۔ حالانکہ تمہاری تحریر عربی زبان میں
نہیں جب کہ تم سنت کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہو تو تم نے اپنی تحریر عربی
زبان میں کیوں نہ بھیجی؟ (اعتراض کا) پہاڑ جو میں نے تم پر ڈھایا ہے کیا تم
اسے سرکا سکتے ہو؟ (اس اعتراض کا جواب تو درکنار) بلکہ میں کہتا ہوں

کہ تم مناظرے سے بھاگنے کی گلیاں ڈھونڈ لو، اور تم کیا جانو کہ مناظرہ کیا بلا
ہے؟ رہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان کہ "ہر شاندار چیز جو بسم اللہ سے
نہ شروع کی جائے تو وہ دُم بریدہ اور ناتمام ہے"۔ تو اس حدیث کریم میں
لَمۡ یُبۡدَأۡ[1] آیا ہے نہ کہ لَمۡ یکتب۔ اور تم نے اپنی غلط فہمی سے یہ سمجھ رکھا ہے کہ
بسم اللہ سے شروع کرنے کے لیے بسم اللہ کا لکھنا ضروری ہے۔ اس حدیث
کریم میں لکھنے کی شرط تم نے کہاں سے پیدا کر لی۔ جب ایک مشہور حدیث
کے متعلق تمہاری بیتی کا یہ عالم ہے تو کس بل بوتے پر قرآن فہمی اور حدیث
دانی کا تم دعویٰ کرتے اور مناظرے کا ارادہ رکھتے ہو؟ حالانکہ تم حدیث
مذکور کے سادے مطلب تک سے جاہل ہو تو پھر تمہاری قرآن دانی کا کیا
حال ہوگا۔ جاننا چاہیئے کہ میں نے مناظرے کی جو شرائط تمہارے پاس
لکھ کر بھیجیں ان کے معقول اور قرآن وحدیث سے ماخوذ ہونے کے باوجود
تم نے بعض کا (کھلم کھلا) انکار کیا اور بعض سے (پھیر پھار کر کے) ہٹ
گئے، اسی کو مناظرہ سے فرار اور گریز کہتے ہیں۔ لہٰذا (اتمام حجت کے
طور پر) اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو شرطیں تمہارے پاس پہلے پیش کر چکے
ہیں مندرجہ ذیل نمبروں میں ان کی دوبارہ تشریح کر دیں۔

مناظرہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ تحریری ہوگا نہ کہ تقریری۔ تم نے
قرآنِ حکیم سے اس ماخوذ موافق عقل شرط کا انکار کرتے ہوئے تقریری
مناظرے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ عام لوگ دونوں مناظروں کے بیانات سن
سکیں گے، اور اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ میں کہتا ہوں تمہاری بیان کردہ
وجہ سے تو پتہ چلتا ہے کہ تم مناظرے سے بھاگنے کا راستہ تلاش کر رہے ہو۔

---

[1] یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہیکہ ہر چیز کے شروع میں بسم اللہ
کیا جائے نہ کہ ہر کام سے پہلے بسم اللہ لکھا جائے جیسا کہ مولوی سراجی نے اپنی کج فہمی ظاہر کی۔

اس لیے کہ مناظرے سے جو فائدہ مقصود ہے وہ تحریری مناظرے میں بھی بدرجۂ اتم پایا جاتا ہے۔ (تو پھر تحریری مناظرے سے بھاگنا اصل مناظرے ہی سے بھاگنا ہے) تحریر کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (کہ "اے مسلمانو) یہ (یعنی) خوب لکھنا اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے اور اس میں گواہی ٹھیک رہے گی۔ اور یہ اس سے قریب ہے کہ تمہیں شبہہ نہ پڑے"

جب اللہ تعالیٰ نے دنیاوی معاملات میں تحریری کاروائی کا حکم دیا تو تم دینی امور میں اس سے کیوں بھاگتے ہو اور ہٹ گئے۔ قرآن کریم سے اس ماخوذ شرط کو تسلیم نہ کر کے پوری طرح ظاہر ہو گیا کہ تم نے اپنے لیے مناظرے سے بھاگنے کا راستہ ڈھونڈھا اور نکالا ہے۔ لہٰذا اگر تم واقعی مناظرہ کرنا چاہتے ہو تو تحریری شرط قبول کر لو ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ تم مناظرہ نہیں کر سکتے، لیکن تمہارا مناظرہ کا اقرار، تو دہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے ہے۔ تحریری مناظرہ میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ تم اپنی کہی ہوئی بات نہ تو بدل سکتے ہو نہ اس سے مُکر سکتے ہو۔ اور (چونکہ اپنی کہی ہوئی بات سے مکرنا، اس کا انکار کرنا) یہ تم جیسے لوگوں کا مضبوط کنگن ہے۔ (لہٰذا تحریری شرط تسلیم کرنے میں) تمہاری موت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ (کھلم کھلا) تحریری شرط اور (چھپے طور پر) مناظرہ سے بھاگ رہے ہو۔ بارہا کا تجربہ ہے کہ تقریری مناظرے میں فساد جھگڑا مار پیٹ بلوہ ہوتا ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے تو پھر ان خرابیوں کے ہوتے ہوئے تم نے تقریری مناظرے پر ہٹ باندھ لی اور تحریری مناظرے سے بھاگ نکلے۔ تمہاری ہٹ سے ثابت ہوتا ہے کہ تم لوگوں کے درمیان آمادۂ فساد ہو تاکہ (جھگڑا فساد ہونے پر) مناظرے سے پیچھا چھڑانا تمہارے لیے آسان ہے اور یہ کہنا سہل ہو کہ "میں اب مناظرہ نہیں کروں گا کیوں کہ لوگ بلوہ کرنے پر تل گئے ہیں" جیسا کہ تقریری مناظرے کی صورت میں

موضع پرسویا ضلع بستی میں یہ واقعہ گزرا کہ وہابی علماء مناظرین نے طے کیا کہ جو فریق جائے مناظرہ پر صبح آٹھ بجے نہ آجائے تو اس کی شکست تسلیم ہو گی۔ پھر جب سنّی اور وہابی مناظرین جمع ہوئے تو وہابی مناظروں نے کہا کہ جب تک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ (ضلع بستی) موجود نہ ہوں ہم مناظرہ ہی نہ کریں گے اور (یہ کہہ کر) پھر بھاگ کھڑے ہوئے، اور تم بھی تو انہیں وہابیوں سے ہو۔ (تو بھلا تقریری مناظرے کے فوائد حاصل کرنے سے کب چکو گے؟)

(۲) دوسری شرط یہ ہو گی کہ تھانوی، گنگوہی، انبیٹھی، نانوتوی کی عبارات کفریہ ہی اس مناظرے کا موضوع ہوں گی۔ لہٰذا سنّی مناظر کے لیے ضروری ہو گا کہ وہ ان گستاخوں کا کافر ہونا ثابت کرے۔ اور وہابی مناظر کو یہ ثابت کرنا ہو گا کہ (وہ) کفری عبارتیں اسلام و ایمان کی باتیں ہیں لہٰذا تھانوی، گنگوہی وغیرہ مسلمان ہیں۔

(۳) مناظرے کی تیسری شرط یہ ہے کہ قرآن حکیم اور حدیث کریم نیز اِجماع امت، قیاس ائمہ اور حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی تصانیف سنی مناظر پر، اور اسمٰعیل دہلوی، تھانوی، گنگوہی، انبیٹھی نانوتوی کی تالیفات وہابی مناظر پر حجت ہوں گی۔ چونکہ تم اس شرط کے سمجھنے میں غلطی ہو گی جیسا کہ تمہاری تحریر سے ظاہر ہو رہا ہے اس لیے میں نے اس کی دوبارہ تشریح کر دی۔

(۴) چوتھی شرط:- جاننا چاہیئے کہ حکم مسلّم فریقین شرعی حیثیت سے ہمارے تمہارے درمیان متعین نہیں ہو سکتا اور خالص دینی امور میں کافر کو حکم بنانا قرآن حکیم کی رو سے تحاکم الیٰ الطاغوت ہے۔ جیسا کہ ہم اپنی اگلی تحریروں میں کہہ چکے ہیں پھر بھی طاغوت اور کفار کو (دینی امور میں) حاکم قرار دینے پر تم بری طرح پل پڑے ہو جیسا کہ تم نے اپنی تحریر میں ذکر کیا۔ (تو اس

سے پتہ چلتا ہے کہ) واقعی وہابی ایک ایسی بے دین قوم ہے جس کا اسلام
وایمان میں کچھ بھی حصہ نہیں۔ تمہارا قول تو یہ ہے کہ اللہ ورسول کے سوا تم
کسی امام، کسی پیر، کسی عالم کی تقلید نہیں کرتے اور نہ اللہ ورسول کے سوا کسی
کو معیارِ حق مانتے ہو تو (سخت تعجب ہے کہ) تم نے کفار کو اسلامی امور کے
فیصلے کے لیے حاکم اور معیار حق کیسے مان لیا! لہذا اس شرط کو نہ مان کر
اور طاغوت وکفار کے حاکم بنانے کے اصرار سے کھلم کھلا ثابت ہوگیا کہ
تم نے مناظرے سے فرار اختیار کیا (اور اختیار کا کیا معنی) تم بھاگ بھی توچکے۔
میں کہتا ہوں کہ اگر تم میدان مناظرہ کے شہسوار ہو تو ان معقول قرآن سے
ماخوذ شرائط مناظرہ کو تسلیم کرلو اور پیچھے نہ ہٹو اور نہ پلٹو۔

جاننا چاہیئے کہ مناظرہ کی تاریخ ہماری تمہاری رائے سے مقرر
ہوگی وہ بھی جب تم اِن پیش کردہ شرائط کو تسلیم کرلوگے۔ لہذا مناظرہ کی
جو تاریخ تم نے مقرر کی ہے وہ بیکار ہے۔ چونکہ وہ قبول شرائط سے پہلے ہے۔
پھر تم کو مناظرہ شروع ہونے سے پہلے امن وحفاظت کی ذمہ داری کی تحریر
دینی پڑے گی اِس لیے کہ اس مناظرہ کے تم داعی اور بانی ہو۔

محمد صدیق احمد
۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۷۶ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۵۶ء

اہلسنت کی یہ تیسری تحریر اپنے معنی ومطلب اور صداقت کے
اعتبار سے بالکل واضح ہے جس کا اندازہ ناظرین کو بھی اردو ترجمے سے ہوگیا
ہوگا۔ مولوی سراجی صاحب نے اپنی تحریر نمبر ۳ میں یہ ظاہر کیا تھا کہ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے نامہائے مبارک بسم اللہ سے شروع فرماتے تھے
اور چونکہ اہلسنّت کی تحریر میں بسم اللہ حذف ہے لہذا وہ تحریر حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے عمل کے خلاف ہوئی۔ اس عربی تحریر میں مولوی سراجی صاحب کی اس دھونس
کے پرخچے خصوصیت سے اڑائے گئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے نامہائے
مبارک دال علی التسمیہ سے ابتداء فرماتے تھے اور اہلسنت کی تحریر
کی ابتداء بھی دال علی التسمیہ ہی سے ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہابی وسعتِ
علمی کا دائرہ ہی تنگ ہے جس کی وجہ سے وہ سمجھ نہ سکا کہ دال علی التسمیہ
کس چیز کا نام ہے؟ لیکن ساتھ ہی ساتھ مولوی سراجی صاحب پر ایک
پہاڑ بھی ڈھا دیا گیا کہ حضور کے نامہائے مبارک تو عربی زبان میں لکھے
جاتے تھے اور آپ نے اپنی تحریر اردو میں لکھ کر بھیجی ہے تو پھر آپ کا
عمل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل کے خلاف ہوا یا نہیں؟ اور آپ مخالف
سنت ہوئے یا نہیں؟ ـــ ہوئے اور ضرور ہوئے۔ حضرتِ سیدی
شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا یہ شعر

شد غلامے کہ آب جو آرد　　آب جو آمد وغلام ببرد

تین مرتبہ پڑھ کر مولوی سراجی صاحب اپنے سینہ پر دم کرلیں تاکہ اختلاج
ختم ہو۔

اہلسنت کی یہ تیسری تحریر جناب سنت علی صاحب کی معرفت
۲۹ ربیع الاول شریف ۱۳۷۶ھ مطابق ۳ نومبر ۱۹۵۶ء کو کرہی بھیج دی گئی
اس عربی تحریر نے پہنچتے ہی وہابی مولویوں پر ایسا رعب طاری کیا کہ انکے
حواس ہی بجا نہ رہے اور بیچارے اس اچانک حملے سے بوکھلا اٹھے۔
لیکن مرتا کیا نہ کرتا پر عمل کرکے مولوی سراجی صاحب نے عربی زبان
سے نابلد ہونے کے باوجود کچھ اردو کا محاورہ کچھ ٹوٹی پھوٹی عربی کے الفاظ
ملا جلا کر لکھ مارا تاکہ کم از کم وہابی دنیا میں اپنا بھرم تو قائم رہ جائے۔ ذیل میں
مولوی سراجی کی بھونڈی عربی تحریر پیش کی جاتی ہے

وہابیوں کی چوتھی تحریر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إلى المولوى صديق البدعتى هداكم الله سواء الطريق والصراط المستقيم۔

قد ورد إلىّ مكتوبك المسطور بخط العربية المملو باغلاط اللفظية والمعنوية وقد علمت فساد نيتك وعزائمك وهو ان تظهر مبلغ علمك وقدرتك على ارقام العربية ولكن ما حصل ذالك قط بل ظهر كل الظهور انك يتيم فى علوم العربية والتحرير والبيان والكلام فى لسان العربية۔

(۱) الاول . ايها البدعى المبتدع و الجاهل من ادب العربية قد فررت فى تحريرك الثابت هذا المبحوث عنها من معروضاتنا السابقة كلها فاعلم ان شرائط المناظرة كلها قاطعة متحققة فيما بيننا فى تحريراتنا السابقة فارجع اليها ولكن اقول مكررا ان المناظرة تكون تقريرًا لا تحريرًا ليحق الحق ويبطل الباطل على عوام الناس السامعين والسامعات ولو كره المشركون والمبتدعون مثلكم والمكالمة التقريرى ثابت من الكتاب والسنة كما قال الله تبارك وتعالىٰ فى كتابه القديم القرآن الحكيم ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتى هى احسن الآيه وقال رسوله الكريم من راى منكم منكرا فليغيره بيده وان لم يستطع فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه وليس وراء ذلك

خردل من الايمان الحديث وقال فى موضع اخر الساكت عن الحق شيطان اخرس الحديث وقال فى مقام اخر قل الحق ولو كان مرًا وانا اعلم وجه فرارك بمكالمة التقريرى علم اليقين وما هو الا ان تخفى عقائدك الباطلة والفاسدة التى مبنيها على البدع والشرك والاحداث فى دين الله وسنة رسوله الكريم صلى الله عليه وسلم وانى عزمت ان نظهر عقائدك الباطلة على الناس بالتقريرى ليهلك من هلك عن بينة ويحيى من حى عن بينة۔

(۲) والثانى ان المناظرة تكون بالكتاب والسنة كما ذكرت ذالك مكررا فى مكاتيبى السابقة لان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال تركت فيكم امرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنتى فلا حجة علينا اقوال غيرهما الا انا نتبع الكتاب والسنة فلا يلزم علينا اتباع غيرهما الا ان يكون مطابقًا لهما فمن قوله وعمله وتحريره توافق بالكتاب والسنه فنسلمه والا فلا۔

(۳) والثالث الحكم ضرورى لقضاء المتخاصمين ولو كان غير مسلم للضرورة كما صرح بذالك الامام الشاه ولى الله محدث الدهلوى نور الله مرقده فى تصنيفه المشهور المعروف الحجة الله البالغة والتفصيل عند المشافهة۔

۴ والرابع قد تعينت مقام المناظرة وتاريخها فى مكتوبى الثانى وهو بجانب الغربى من موضع مئوناكا فى تاريخ احد عشر نومبر ۱۹۵۶ء يوم السبت فان تسلم

ذالك فاجب والا يلزم علينا فراراً من المناظرة بل فرارك
متحقق على من له ادنى دراية في المعاملة هذا النوع
فقط والسلام على من اتبع سبيل الرشاد
محمد امر الله خان عارف سراجی
۳/ نومبر ۱۹۵۶ء

۰- وھابیوں کی چوتھی تحریر کا اردو ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولوی صدیق بدعتی! اللہ تمھیں سیدھے اور ٹھیک راستے پر چلائے۔

تمہارا خط عربی کے حروف میں لکھا ہوا لفظی اور معنوی غلطیوں سے بھرا ہوا مجھے ملا اور میں نے تمہاری بدنیتی اور برے ارادوں کو جان لیا اور وہ یہ ہے کہ تم اپنا مبلغ علم اور عربی لکھنے کی قدرت ظاہر کرتے ہو اور لیکن یہ ہرگز حاصل نہ ہوا بلکہ کھلم کھلا ظاہر ہو گیا کہ تم علوم عربیہ اور تحریر اور بیان عربی کی زبان میں گفتگو میں یتیم ہو۔

(۱) **اول** اے بدعتی بدعت کرنے والے اور عربی کے ادب سے جاہل! تم اپنی تیسری تحریر میں بھاگ گئے یہ مبحوث عنہا ہمارے سابقہ معروضات سے۔ پس تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ مناظرہ کی تمام شرطیں ہمارے درمیان میں ہماری اگلی تحریروں میں قطعی اور متحقق ہیں تو ان کی طرف رجوع کرو۔ اور لیکن میں بار بار کہتا ہوں کہ مناظرہ تقریراً ہوگا نہ کہ تحریراً تاکہ سننے والے لوگوں کے عوام اور سننے والیوں پر حق ثابت اور باطل مٹ جائے اگرچہ مشرکوں اور تم جیسے بدعتیوں کو برا لگے اور تقریر مکالمہ کتاب وسنت سے ثابت ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی قدیم کتاب قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا "اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو" اور رسول کریم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص کوئی بری بات دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے اور طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے اور طاقت نہ ہو تو اپنے دل سے اور اس کے علاوہ رائی برابر ایمان نہیں،، اور دوسری جگہ ارشاد

ہوا کہ حق بات سے چپ رہنے والا گونگا شیطان ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا
حق بات کہو اگرچہ کڑوی ہو اور میں خوب جانتا ہوں کہ تم مکالمہ تقریری سے کیوں
بھاگتے ہو۔ اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ تم اپنے باطل اور فاسد عقائد
چھپاتے ہو جن کی بنیاد بدعت و شرک اور اللہ کے دین اور اس کے
رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت میں نئی بات پیدا کرنے پر ہے۔
اور میں پختہ ارادہ کر لیا کہ تمہارے عقائد باطلہ تقریر سے لوگوں پر ظاہر کرینگے
جو ہلاک ہو دلیل سے ہلاک ہو اور جو جئے دلیل سے جئے۔

(۲) اور دوسرا یہ کہ کتاب و سنت سے مناظرہ ہوگا جیسا کہ میں نے
اپنی اگلی تحریروں میں بار بار ذکر کیا ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک
ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ (ایک
تو) اللہ کی کتاب (اور دوسرے) اپنی سنت، پس کتاب و سنت کے
سوا اقوال ہم پر حجت نہیں اس لیے کہ ہم کتاب و سنت کی پیروی کرتے
ہیں لہٰذا ہمیں کتاب و سنت کے غیر کی پیروی لازم نہیں مگر جو ان دو
کے مطابق ہو پس جس کا قول اور عمل اور تحریر کتاب و سنت کے موافق
ہو تو اس کو ہم مانیں گے ورنہ نہیں۔

(۳) اور تیسرا حکم ضروری ہے دو جھگڑا کرنے والوں کے فیصلہ
کے لیے اگرچہ وہ کافر ہو ضرورت کی وجہ سے جیسا کہ اس کی تصریح امام شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی مشہور و معروف تصنیف
الحجۃ اللہ البالغہ میں کی ہے اور تفصیل مشافہ کے وقت ہے۔

(۴) اور چوتھے میں نے مقام مناظرہ اور اس کی تاریخ اپنی دوسری
تحریر میں مقرر کر دی ہے اور وہ مئو نانکار کی جگہ سے پچھمی کنارے میں ۱۱ نومبر

۵۶ئہ سنیچر کے دن ہے لہٰذا اگر تمہیں یہ تسلیم ہے تو جواب دو ورنہ ہم پر مناظرے
سے بھاگنے کو لازم نہیں آتا ہے بلکہ تمہارا بھاگنا ثابت اور متحقق ہے اس پر
جسے اس قسم کے معاملہ میں تھوڑی سمجھ ہو۔

فقط والسلام علیٰ من اتبع سبیل الرشاد۔

محمد امر اللہ خاں عارف سراجی

۳/ نومبر ۵۶ئہ ء

اگرچہ مولوی سراجی کی یہ بھونڈی تحریر اسی قابل تھی کہ پھوہڑ اردو ہی
میں اس کا ترجمہ بھی کیا جاتا لیکن یہ خیال کر کے کہ اربابِ علم و ادب مولوی
سراجی صاحب کی عربی تحریر کے ساتھ ساتھ اس کے ترجمے سے بھی کہیں
اظہار تنفر نہ کرنے لگیں اس لیے میں نے اردو ترجمے کو زیور سلاست و پاکیزگی
سے آراستہ کر دیا لیکن پھر بھی اردو جملوں میں کہیں کہیں بے ربطی اور بدمزگی
پیدا ہو ہی گئی جس کے لیے میں ناظرین سے معذرت چاہتا ہوں کہ اس
کی ذمہ داری صرف مولوی سراجی صاحب پر ہے۔

بے تکی ہانکنا، ان کہی بولنا، دھونس جمانا، بے سر و پا کہنا یہ وہابیوں
کا طرۂ امتیاز ہے۔ چنانچہ یہی ہیرے اور موتی مولوی سراجی صاحب نے
بھی اپنی اس تحریر میں بکھیرے ہیں۔ اہلسنت کی تیسری تحریر میں بسم اللہ
اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نامہائے مبارک کے متعلق جو سوال و
جواب تھا اسے مولوی سراجی ایسا ہضم کر گئے کہ ڈکار تک نہ لی اور لایعنی
باتوں سے اپنی ساری تحریر ہی سیاہ کر دی۔ بالآخر بدحواسی کی حالت
میں بوکھلا کر لکھ بیٹھے کہ "آپ کی تحریر لفظی معنوی غلطیوں سے بھری ہوئی عربی
حروف میں مجھے ملی"۔ یہ بدحواسی نہیں تو پھر اور کیا ہے کہ خود تو شرعی اخلاقی

نحوی، صرفی، لغوی، ادبی، لفظی، معنوی، غلطیوں کا بنڈل بھیجیں اور دوسروں
کے سر بے بنیاد الزام تھوپیں ؎

ع دنیا میں ہے سب کچھ مگر انصاف نہیں ہے۔

سارا زور اس پر خرچ کر دیا کہ مناظرہ تقریری ہو اور اس پر بے
محل بے موقع آیت کریمہ اور حدیث شریف سے استدلال کیا۔ یہ مشہور
مقولہ کہ کل شیئ یرجع إلی أصلہ یعنی ہر چیز اپنی اصل کی طرف
رخ کرتی ہے، واقعی حق ہے کہ جو کفار ہیں وہ کفار ہی کو اپنا دینی حاکم
مانیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ خالص دینی امور میں کافر کو حکم قرار دینے کے
لیے مولوی سراجی صاحب نے اپنے سارے پسینے بہا دیئے اور حضرت
شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی حجۃ اللہ البالغہ کا حوالہ بھی دیا لیکن
کتاب کی عبارت پیش نہ کی تاکہ غور کیا جاتا کہ اس عبارت کو سراجی
صاحب نے سمجھا بھی ہے یا یوں ہی ہانک دیا کیا جائے ؎

ع وحشت میں ہر اک نقشہ الٹا نظر آتا ہے

بہرکیف وہابی اصول کے پیش نظر اس حوالے پر ایک سوال تو پیدا
ہو ہی گیا کہ حضرت شاہ صاحب کی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ"
وہابیوں کے نزدیک یا تو قرآن مجید ہوگی یا حدیث شریف، اس کے
سوا تیسری صورت نہیں اس لیے کہ وہابی قرآن وحدیث کے علاوہ کسی
دوسری کتاب کا حوالہ نہیں پیش کر سکتے۔

ان وہابیوں سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جنھوں نے مولوی سراجی صاحب
کو علمائے اہلسنت سے مناظرہ کرنے پر مجبور کیا جن کی جہالت وبلادت کا
یہ عالم ہے کہ چند سطریں بھی عربی طرز پر ترتیب نہ دے سکے اور ٹوٹی پھوٹی
عربی سے جو عبارتیں بھی تیار کیں تو اس کا انداز اتنا بھونڈا اختیار کیا کہ عربی

کے مبتدی طلبہ بھی اس کی تحریر کو دیکھ کر دانت پیسیں گے کہ "بچھو کا منتر نہ
جانے سانپ کے بل میں ہاتھ ڈالے" والی مثل وہابی مولوی نے
اپنے اوپر کیوں صادق آنے دی ایسے ہی یتیم کتاب وسنت کی روشنی
میں مناظرہ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں جن کو عربی کے چھوٹے چھوٹے
سادے جملے سمجھنے تک کی لیاقت نہیں۔ مولوی سراجی صاحب کو سنتِ
اسلام کی لذت چکھا دینے کے بعد حضرت مولانا صدیق احمد صاحب نے
ان کی یتیمی پر ترس کھاتے ہوئے یہ سوچا کہ اب عربی ادب کے ذوق
سے بھی مولوی سراجی صاحب کو آشنا کر دیا جائے چنانچہ آپ نے
پھر چوتھی تحریر بھی عربی زبان میں ہی بھیجی جس کو ہم ذیل میں
اصل عبارت اور اس کا سلیس ترجمہ پیش کرتے ہیں ؎

اہلسنت کی چوتھی تحریر

۷۸۶/۹۲ إلی المولوی امر اللہ الوھابی

السلام علی من اتبع الھدیٰ

لقد وصلنی المکتوب المملوٗ بالاکاذیب والأباطیل و
المشتمل علی الأغلاط النحویۃ والصرفیۃ۔ بلغ عددھا الی ثلثین
فارید ان اقدم أولاً علیک الاغلاط التی قد رصعت بھا
مکتوبک لتعرف کل المعرفۃ وتعلم علم الیقین إنک
من الجاھلین الذین لا یعلمون جہالتھم الفضیحۃ وغباوتھم
القبیحۃ وبلادتھم الکریھۃ وبلاھتھم الوضیعۃ
وحماقتھم الشنیعۃ وسفاھتھم الذلیلۃ
یایھا الغبی البلید! الآن فطنت سبب انکارک ووجہ

فرارك عن المناظرة بالتحرير انظر الى اغلاط مكتوبك فى
قولك " المسطور بخط العربية " خطأ لفظى و معنوى - اما
المعنوى فانه لما كان مكتوبى فى اللغة العربيه فالتعبير
عن هذا المراد بالخط العربى ليس بصحيح لأنّ الخط يطلق
على الكتابة لا على اللغة فالصّواب ان يعبّر بهكذا " المسطور
باللغة العربية " واما اللفظى فانك جعلت الخط مضافا والعربية
مضافة اليه وهو غلط فاحش لان الخط موصوف لا مضاف
كما زعمت بغباوتك القبيحة وبلادتك الفضيحة فحيث اردت
ان تجى بمثل هذا التركيب فلابد لك من أن تعبر عنه
هكذا " بالخط العربى " وفى قولك " المملو باغلاط اللفظية
والمعنوية خطأ لفظى فقط - حيث جعلت الاغلاط مضافة
مع انها موصوفة فالتعبير الصحيح " المملو بالاغلاط اللفظية
والمعنوية " وفى قولك " وقد رتلك على ارقام العربية
خطا لفظى و معنوى اما اللفظى فهو ان الرقم لا يجى من باب
الافعال واما المعنوى فهو ان سياق العبارة ينكر من مثل هذا
التركيب فالصحيح " وقد رتك على التحرير باللغة العربية "
وفى قولك " والكلام فى لسان العربية " غلط واحد حيث جعلت
اللسان مضافا مع انه موصوف فالعبارة الصحيحة " والكلام فى
اللسان العربى " وانما ذكرت العربى لأن موصوفه مذكر كما
جاء فى القران الحكيم " بلسان عربى مبين ه

.... وفى قولك " والجاهل من ادب العربية "
خطئان لفظيان اما الاول فهو انك اتيت بمن مكان
الباء الجارة واما الثانى فهو انك اضفت الادب الى
العربية وهو من الافاحش لان الادب موصوف
فالصحيح " والجاهل بالادب العربى " وانما اوردت
العربى مذكر ههنا الضالان موصوفه مذكرا
اعلم ان التعبير بالاول والثانى والثالث
والرابع فصاعدا يقتضى ان يومى الى امور سابقا
ثم تفصل بالاول والثانى وغيره فلذلك احدث
النظر الى مكتوبك فما وجدت الامور
بالمومى اليها فهذا التعبير غلط ليس بصحيح
واما عبارتك هذه " قد فررت فى تحريرك
الثالث هذا المبحوث منها من معروضاتنا السابقة
كلها " فهى من العبارات التى لا يعبأ بها ولعل
ذهنك مع كونه غبيا يعديك الى غباوة
صاحب هذه العبارة وفى قولك " ان المناظرة
تكون تقريرا لا تحريرا اغلاط لغوية
ونحوية اما الاول فهو ان التقرير هو التثبيت
باللغة العربية

وَليس بما اردت مِن هٰذا اللفظ وَأمّا الثانى فهوان التقرير وَالتحرير صفة محض فكيف يصح حملهما فالصحيح " انّ المناظرة تكون باللّسان لا بالتحرير. وفى قولكَ " المكالمة التقريرى ثابت مِنَ الكتاب وَالسّنةِ " غلطان لفظيان. أمّا الاوّل فهوان تركيب المكالمة بالتقريرى ليس بصحيح واما الثانى فهوانكَ اتيت بِمن مَكان البَاء فالصحيح " والمكالمة باللّسان ثابت بالكتابِ والسنة "، وَفى قولِكَ " اعلم وَجه فرارك بمكالمة التقريرى " غلط بالاتيان بالباء مكان مِن فالصحيح " مِن المكالمةِ باللِسان "؛ وَفى قولِكَ " التى مبنى ها " غلط فى رسم الخط فالصحيح " التى مبناها "، وفى قولكَ " وانى عَزمت ان نظهر " غلط فالصحيح " ان اظهر " وفى قولِكَ " فلاحجة عَلينا اقوال غيرهما " خطأ فاحِش فالصحيح فلاحجة عَلينا باقوال غيرهما " وفى قولكَ " وَ الثالت الحكم ضرورى لِقضاءِ المتخاصمين " غلط صريح فالصحيح والثالث انّه لَابُد لقضاء المتخاصِمين مِن الحكم " وفى قولك " وَلى الله محدث الدهلوى غلط واضح حيث نكرت الصفة — فالصحيح ولى الله المحدث الدهلوى " وفى قولِكَ " والتفصيل عِند المشافةِ خطاء فالصحيح " وَالتفصيل عِند المشافهة " وفى قولِكَ " من موضع مئونانكار " خطاء فالصحيح " من قريةِ مئونانكار " وفى قولِكَ " فى تاريخ احد عشر نومبر " جهالة بتركيب اللغة العربية فالصحيح لاحد عشر من نوفمبر قولِكَ وَالا فلا يلزم عَلينا فرارًا من المناظرة " ينادى باعلى النداء إنّك شديد فى الجهالة باللّغة العربية حيث اتيتَ بالفعل بلا فاعل فالصحيح وَ الا فلا

يلزمنا ان نفر مِن المناظرة وقولك " على من له ادنى دراية " ينادى انك جاهِل بليد قطعًا فالصحيح عند من له ادنىٰ دراية وقولك " فى المعاملة هٰذا النوع " يشعِرُ انكَ شديد الغباوة فالصحيح " فى المعاملةِ من هٰذا النوع "، وامضاءك ايضًا يشعِرُ انك شديد فى البلادة والحماقة والجهالة حيث نكّرتَ الصِفتين فالصحيح محمد امرالله خان العارِف السراجى.

فيا ايها البليد الغبى الجاهل السفيه البليد اليتيم فى الادب العربى واللغة والعربية والنحو والصرف! قد اثبتنا ثلثين غلطا فى عبارة مكتوبك الردى الكاسِد والتى قطعنا النظر عنها دون ذالك ثم صححناك بالعبارةِ الصحيحة الواضحة الجديدة فهذه الاغلاط تنادى باعلىَ النداء انك اشدُّ بلادة وغباوة وجهالة مِن الوهابيين الأخرين وتُعلن باعلى الاعلان انك لست بقادر اصلاً على المناظرة سواءِ كانت باللسانِ اوبالتحرير افمثلك الجاهل البليد يستطيع عَلى احقاق الحق وابطال الباطل مَع كونِكَ غبيًا وبليدًا وجاهلاً باللغة العربية والنحو والصرف والكتابِ والسنة. فامّا اقرارك بالمناظرة فهو مكر وخداع وليغتر الناس.

فانظر ايها الغبى البليد! هل انت يتيم فى العلوم والادبِ العربى واللغة العربية والتحرير والبيان ام نحن انّى أعلم قطعًا جزمًا ان الوَهابية قومٌ لاحياء لهم اصلاً فلذٰلِك يصنعون مَا يشاؤن وَمَا اَصدَق مَا قال نبينا عليه التحية وَالثنَاء اذلم تستحى فاصنع ماشئت. اعلم ان مكتوبك

الفاسد مملوءٌ باغالیط والاکاذیب مشحون بالاساطیر الاباطیل
فکیف اجترأت علی ان قلت فی مکتوبنا انہ مملوءٌ بالاغلاط
اللفظیۃ والمعنویۃ فیظہر کل الظہور انک لم تفہم
شیئاً من مکتوبنا اصلاً۔

وانما قلت لنا البدعتی مع ان وجودک بدعۃ و
اسمک بدعۃ وجسمک بدعۃ واعضائک بدعۃ واباک
بدعۃ وسکناک بدعۃ واما نحن فاھل السنۃ اعتقاداً واما
انت فوہابی عقیدۃ ولہذا ما نفیت الوہابیۃ عنک وقبلتہا
لنفسک وما استدللت بالکتاب والسنۃ علی المناظرۃ باللسان
فبرھانک یدل بداھۃ علی عدم علمک بالکتاب والسنۃ و
علاانہ لوقلنا ان المناظرۃ باللسان باطل وغیر جائز کان الاستدلال
مناسباً واما اصرارنا علی المناظرۃ بالتحریر فلانک من الوہابیۃ
والطائفۃ الوہابیۃ قوم مفسدون مخادعون منازعون
یستبقون الی تبدیل اقاویلہم عند سد سبیل الفرار عن
المناظرۃ ثم اذا کادوا یہزمون جعلوا یسعون فی الفساد ویحملون
الناس علی الثورۃ۔ فیا ایہا العنید المتشیخ لعلک علمت وجہ
اصرارنا علی المناظرۃ بالتحریر وانتم تدعون التمسک بالکتاب
والسنۃ لاغیر فہلا جئت بایۃ تثبت ان جعل الکافر حکماً
لقضاء امور دینیۃ خالصۃ جائزۃ۔

یا ایہا الفار من المناظرۃ بالاصرار علی المناظرۃ باللسان انی اقول
لک قولاً اٰخر ان ترد المناظرۃ فاقبل الشرائط التی کتبناہا لک فی
کتابنا السابق وقدم الکتابۃ صراحۃ بانی اقبل الشرائط التی

عرضت علیّ للمناظرۃ من اھل السنۃ ثم ایت باسم المناظرۃ
علی لسانک اعلم ان المناظرۃ تقع بین الفریقین فکیف
صرت وحدک مستحقاً لتعیین تاریخ المناظرۃ فاقول ان
الیوم الذی کررت تعیینہ صار باطلاً وکتابتک علی التکرار
لتعیین الیوم من الھفوات والخرافات والہذیانات لتخادع
الناس بانی متاھب للمناظرۃ مع انک بلید جاھل بالمناظرۃ
فتعیین الیوم للمناظرۃ قبل قبولک بالشرائط یدل بداھۃ
علی ان تغر الناس وتفر انت من المناظرۃ فی الحقیقۃ و
الا فلم عینت قبل قبول الشرائط۔

یا ایہا المخادع الفار الجاھل الغبی اعلم وتیقن ان من
الواجبات علیک اعطاء التحریر لنا لکفالۃ الحفظ والامن
قبل افتتاح المناظرۃ لانک من الداعین لہذہ المناظرۃ
فاحفظ ولا تکن من الناسین۔

محمد صدیق احمد

۳۰ ربیع الاول شریف ۱۳۷۶ھ

مطابق: ۴ نومبر ۱۹۵۶ء من المیلادیہ

اہلسنّت کی چوتھی تحریر کا اردو ترجمہ

۲۸۶/۹۲ جناب مولوی امر اللہ صاحب وہابی! السلام علی من اتبع الہدیٰ۔
تمہاری تحریر جھوٹ اور لچر باتوں سے بھری ہوئی تیئس نحوی صرفی غلطیوں کا
بنڈل لادے ہوئے موصول ہوئی لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے
تمہارے سامنے (عربی زبان کی وہ غلطیاں پیش کروں) جنہیں تم نے اپنی تحریر
میں (بطور سہرے) کے) جڑی ہیں۔ تاکہ تمہیں اچھی طرح علم اور پورا یقین ہو جائے
کہ تم ان جاہلوں (کی صف) میں ہو جنہیں خود اپنی رسوا کن جہالت پھوہڑ کند ذہنی

بدترین ناواقفی ذلیل کن بیوقوفی بدترین گنوارپن رسواکن بدھوپن بھی نہیں معلوم۔

اے بد دماغ کند ذہن! تمہارے اِنکار اور تحریری مناظرے سے فرار کی وجہ اب بخوبی سمجھ میں آگئی (کہ تمہیں لکھنے پڑھنے کی ہوا تک نہیں لگی ہے) اب اپنی تحریر کی غلطیاں دیکھو۔ تمہاری عبارت المسطور بخط العربیۃ میں لفظی اور معنوی دونوں غلطیاں ہیں۔ معنوی غلطی تو یہ ہے کہ جب میری تحریر عربی زبان میں تھی تو اسے خط عربی سے تعبیر کرنا بالکل غلط ہے اس لیے کہ خط کا لفظ کتابت اور رائٹنگ کے لیے استعمال ہوتا ہے نہ کہ زبان کے لیے۔ لہٰذا صحیح تعبیر یوں ہوگی المسطور باللغۃ العربیۃ (اور اگر عربی ادب سے نابلد ہونے کی وجہ سے تم نے خط سے مراد زبان ہی سمجھ رکھا ہے تو پھر بھی) لفظی غلطی یہ ہوئی کہ تم نے لفظ خط کو مضاف اور العربیہ کو مضاف الیہ قرار دیا اور یہ کھلی غلطی ہے۔ اس لیے کہ لفظ خط موصوف ہے نہ کہ مضاف جیساکہ تم نے اپنی بدترین، بد دماغی اور رسواکن کند ذہنی سے خیال کر رکھا ہے۔ لہٰذا جہاں اس قِسم کی ترکیب تم لانا چاہو (اور معنیٰ صحیح بھی ہو) تو تمہیں یوں تعبیر کرنی ہوگی" بالخط العربی"۔ تمہارے اس قول" المملو باغلاط اللفظیۃ والمعنویۃ" میں صرف لفظی غلطی ہے اس لیے کہ تم نے اغلاط کو مضاف قرار دیا حالانکہ وہ موصوف ہے۔ لہٰذا صحیح عبارت" المملو بالاغلاط اللفظیۃِ والمعنویۃ" ہوگی۔ تمہاری اس عبارت وقدرتک علیٰ ارقام العربیۃ میں لفظی اور معنوی دونوں غلطیاں ہیں، لفظی تو یہ ہے کہ الرقم باب افعال سے نہیں آتا، اور معنوی یہ ہے کہ کلام کی روانی اس قِسم کی ترکیب عبارت سے انکار کرتی ہے۔ لہٰذا صحیح" وقدرتک علی التحریر باللغۃ العربیۃ ہے"۔

تمہاری اس عبارت" والکلام فی لِسان العربیۃ" میں ایک غلطی ہے اس لیے کہ تم نے لِسان کو مضاف قرار دیا حالانکہ وہ موصوف ہے لہٰذا صحیح عبارت" والکلام فی اللسان العربی" ہے۔ میں نے (تصحیح میں) لفظ عربی کو مذکر ذکر کیا ہے اس لیے کہ اس کا موصوف مذکر ہے جیساکہ قرآن حکیم میں بِلسانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِین۔

میں دو لفظی غلطیاں ہیں۔ پہلی غلطی یہ ہے کہ تم باَجارہ کی جگہ من لائے ہو اور دوسری غلطی یہ ہے کہ تم نے ادب کی اضافت العربیہ کی طرف کی ہے اور یہ کھلی غلطیوں میں سے ہے اس لیے کہ ادب موصوف ہے لہٰذا صحیح والجاہل بالادب العربی ہے۔ میں نے لفظ عربی کو یہاں بھی مذکر ہی ذکر کیا اس لیے کہ اس کا موصوف مذکر ہے۔ جاننا چاہیئے کہ پہلا دوسرا تیسرا چوتھا وغیرہ الفاظ کا مقتضیٰ یہ ہے کہ پہلے چند (مجمل) باتوں کا ذکر اشارۃً کیا جائے پھر ان کی تفصیل یوں کی جائے کہ پہلا دوسرا وغیرہ تو اسی لیے میں نے تمہاری تحریر میں کڑی نگاہ ڈالی۔ لیکن (اس میں کچھ بھی) ایسی باتیں نہ پائیں جن کی طرف اجمالاً اِشارہ کیا گیا ہو لہٰذا تمہارا (اول، ثانی، ثالث، رابع) کا استعمال کرنا غلط ہے۔ (کسی صورت سے) صحیح نہیں۔ تمہاری یہ عبارت" قد فررت فی تحریرک الثالث ھٰذا المبحوث عنہا مِن مَعروضاتِنا السابقۃِ کلّہا"، ایسی ہے جس کی کچھ بھی حیثیت نہیں (اس عبارت کا الھڑپن اتنا واضح ہے کہ) شاید تمہارا اغبی ذہن بھی رہنمائی کردے گا کہ تم تمام اغبیاء سے بڑھکر غبی ہو۔ تمہاری اس عبارت" ان المناظرۃ تکونُ تقریرًا لا تحریرًا میں لغوی اور نحوی غلطیاں ہیں۔ لغوی غلطی تو یہ ہے کہ تقریر کے معنیٰ عربی میں تثبیت ہیں، اس لفظ سے تم نے جو مراد لیا ہے اس کے وہ معنیٰ نہیں۔ نحوی غلطی یہ ہے کہ لفظ تقریر اور تحریر صفتِ محض ہے تو پھر ان دونوں کا حمل (مناظرے پر) کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ لہٰذا صحیح ان المناظرۃ تکون باللسان لا بالتحریر ہے —— تمہاری اس عبارت" والمکالمۃ التقریری ثابت من الکتابۃ والسنۃ" میں دو لفظی غلطیاں ہیں، پہلی تو یہ ہے کہ مکالمہ کی ترکیب تقریری کے ساتھ صحیح نہیں۔ دوسری غلطی تو یہ ہے کہ تم بارِ جارہ کی جگہ مِن لائے۔ لہٰذا عبارت صحیح،" والمکالمۃ باللسان ثابت بالکتاب والسنۃ" ہے۔ تمہاری اِس اعلمَ وجہَ فرارِک بمکالمۃ التقریری میں بھی غلطی ہے کیونکہ اس میں مِن کی جگہ بائے جارہ مستعمل ہے۔ لہٰذا صحیح عبارت مِن المکالمۃ باللسان ہے۔ اور تمہاری اس عبارت

"التی مبنی ھا" میں رسم الخط کی غلطی ہے صحیح "التی مبناھا" ہے۔ تمہاری
اس عبارت "وانی عزمت ان نظھر" میں بھی غلطی ہے، صحیح "ان اظھر" ہے، تمہارے
اس قول "فلاحجۃ علینا اقوال غیرھما" میں کھلی ہوئی غلطی ہے لہٰذا صحیح فلاحجۃ
علینا باقوال غیرھما" ہے۔ تمہاری یہ عبارت "والثالث الحکم ضروری لقضاء المتخاصمین"
کھلم کھلا غلط ہے، صحیح والثالث انہ لابد لقضاء المتخاصمین من الحکم" ہے۔
تمہاری اس عبارت "ولی اللہ محدث الدھلوی" میں واضح غلطی ہے اس
لیے کہ تم نے ولی اللہ معرفہ موصوف کی صفت نکرہ ذکر کی ہے لہٰذا صحیح ولی اللہ
المحدث الدھلوی ہے۔ تمہارے اس قول "والتفصیل عند المشافۃ" میں بھی غلطی
ہے۔ صحیح والتفصیل عند المشافھۃ ہے۔ تمہاری اس عبارت من موضع نالکار
میں بھی غلطی ہے صحیح من قریۃ متو نالکار ہے۔ تمہاری اس عبارت فی تاریخ
احد عشر نومبر" میں عربی زبان کی ترکیب سے تمہاری جہالت ثابت ہے،
صحیح لاحد عشر نومبر ہے۔ تمہاری یہ عبارت "والافلا یلزم علینا
فراراً من المناظرۃ" پورے زور و شور سے چیخ رہی ہے کہ تم عربی زبان
سے شدید ترین جاہل ہو۔ اس لیے کہ تم نے فعل بلا فاعل ذکر کیا ہے
لہٰذا صحیح والافلا یلزمنا ان نفر من المناظرۃ ہے۔ تمہاری یہ عبارت "علی
من لہ ادنی درایۃ" پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ تم قطعی جاہل اور گنوار ہو۔ صحیح عبارت
عند من لہ ادنی درایۃ ہے۔ تمہاری اس عبارت "فی المعاملۃ ھذا النوع" سے
(کھلم کھلا) پتہ چلتا ہے کہ تم انتہائی کند ذہن ہو۔ صحیح "فی المعاملۃ من ھذا
النوع" ہے اور (آخر میں) خود تمہاری دستخط بھی تو بتلا رہی ہے کہ تم انتہائی
بدھو، بیوقوف اور جاہل ہو اس لیے کہ تم نے (اپنی دستخط میں) دو صفتیں
نکرہ ذکر کی ہیں۔ لہٰذا صحیح محمد امر اللہ خان العارف السراجی ہے۔
او بدھو کند ذہن جاہل بے وقوف گنوار ادبِ عربی اور نحو و صرف میں یتیم!۔

ہم نے تمہاری چوپٹ اور لچر پوچ تحریر کی عبارت میں تیس غلطیاں ثابت کی
اور جو غلطیاں ہم نے نظر انداز کر دیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔ پھر ہم نے وہ غلطیاں
صحیح واضح بہترین عبارت میں درست کر دیں۔ تمہاری ان غلطیوں کا بنڈل
زور و شور سے پکار کر کہہ رہا ہے اور کھلم کھلا اعلان کر رہا ہے کہ تم دوسرے وہابیوں
سے بھی زیادہ بدھو کند ذہن اور جاہل ہو۔ مناظرہ خواہ زبانی ہو یا تحریری تم ہرگز نہیں
کر سکتے۔ تو کیا تم جیسا جاہل گنوار حق کو ظاہر اور باطل کو مٹا سکتا ہے؟ حالاں کہ
تم کند ذہن بد دماغ زبانِ عربی، نحو و صرف، کتاب و سنت سے جاہل ہو (اس
جہالت کے باوجود) تمہارا مناظرے کا اقرار تو وہ چال و فریب ہے تاکہ لوگ دھوکا
کھائیں (کہ تم ایک ذی علم مناظر ہو حالانکہ) تم محض ایک جاہل شخص ہو۔
او غبی و بلید! تم بھی غور کر لو کہ علوم، ادبِ عربی، لغتِ عربی، تحریر و بیان میں
تم یتیم ہو یا ہم؟ (جس نے تمہاری جہالتوں حماقتوں کے پردے فاش کیے۔)
میں بخوبی جانتا ہوں کہ وہابی سرتاپا بے حیا قوم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہابی (بے حیائی
کا) جو کام چاہتے ہیں کر بیٹھتے ہیں۔ ہمارے آقا و مولیٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے
کتنا سچ فرمایا ہے کہ "بے حیا باش وہرچہ خواہی کن"۔ جاننا چاہیئے کہ تمہاری چوپٹ
تحریر غلطیوں، جھوٹ کے پلندوں، بناوٹی چیزوں، لچر باتوں کا بنڈل ہے۔ تو (پھر
ایسی حالت میں) ہماری تحریر کے متعلق تم نے یہ کہنے کی کیسے ہمت کی؟ وہ لفظی
معنوی غلطیوں کا مجموعہ ہے (تمہاری اس بے حیائی) سے تو پوری طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ تم
نے ہماری تحریر کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا۔
تم نے ہمیں بدعتی کہہ دیا حالاں کہ (یہ نہ سوچا کہ خود) تمہارا وجود بدعت
تمہارا نام بدعت، تمہارا جسم بدعت، تمہارے اعضاء بدعت۔ پدر بزرگوار
بدعت، تمہاری سکونت بدعت۔ (بفضلہ تعالےٰ وبکرم حبیبہ الاعلیٰ علیہ التحیۃ والثناء)
ہم عقیدۃً اہلسنت ہیں اور تم عقیدے میں وہابی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جب اہلسنت

کی تحریر میں وہابیانہ اعتقاد کی وجہ سے تمہیں وہابی لکھا گیا تو تم نے اپنے وہابی ہونے کا انکار نہ کیا اور اپنے لیے اسے تسلیم کیا۔ (اگر تم اعتقاد میں وہابی نہ ہوتے تو تم بھی انکار کر دیتے جیسا کہ بدعتی ہونے کا میں نے انکار کیا) تم نے تقریری مناظرے کے بارے میں کتاب و سنت سے جو دلیل پیش کی ہے تو تمہاری پیش کردہ دلیل ہی سے کھلم کھلا ظاہر ہے کہ تمہیں کتاب و سنت کا علم نہیں۔

علاوہ اس کے اگر ہم کہتے کہ تقریری مناظرہ باطل اور ناجائز ہے تو تمہارا دلیل پیش کرنا مناسب ہوتا۔ تحریری مناظرے پر ہمارے اصرار کی وجہ یہ ہے کہ تم وہابی ہو اور وہابی ایک فسادی فریب کار جھگڑالو قوم ہے۔ جب مناظرے سے بھاگنے کا راستہ بند ہو جاتا ہے تو یہ قوم اپنی ہی کہی باتوں سے بہت جلد مکر جاتی ہے۔ پھر جب شکست کا وقت قریب ہوتا ہے تو یہ قوم (مناظرے سے اپنی جان چھڑانے کے لیے) فساد کی کوشش کرنے لگتی ہے اور لوگوں کو بلوے فساد پر آمادہ کرتی ہے (کہ جان بچی تو لاکھوں پائے) تو او ہٹ دھرم شیخی بگھارنے والے! شاید اب تم نے جان لیا ہو گا کہ ہم تحریری مناظرے پر کیوں زور دے رہے ہیں۔ تمہارا دعویٰ ہے کہ کتاب و سنت ہی سے تمسک کرتے ہو تو پھر تم نے کیوں نہیں کوئی آیتِ کریمہ پیش کی جس سے ثابت ہوتا کہ خالص دینی امور کے فیصلے کے لیے کافر کو حکم بنانا جائز ہے۔

او ظاہر میں تقریری مناظرے پر اڑ کر اصل مناظرے سے بھاگنے والے! میں تم سے ایک آخری بات کہتا ہوں کہ اگر تم مناظرہ کرنا چاہتے ہو تو، جو شرطیں اپنی اگلی تحریر میں ہم نے لکھ کر تمہارے پاس بھیجی ہیں انہیں تسلیم کرو اور پہلے کھلم کھلا اس بات کی تحریر دو کہ اہلسنت کی جانب سے پیش کردہ

شرائطِ مناظرہ منظور ہیں، تب مناظرے کا نام زبان پر لاؤ۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ مناظرہ دو فریق کے درمیان ہوتا ہے تو پھر مناظرے کی تاریخ مقرر کرنے کے حق دار تم تنہا کیسے بن گئے۔ لہٰذا میں کہتا ہوں کہ مناظرے کی تاریخ جو تم نے دوبارہ مقرر کرلی ہے وہ بے کار ہے محض اپنی طرف سے مقرر کردہ (تاریخ) کو بار بار لکھنا یہ تمہاری بکواس خرافات اور ہذیان ہے۔ تاکہ تم یہ کہہ کر لوگوں کو دھوکے میں رکھو کہ میں مناظرے کے لیے تیار ہوں (میری تیاری کا یہ عالم ہے کہ خود ہی میں نے مناظرہ بھی مقرر کر دی ہے۔) حالانکہ تم ایک گنوار مناظرے سے جاہل ہو۔ شرائط مناظرہ قبول کرنے سے پہلے خود تنہا مناظرے کی تاریخ مقرر کر لینے سے کھلم کھلا ظاہر ہے کہ تم لوگوں کو دھوکا دے رہے ہو اور حقیقت میں خود مناظرے سے بھاگ رہے ہو، ورنہ شرائط مناظرہ قبول کرنے سے پہلے تنہا تم نے تاریخ مناظرہ کیوں مقرر کرلی؟

او فریبی مناظرہ سے بھاگنے والے جاہل کند ذہن! تم جان لو اور یقین کرلو کہ (شرائطِ مناظرہ قبول کرلو گے اور فریقین کے اتفاق سے تاریخ مقرر ہو جائے گی تو) مناظرہ شروع ہونے سے پہلے تمہیں حفظ و امن کی ذمہ داری کی تحریر دینی پڑے گی اس لیے کہ اس مناظرے کے تم داعی اور بانی ہو۔ لہٰذا اس کو نہ بھولنا اور یاد رکھنا۔

محمد صدیق احمد
۳۰ ربیع الاول شریف ۱۳۷۶ھ
مطابق ۴ نومبر ۱۹۵۶ء

یوں تو اہلسنت کی تیسری تحریر ہی نے وہابیوں کی کمر ہمت توڑ دی
تھی، ان کی تمام چالوں کا جال تار تار کر دیا تھا اور مولوی سراجی اور مولوی
علیم الدین خوب سمجھ چکے تھے کہ اب ہم لوگوں میں عربی جملوں کی تاب باقی نہ
رہ گئی۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں مولوی اس چوتھی عربی تحریر کی آمد سے پہلے ہی
اتنے خائف ہو چکے تھے کہ کرہی سے انھیں فرار ہونا پڑا۔ چنانچہ جب ۴ نومبر
۵۶ء کو جناب سنت علی صاحب یہ تحریر لے کر کرہی پہنچے تو معلوم ہوا کہ ہر
دو مولوی صاحبان بھاگ چکے ہیں۔ کرہی مدرسے کے منشی محمد یونس صاحب
وہابیوں کی جانب سے اہلسنت کی تحریریں وصول کرتے تھے، ان سے سنت علی
صاحب نے کہا کہ آپ اس تحریر کو وصول کریں اور ہر دو مولوی صاحبان
جہاں کہیں پوشیدہ ہوں ان کے پاس بھجوا دیں۔ منشی جی نے کہا کہ جب
ہمارے مولوی ہی غائب ہیں تو ہم کس کے بل بوتے پر یہ تحریر وصول کریں
ان کے انتہائی انکار پر سنت علی صاحب نے چند آدمیوں کو جمع کیا انھیں تحریر
وصول کرنے پر مجبور کیا۔ چنانچہ منشی جی نے وہ تحریر وصول کر لی کے اس کے بعد
وہابیوں نے اہلسنت کی اس تحریر کا اب تک کوئی جواب نہ دیا۔ وہابیوں
کی شرانگیزی و فتنہ پردازی کا یہ ادنی نمونہ ہے کہ قرآن و حدیث سے
جاہل ہونے کے باوجود علمائے اہلسنت کو مناظرے کا چیلنج کرتے ہیں جاہلوں
کی طرح ڈینگ مارتے ہیں عوام پر علمی دھونس جماتے ہیں۔ لیکن ان کی ذمہ داری
کا یہ عالم ہے کہ جب مناظرانہ اصول کی کاروائی شروع ہو گی تو مناظرے سے پیچھا
چھڑانے کے لیے ہزار جتن کرنے لگیں گے کہیں تو یہ بہانا گڑھتے ہیں کہ فساد
کا اندیشہ ہے اس لیے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی موجودگی ضروری ہے کہیں مجمع میں
اشتعال انگیزی کر کے فساد، بلوے کی صورت پیدا کر دیتے ہیں۔ قدم قدم
پر مکر و فریب کے جال بچھاتے ہیں اور جب چھٹکارے کی صورت باقی نہیں رہتی

تو پھر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ چنانچہ مولوی امر اللہ اور مولوی علیم الدین نے
بھی اپنا آبائی طریقہ استعمال کیا۔ اور کرہی سے چلتے بنے۔ جیسی ذلت و رسوائی
انھیں اس مناظرے میں اٹھانی پڑی اس کا صحیح اندازہ تو کچھ انھیں
مولویوں کو ہوا ہوگا۔ لیکن قرب و جوار کی پبلک پر بھی روز روشن کی طرح واضح
ہو گیا کہ مولوی سراجی اور مولوی علیم الدین میدان مناظرہ میں نرے طفل مکتب
اور قرآن و حدیث سے جاہل محض ہیں اور جن وہابیوں نے انھیں مناظرہ
پر مجبور کیا وہ شرمندہ و پشیمان ہیں۔

ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

وہابی مولویوں کی فرار کی وجہ سے یہ مناظرہ تکمیل کو تو نہ پہنچ سکا لیکن
نتیجے کے اعتبار سے کامل ہی قرار پائے گا اور نتیجہ فریقین کی تحریروں سے ظاہر و باہر
ہے یہ چیز عام تجربے میں آچکی ہے اور ہمارے آقا و مولی روحی فداہ علیہ
التحیۃ والثنا کے عہد پاک سے جاری ہے کہ باطل بظاہر کتنا ہی طاقتور ہو
لیکن جب اس کا مقابلہ حق اور حق پسندوں سے ہوتا ہے تو اسے منہ کی کھانی
پڑتی ہے۔ چنانچہ اس قسم کے ہزاروں واقعات میں سے ایک تازہ واقعہ
ناظرین کے سامنے ہے جس میں وہابیوں کی بد دیانتی، بے ایمانی، جہالت و
منافقت اور حماقت قدم قدم پر ظاہر ہو رہی ہے جسے سامنے رکھ کر ہر ذی فہم و
دانا انسان نہایت آسانی سے یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ وہابی منافقین کو صداقت
و حقانیت کی ہوا تک نہیں لگی۔ سنی حضرات اسے اول سے آخر تک پڑھ کر
اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور وہابیوں کے ماننے والے نادان چیلے اسے پڑھ کر
اپنے مذہبی رہنماؤں اور دینی پیشواؤں کی غلط کاریوں اور کج فہمیوں پر
لاکھ لاکھ آنسو بہائیں اور حق کی حمایت مقصود ہو تو اپنی باطل روش سے
تائب ہو کر دین حق کا وہ صحیح راستہ اختیار کریں جس میں دین و دنیا کی

تمام نعمتیں اور کامرانیاں مضمر ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن
وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا
قَاسِمِ اَرْزَاقِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ
وَسَلَّمَ

مرتبہ
بدر الدین احمد القادری الرضوی النوری۔
خادم: دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف
ضلع: بستی (یو۔پی)
ہند

ناقل
ناچیز جمیل احمد شمیم بستوی
متعلم دار العلوم اہلسنت براؤں شریف
ضلع بستی، یو۔پی

ضمیمہ

اس کتاب کے اخیر میں وہابیوں، دیوبندیوں اور تبلیغیوں وغیرہم مرتدین زمانہ کے "۷۸۶ / ۹۲" لکھنے پر بیجا اعتراض کو رفع کرنے کے لیے فقیہ عصر مفتی شریف الحق صاحب امجدی کا مدلل و مفصل فتوی ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور کے شمارہ ۳، بابت ذی القعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق مارچ ۱۹۹۹ء کے صفحہ ۱۰ تا ۱۱ سے من وعن شامل کتاب کر رہا ہوں تاکہ فرزندان اہلسنت معترضین کو دندان شکن جواب دے کر زبان بند کر دیں۔
فقط فقیر عبد الصمد القادری

فتاوائے اشرفیہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ اپنے خطوط وغیرہ کے اوپر ۷۸۶ لکھتے ہیں جبکہ سنت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا ہے جیسا کہ ان دعوت ناموں سے ظاہر ہے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اطراف وجوانب کے سلاطین کے نام بھیجے تھے ۷۸۶ ایک گنتی ہے یہ بسم اللہ کی جگہ نہیں لے سکتی، اور یہ کہنا کہ ۷۸۶ بسم اللہ کا عدد ہے اس لیے ہم اس کو بسم اللہ کی جگہ لکھتے ہیں اس لیے صحیح نہیں کہ یہی اعداد "ہری کرشنا" کے بھی ہیں۔ آج کل وہابی لوگ اس پر اعتراض کر رہے ہیں۔

الجواب

یہ صحیح ہے کہ خطوط وغیرہ کی ابتدا تسمیہ سے کرنا سنت ہے مگر یہ سنت مؤکدہ نہیں کہ اس کا چھوڑنا ممنوع ہو اور اس کی عادت گناہ ہو، سنت غیر مؤکدہ ہے کہ اگر کوئی اس پر عمل کرے تو ثواب پائے گا لیکن خطوط وغیرہ کو لوگ لاپرواہی سے ادھر ادھر پھینک دیتے ہیں جس سے بے ادبی ہوتی ہے اور بسم اللہ شریف قرآن مجید کی آیت ہے جسے بے وضو چھونا بھی جائز نہیں۔ ارشاد ہے لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ اسے صرف وہی لوگ چھوئیں جو خوب پاک ہوں، جس پر غسل واجب نہ ہو وہ بھی خوب

پاک نہیں، خوب پاک اس وقت ہوگا جبکہ باوضو ہو خطوط کے سرنامے
پر بسم اللہ شریف لکھی ہوگی تو بے وضو لوگوں کا ہاتھ پڑ جائے گا۔ پھر ڈاکخانہ
کے ذریعہ جو خطوط بھیجے جاتے ہیں ان خطوط کی کیا دُرگت بنتی ہے وہ سب
کو معلوم ہے ڈاک خانے والے ان پر پاؤں بھی رکھ دیا کرتے ہیں پھر عموماً
وہ مشرکین ہوتے ہیں یہ مشرکین لیٹر بکس سے نکالتے ہیں انتہائی بدتمیزی
سے اس پر مہریں مارتے ہیں تھیلوں میں بند کرتے ہیں گھسیٹتے ہوئے جہاں
چاہتے ہیں لے جاتے ہیں حتیٰ کہ اس پر بیٹھتے بھی ہیں پھر یہی مشرکین اپنے
ہاتھوں سے اُسے چھانٹتے ہیں۔ اور کئی بار میں نے دیکھا ہے کہ خطوط
کو مکتوب الیہ کے سامنے پھینک دیتے ہیں۔ کیا یہ سب اللہ عزّوجل کے
اسمائے مبارکہ اور قرآن مجید کی آیتوں کی بے ادبیاں نہیں، کیا کسی مسلمان
کو یہ جائز ہے کہ یہ جانتے ہوئے کہ قرآن مجید کی ضرور توہین ہوگی اس
کی اجازت ہے کہ اللہ عزّوجل کے اسمائے مبارکہ یا قرآن مجید کو اس طرح
غیر کے ہاتھوں میں دے دے علماء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ قرآن مجید
کو کفار کی بستیوں میں نہ لے جائیں کہ اس کا اندیشہ ہے کہ کہیں دشمن کے
ہاتھ نہ لگ جائے اور کفار اس کی بے حرمتی نہ کرنے لگیں تو جب خطوط میں
اس کا اندیشہ ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ ضرور اس کی بے حرمتی ہوگی اس
لیے اہل سنت نے خطوط پر بسم اللہ شریف لکھنے کو پسند نہیں فرمایا، یہ مسلمہ
قاعدہ ہے کہ کسی چیز میں نفع و نقصان دونوں ہو تو اس کو ترک کر دیا جائے
جلب منافع پر دفع مضرت مناسب ہے۔

٧٨٦ بقاعدۂ جمل بسم اللہ کا عدد ہے علماء نے اس کا لحاظ کرتے
ہوئے خطوط کی ابتداء میں اسے لکھنے کا رواج دیا تاکہ من وجہ

بسم اللہ شریف نہ لکھنے کی مکافات ہو جائے، اسمائے مبارکہ کو ان کے
اعداد کے ساتھ خاص مناسبت ہے اور ان اعداد میں فوائد بھی ہیں۔
جس پر تجربہ شاہد ہے دیوبندی اکابر تعویذیں لکھتے تھے اور ان تعویذوں
کے اوپر ٧٨٦ لکھتے تھے اور تعویذوں میں بھی صرف اعداد لکھتے تھے اگر
اسمائے مبارکہ کے اعداد میں کوئی اثر و فائدہ نہ ہوتا تو دیوبندی اکابر
اسے کیوں لکھا کرتے تھے۔

پھر یہ چیز مسلّم الثبوت مشائخ سے متوارث چلی آ رہی ہے حتیٰ کہ
دیوبندی اور غیر مقلدین کے مشترکہ پیشوا اور مستند شاہ ولی اللہ صاحب
اور شاہ عبد العزیز صاحب محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما بھی تعویذیں
لکھا کرتے تھے جو صرف اعداد ہی سے پُر ہوتی تھیں ہر حرف کو اس کے
عدد کے ساتھ ایک باہمی ربط ہے جسے اہل کشف نے دریافت کیا۔ یہ
ایسا نہیں کہ کسی نے اٹکل پچّو سے اسے بنا لیا ہو یہی وجہ ہے کہ حروف
کے اعداد حرف تہجی کی ترتیب سے نہیں بلکہ اس کی ترتیب الگ ہے
جو ابجد، ہوز، حطی میں مذکور ہے بلکہ علّامہ قاضی بیضاوی کے ارشاد
سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ عزّوجل اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے بھی ان اعداد کا اعتبار فرمایا۔

الٓمٓ مقطّعات قرآنیہ کی بحث میں لکھتے ہیں او الی مدد
اقوام واٰجال بحساب الجمل کما قالہ ابو العالیۃ فتمسکا بما
روی انہ علیہ الصلاۃ والسلام لما اتاہ الیھود تلی علیھم الٓمٓ
بقرۃ فحسبوہ وقالوا کیف ندخل فی دین مدتہ احد وسبعون
سنۃ فتبسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقالوا فھل

غیرہ فقال المص و الر و المر فقالوا اخلطت علینا فلا ندری
بایّها ناخذ فان تلاوتہ ایاها بهذا الترتیب علیهم وتقریرهم
علیٰ استنباطهم دلیل علیٰ ذٰلك۔

یا یہ حروف قوموں کی مدّت اور میعاد کی طرف اشارہ ہے جمل کے حساب
سے جیساکہ اس کو ابوالعالیہ نے کہا اس حدیث سے دلیل لاتے ہوئے
کہ یہود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے
تو حضور نے سورۂ بقرہ کا الٓمّٓ پڑھ کر سنایا انھوں نے اس کا حساب
لگایا اور کہا ہم اس دین میں کیسے داخل ہوں جس کی مدّت ۷۱ سال ہے
یہ سُن کر رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسلم مسکرائے جس پر یہود نے
کہا، کیا اس کے علاوہ بھی کچھ اور ہے؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسلم
نے پڑھا۔ المٓصٓ۔ الٓر۔ المٓرٰ یہ سن کر یہود نے کہا آپ نے ہماری سوچی
ہوئی بات کو خلط ملط کر دیا ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کس کو لیں۔

علاّمہ بیضاوی فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کا اس ترتیب سے پڑھ کر یہود کو سنانا اور انھوں نے جو حساب لگایا
تھا ردّ نہ کرنا اس کی دلیل ہے کہ یہ قوموں کی میعاد بتانے کے لیے
ہے۔ اس کے تحت شیخ زادہ میں ہے فان تلاوتہ عَلیہ الصّلاۃ
وَالسّلام تلك الفواتح بهٰذا الترتیب وهو ذکرًا لاکثر
بعد الاقل فی معرض الجواب عن قولهم فهل غیرہٗ وکذا
تقریرہٗ عَلیهم الصّلاۃ وَالسّلام ایاهم علیٰ استنباطهم ذٰلك
وَعدم انکارہٖ عَلیهم فی تسلیم ذٰلك یدل عَلیٰ انہ سَلّمَ ان المراد
منها الاشارۃ الی المدّۃ۔

حضور علیہ الصّلوٰۃ وَ التسلیم کا ان فواتح سور کا یہود کے سَامنے اس ترتیب
سے پڑھنا کہ اکثر کو اقلّ کے بعد پڑھا اور ان کے اس قول کے جواب میں
کیا اس کے علاوہ کچھ اور ہے؟ اور ایسے ہی حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام
کا ان کے استنباط کو مان لینا اور اس پر انکار نہ کرنا اس بات پر دلالت
کرتا ہے کہ حضور کے نزدیک بھی اس سے اشارہ مدّت کی طرف ہے۔

ان سب کا حاصِل یہ ہے کہ الٓمّٓ کے عدد "۷۱" ہیں جب
حضور نے یہ تلاوت کی تو اس عدد کا لحاظ کرکے یہود نے کہا اس دین
کی مدّت "۷۱" سال ہے اس لیے کہ جمل کے حسَاب سے الٓمّٓ کے ۷۱
عدد ہیں اگر اعداد کا اعتبار کچھ نہیں تھا تو حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فرما دیتے کہ تم کیا بکتے ہو حروف کے اعداد کا کوئی اعتبار نہیں یہ
کَالعَدَم ہیں بلکہ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ عَلیہ وسلم نے ترتیب وار دوسرے
مقطعات پڑھے وہ بھی اس ترتیب سے کہ پہلے چھوٹے اعداد کے پڑھے
پھر بڑے اعداد کے، مثلاً المصٓ، اس کے عدد "۱۶۱" ہیں پھر الٓرٰ جس
کے اعداد "۲۳۱" ہیں پھر المٓرٰ، جس کے اعداد "۲۷۱" ہیں اور یہ قاعدہ
مقررہ ہے کہ جب حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کوئی بات
کہی جائے اور اسے حضور ردّ نہ فرمائیں تو وہ حدیث مرفوع ہے اور یہاں
صرف سکوت ہی نہیں بلکہ انھیں الزام دینے کے لیے ترتیب وار مقطعات
کی تلاوت بھی ہے اس سے ثابت ہوگیا کہ حروف کے ان مخصوص اعداد
کا اعتبار خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور یہ مُنزّلٌ
مِّنَ اللہِ بھی ہے۔

نیز مُلّا عبدالحکیم خیالی لکھتے ہیں۔

وَالمقصود منها الاشارة باعتبار مسمياتها الى مدد بقاء
اقوام واجال امور قال الجوفی قد استخرج بعض الائمۃ من قولہ
تعالیٰ "الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ" ان البیت المقدس یفتتح المسلمون فی
سنۃ ثلث وثمانین وخمس مائۃ و وقع کما قال وقال السہیلی لعل
عدد حروف التی فی اوائل السور مع حرف المکرر للاشادۃ
الی مدۃ بقاء ھذہ الامۃ۔

ان امور سے مقصود ان کے مسمیات کے اعتبار سے کچھ قوموں کے بقاء کی
مدّت اور کچھ امور کی میعاد کی طرف اشارہ ہے جوفی نے کہا آیۂ کریمہ "الٓمّٓ
غُلِبَتِ الرُّوْمُ" سے بعض ائمہ نے یہ استخراج فرمایا کہ بیت المقدس کو مسلمان
۵۸۳ھ میں فتح کریں گے جیساکہ انھوں نے کہا تھا ویسے ہی ہوا سہیلی
نے کہا ہوسکتا ہے ان حروف کے عدد جو سورتوں کے اوائل میں ہے اس
امت کے بقاء کی مدّت کے اشارے کے لیے ہے۔

ہدایہ اور نہایہ میں ہے کہ اس استخراج کو سب سے پہلے علامہ
ابو الحکم ابن برجان اندلسی نے ۵۲۲ھ کے حدود میں ذکر کیا (جلد ۱۲ ص ۳۲۶)
حاصل یہ نکلا کہ جمل کے حساب سے حروف کے اعداد کا اعتبار خود
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور اس وقت سے
اس وقت تک، سلف سے لے کر خلف تک اس کا اعتبار رہا ہے اور
نہ یہ بدعت ہے اور نہ لغو و مہمل، اس لیے خطوط کی ابتدا میں ۷۸۶ لکھنا
یا اس کے ساتھ ۹۲ لکھنا لغو و مہمل نہیں بلکہ سلف کے طریقوں سے مستخرج
و مستحسن ہے۔

وہابیوں کا یہ کہنا کہ یہ ہری کرشنا کا عدد ہے ان کی جہالت اور

شرارت ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ جمل کا حساب عربی حروف کے ساتھ
خاص ہے ہندی یا سنسکرت میں نہ یہ طریقہ رائج نہ ان کے حروف تہجی کے
مطابق ـــــ غور کیجیے جمل کے حساب میں جو گنتیاں ہیں وہ بھی ۲۸ ہیں اور
عربی کے حروف تہجی بھی ۲۸ ہیں۔ اور سنسکرت کے حروف تہجی ۳۶ ہیں جس
میں سرے سے الف ہے ہی نہیں الف کو یہ شبد (حرف) نہیں مانتے،
ماترا مانتے ہیں جبکہ جمل کے حساب میں پہلا حرف الف ہے جس کا عدد ایک
ہے نیز جمل کے بہت سے حروف سنسکرت میں غائب ہیں مثلاً، ثاء، حاء،
خاء، ذ، ظاء، ص، ض، طا، ظا، ع، غ، فاء، ق، ـــــ اور بہت سے ایسے
حروف سنسکرت کے حروف تہجی میں ہیں جو جمل میں نہیں۔ مثلاً بھ، پ،
پھ، ٹ، ٹھ، ج، جھ، چ، چھ، دھا، ڈھا، کھ، گ، گھا، وغیرہ اگر جمل
کا حساب سنسکرت ہندی وغیرہ عربی کے علاوہ دوسری زبانوں کے لیے
ہوتا تو ان کے ہر حرف تہجی کا کوئی نہ کوئی عدد ہوتا سنسکرت اور ہندی کے تمام
حروف تہجی کا عدد نہ ہوتا اور عربی کے ہر ہر حروف تہجی کا عدد ہونا اس کی دلیل
ہے کہ جمل کا حساب صرف عربی کلمات اور حروف میں معتبر ہے دیگر زبانوں کے
کلمات اور حروف میں اس کا اعتبار نہیں اس لیے یہ کہنا کہ ۷۸۶ ہری کرشنا
کے بھی عدد ہیں فریب دینا ہے اعداد کی مطابقت سے کچھ نہیں ہوتا جس
زبان میں اور جس زبان کے کلمات کے لیے ان اعداد کا اعتبار رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور اسلاف نے فرمایا وہ صرف عربی ہے اس
لیے صرف عربی کلمات کے جو اعداد ہیں ان کا اعتبار ہے اس سے قطع نظر
اعتبار ان حروف کا ہوتا ہے جو لکھے جائیں خواہ پڑھے جائیں یا نہ پڑھے
جائیں۔ اگر کچھ الفاظ پڑھے جارہے ہیں مگر لکھے نہیں جارہے ہیں۔

ان کا کوئی اعتبار نہیں مثلاً اسم جلالت اللہ کے عدد ۶۶ ہیں حالانکہ جب
لام کے بعد الف پڑھا جا رہا ہے تو ۶۷ ہونا چاہیے مگر چونکہ درمیانی الف
لکھا نہیں جاتا اس لیے اس کا جمل کے حساب میں اعتبار نہیں نیز اسم کریم "الرحمٰن"
کے اعداد ۳۲۹ ہیں حالانکہ لام پڑھا نہیں جاتا مگر چونکہ لام لکھا جاتا ہے اس
لیے اس کے عدد کا اعتبار ہے اور درمیانی الف پڑھا جاتا ہے مگر چونکہ لکھا
نہیں جاتا اس لیے اس کے عدد کا اعتبار نہیں چنانچہ اپنی جہالت اور جمل کے
حساب سے ناواقفی شرارت کی وجہ سے وہابیوں کو یہ دھوکا لگا اور انھوں نے
کہہ دیا کہ بسم اللہ شریف کے اعداد ۷۸۶ نہیں ۷۸۷ ہیں۔ جمل کے اس قاعدے
کی رو سے ہری کرشنا کے اعداد ۷۸۶ ہرگز نہیں۔ اس لیے کہ اعتبار اسی
رسم الخط کا ہوگا جس زبان کا وہ کلمہ ہے۔ ہری کرشنا سنسکرت کا لفظ ہے
سنسکرت میں اسے یوں لکھتے ہیں हरिकृष्णा اس میں حروف
یہ ہیں۔ ह र क ऋ ष ण اب آپ خود جوڑیے ह کو ہ مانیے
اس کے عدد ۵، ر کے ۲۰۰، ی کے ۱۰، ک کے ۲۰، ण اور ष اس
کے مماثل ابجد میں کوئی حروف نہیں ष کو زبردستی ش مان کر اور ण
کو "ن" مان کر ۷۸۶ عدد پورا کرنا جمل کے حساب سے خارج ہے اور
وہابی شرارت۔ نہ یہ لفظ اردو کا ہے اور نہ اردو رسم الخط کا اعتبار
ہوگا۔ جس زبان کا لفظ ہے اسی زبان کے رسم الخط کا اعتبار لازم ہے
اور اس لحاظ سے हरिकृष्णा کے اعداد ۷۸۶ نہیں بلکہ ۴۳۶ ہیں

دوسری خاص بات یہ ہے کہ اہل سنت خطوط کے سرنامے
پر ۷۸۶ لکھتے ہیں تو نہ اسے فرض جانتے ہیں نہ واجب نہ سنت بلکہ
مستحسن۔ اور استحسان کے لیے یہی کافی ہے کہ امت کے معتمد علماء اور

مشائخ کا اس پر عمل ہے اس کے لیے نہ قرآن سے ثبوت کی حاجت ہے
اور نہ حدیث سے۔ صرف یہ کافی ہے کہ قرآن و حدیث میں اس سے ممانعت
نہیں اور امت کے عوام و خواص کا اس پر عمل درآمد ہے۔ اگر ہر چیز کے
لیے قرآن و احادیث میں تصریح تلاش کی جائے تو چلنا پھرنا جینا مشکل ہو جائے
گا۔ وہابی کہتے ہیں کہ ۷۸۶ نہ رسول اللہ نے لکھا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم) نہ صحابہ کرام نے، اس لیے یہ بدعت ہے تو لازم آئے گا کہ اردو لکھنا
بھی بدعت۔ نہ صحابہ کرام نے لکھا نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
لکھا۔ جو جواب وہابی اس کا دیں گے وہی جواب ۷۸۶ کے سلسلے میں ہمارا
بھی ہوگا۔

۷۸۶/۹۲ لکھنے کا کیا حکم ہے؟

کچھ لوگ ۷۸۶ کے نیچے لکیر دے کر "۹۲" لکھتے ہیں یہ
حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام نامی کا عدد ہے اس پر خصوصیت
سے دیوبندیوں کا اعتراض یہ ہے کہ کسی عدد کے نیچے لکیر کھینچ کر اس لکیر کے
نیچے کوئی عدد لکھنا بٹے کی علامت ہے جیسے $\frac{1}{2}$ ، اس تقدیر پر ۷۸۶
اگر بسم اللہ کا عدد ہو بھی تو اس کے نیچے ۹۲ لکھنے کے بعد وہ ۷۸۶
نہیں رہتا۔

الجواب

۷۸۶ کے ساتھ لکیر دے کر بعض لوگ ۹۲ لکھ دیتے ہیں جو
نام نامی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عدد مبارک ہے اس طرح
۷۸۶/۹۲ اس پر وہابیوں کا اعتراض یہ ہے کہ دو اعداد کے درمیان لکیر ڈالنا

بٹے کی علامت ہے۔ جیسے لکھتے ہیں ۱/۲ اور جب ۷۸۶ کو ۹۲ سے تقسیم کرکے اس کا ایک حصّہ لیں گے تو نہ ۹۲ رہے گا اور نہ ۷۸۶ رہے گا۔ اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ دُو اعداد کے درمیان لکیر دینا ہمیشہ بٹے کی عَلامت نہیں رہتا کبھی کبھی فصل و امتیاز کے لیے لکیر دیتے ہیں جیسے کہ بہت سے لوگ خطوط میں تاریخ اس طرح لکھتے ہیں ۸ ۲/۹۹ء یہ بٹے کے لیے نہیں صرف فصل اور امتیاز کے لیے ہے لیکن دیوبندی وہ قوم ہے کہ جب تک ان کو ان کے مولویوں کا جلوہ نہ دکھایا جائے ماننے کے لیے تیّار نہیں ہوتی، اس لیے دیوبندیوں کو گھر تک پہونچانے کے لیے ان کے بہت بھاری بھرکم مولوی ان کے شیخ الاسلام اور ان کے عقیدے کے مطابق مقام محمّدی پر محکم جناب مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے خط کا حوالہ دیا جاتا ہے ان کا ایک خط نئی دنیا کے عظیم مدنی نمبر ص۲۱۸ میں ہے اس میں تاریخ اس طرح لکھی گئی ہے "۷ ۲/۵۳ھ" ہر شخص جانتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے ۷ تاریخ ساتواں مہینہ ۵۳ سنہ ھ کو لکھا گیا ہے اس میں لکیر بٹے کا نشان نہیں صرف فصل اور امتیاز کا نشان ہے۔ اسی طرح ۷۸۶ کے ساتھ لکیر دے کر ۹۲ لکھنا بٹے کے لیے نہیں بلکہ صرف فصل و امتیاز کے لیے ہے۔ کتابوں کے اشتہارات میں سب نے دیکھا ہوگا سائز ۲۰×۳۰/۸ وغیرہ لکھا رہتا ہے کیا یہ بٹے کے لیے ہے کون احمق کہہ سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ خطوط کی ابتدا میں بسم اللہ لکھنے سے اس نیت سے بچنا چاہیے کہ کہیں اس کی بے حُرمتی نہ ہو۔

علمائے وہابیہ کے میں نے سیکڑوں خطوط بڑے بڑوں کے دیکھے ہیں کسی خط کی ابتدا بسم اللہ سے نہیں۔ اسی طرح اگر خطوط کے سرنامے

پر ۷۸۶ نہ لکھیں تو کوئی حَرج نہیں لیکن اگر لکھیں تو بہتر ہے مستحسن ہے اسی طرح اگر اس کے ساتھ ۹۲ لکھیں تو اور بہتر ہے، عربی اسماء کے بحساب جمل اعداد کا اعتبار عند اللہ بھی ہے اور عند الرسول بھی ہے جیسا کہ گزرا اور اسمائے مبارکہ کے بحساب جمل اعداد کے خاص فوائد اور تاثیرات ہیں جو سلف وخلف کے عمل اور تجربے سے ثابت ہے اور وہابیوں کی باتوں میں نہ جائیں وہ صرف عوام کو الجھانے کے لیے یہ جانتے ہوئے کہ ہم جو بات کہہ رہے ہیں غلط ہے نئے نئے شگوفے چھوڑتے رہتے ہیں ان کا مقصد صرف عوام میں انتشار و فساد پھیلانا ہے۔ وَاللہ تعالیٰ اعلم

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR 586104, (Karnataka)

MOHD.RAZVI. M. NAGARCHI
Opp Jama Masjid BIJAPUR.

حضور بدرِ ملّت کے چند تلامذہ

(۱) حضرت الحاج مولانا غلام عبدالقادر صاحب علوی قبلہ عرف بیچو بھیا شہزادہ شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ ناظم اعلیٰ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف، ضلع سدھارتھ نگر (یوپی)۔

(۲) حضرت مولانا سید انجم صاحب عثمانی صدرالمدرسین دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی۔

(۳) حضرت مولانا محمد حنیف صاحب قادری صدرالمدرسین دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا بکھرا، ضلع بستی، یوپی۔

(۴) حضرت مولانا محمد شفیع صاحب قبلہ یار علوی سابق صدرالمدرسین مدرسہ اہل سنت انشی رامپور ضلع بلرام پور، یوپی۔

(۵) حضرت مولانا محمد حلیم صاحب صدرالمدرسین مدرسہ اہل سنت بھاؤ پور، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی۔

(۶) حضرت مولانا محمد محسن صاحب چشتی استاذ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی۔

(۷) حضرت مولانا محمد جمیل[عله] صاحب یار علوی (مرحوم) شمیم بستوی استاذ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف، ضلع بستی، یوپی

عله آپ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کے چہیتے شاگرد تھے۔ آپ کی علمی استعداد و لیاقت بہت اچھی تھی اور حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔
آپ کے دوران طالب علمی ہی میں کرہی کے وہابیوں سے تحریری مناظرہ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں ہوا اس موقع پر حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی تحریروں کی نقل و املاء کرنے کا کام بڑی عرق ریزی سے آپ نے انجام دیا اس بناء پر حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے "اظہار حق" کی ترتیب میں آپ کا نام شامل کر دیا تھا۔
۲۳ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں جب میری آخری

ملاقات موصوف گرامی قبلہ سے ہوئی اور میں نے موصوف سے معلوم کیا کہ "اظہارِ حق" میں اہل سنت کی تحریریں آپ کی ہیں یا حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی؟ اس کے جواب میں موصوف نے برجستہ فرمایا کہ یہ تو حضور والا کی شفقت و محبت تھی کہ اظہارِ حق کی ترتیب کو میری جانب منسوب کر دیا تھا۔ ورنہ حق یہ ہے کہ ساری تحریریں حضرت قبلہ نے قلمبند فرمائی ہیں۔ اس کے بعد مجھ سے میرا پتہ طلب فرمایا اور کہا کہ زندگی بخیر رہی تو — ان شاء اللہ تعالیٰ میں ایک تحریر آپ کے پاس روانہ کروں گا جسے آپ اظہار حق میں شامل کر دیں گے تاکہ یہ شبہ رفع ہو جائے مگر منظورِ الٰہی کہ آپ گفتگو کے ٹھیک پانچویں روز کلمہ پڑھتے ہوئے انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ
گفتگو کے وقت عزیزم مولوی شاہ عالم حسام پور علاقہ بھا تھر وہاں موجود تھے۔

فقط والسلام

عبدالصمد القادری وارد حال دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف
ضلع سدھارتھ نگر، یوپی
۲۳ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ

نوٹ:-
آپ بڑے خوش اخلاق منکسر المزاج موضع بلبھریا ضلع بستی یوپی کے باشندہ تھے۔ اپنے دولت کدہ ہی پر انتقال فرمایا اور آپ کی آخری آرام گاہ بھی اپنے وطن مالوف ہی میں ہے آپ حضور سیدی شیخ المشائخ شاہ محمد یار علی صاحب چشتی قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید خاص تھے اور پیر و مرشد سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ اپنے پیر و مرشد اور استاذ گرامی کے حکم پر زندگی بھر درس و تدریس کا سلسلہ قائم رکھا کچھ روز ادارۂ اہل سنت ناسک مہاراشٹر میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں اور اس کے بعد مادر علمی دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف ہی میں تدریسی خدمات کے دوران داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ تدریس و تقریر کے ساتھ تصنیفی خدمات بھی آپ نے انجام دی۔

فقط
عبدالصمد القادری
نزیل مدینہ مسجد گوونڈی بمبئی ۴۳
۵ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ ہجری
یوم پنجشنبہ

۷۸۶
۹۲

بفیض تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیٰحضرت سرکار حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وسلم

تحقیقی جواب

از

حضرت علامہ مولینا مفتی **بدر الدین احمد** قادری رضوی نوری
خلیفۂ اجل سرکار حضور مفتی اعظم علیہما الرحمۃ والرضوان
سابق صدر مدرس مدرسہ غوثیہ، موضع بڑھیا
کھنڈسری بازار، ضلع بستی (یوپی)

مرتب

حضرت مولانا **عبد الصمد** القادری خادم مدرسہ اہلسنت قادریہ رضویہ
رفیع گنج، اورنگ آباد (بہار)



رضا اکیڈمی
۲۶ کامبیکر اسٹریٹ، بمبئی نمبر ۳

سوالات

از مولوی طاہر سلفی مدرسہ اشاعت العلوم موضع دو بھڑیا۔
پوسٹ بیروا ضلع بستی۔ یوپی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سوال ۱ اسلام میں تقلید شخصی کا کیا مقام ہے؟ ایک انسان اسلام کے تمام بنیادی ارکان پر عمل کرتے ہوئے اگر ائمۂ اربعہ (امام ابو حنیفہ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ امام مالکؒ) میں سے کسی کا مقلد نہیں نہیں[ع] ہے تو از روئے شرع وہ مومن ہے یا کافر؟

سوال ۲ مروجہ طریقۂ تعظیم اور نعرۂ رسالت، نعرۂ حیدری، نعرۂ مجددی کا وجود کب ہوا۔ سرکار دو جہاں تاجدار مدینہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی سنکر انگوٹھے کا بوسہ لینے کا ثبوت کہاں سے ملتا ہے صحابۂ کرام کی زندگی سے حوالہ دیجئے۔

سوال ۳ اہل قبلہ اور اہل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کون لوگ ہیں؟ ان کی تکفیر اہلسنت کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ کافر کی تعریف کیا ہے؟ اس کی شرعی علامات کیا ہیں؟

سوال ۴ :۔ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونے کی دلیل اپنے امام کی تالیف کردہ کتب سے یا امام الانبیاء خاتم الانبیاء حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی کتاب (آیات قرآنی)

ع مولوی سلفی صاحب کی اصل تحریر میں کلمہ نفی مکرر ہے۔

یا وحی غیر متلو سے ثبوت پیش فرمائیں۔

سوال ۵:۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَکُلُّ خَلَایِقِ[1] مِنْ نُّوْرِیْ

مندرجہ بالا عبارت کا حوالہ اور بقیہ چار سوالوں کا جواب صرف آیاتِ قرآنی اور صحاحِ ستّہ سے دینے کی کوشش کریں ورنہ ہم آپ کو معذور سمجھیں گے۔ فقط سائل طاہر سلفی عفی عنہ

موضع دوبھڑیا، پوسٹ بیروا، ضلع بستی، مدرسہ اشاعت العلوم، موضع ہذا (یوپی) ۱۴ اپریل ۱۹۷۹ء

---

[1] مولوی طاہر سلفی صاحب نے لفظ خلائق ہمزہ کے بجائے یا سے لکھا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْکِتَابَ الَّذِیْ هُوَ لِکُلِّ شَیْئٍ تِبْیَانٌ ۝ وَاَرْسَلَهٗ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً وَّعَلَّمَهُ الْقُرْاٰنَ ۝ وَجَعَلَهٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَمُخْبِرًا عَمَّا یَکُوْنُ وَمَا کَانَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْاَکْمَلَانِ عَلٰی اٰخِرِ الْاَنْبِیَآءِ سَیِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ ۝ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَرْبَابِ الْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ ۝ وَاَصْحَابِہِ الْاَشِدَّآءِ عَلٰی اَهْلِ الْکُفْرِ وَالطُّغْیَانِ ۝ وَعَلٰی ابْنِہِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ ذِی الْکَرَامَۃِ وَالْعِرْفَانِ ۝

اَمَّا بَعْدُ برادرِ دینی محمد ذکری نیپا ساکن موضع پرسا مینا ضلع بستی نے جناب مولوی طاہر سلفی مدرسہ اشاعت العلوم موضع دو بھڑیا پوسٹ بیروا ضلع بستی کی ایک تحریر مشتمل بر پنج سوال مجھے دی اور جواب لکھنے کا مطالبہ کیا۔ میں اللہ ربّ العزّت جلّ جلالہٗ کی توفیق پھر سرکارِ اعظم پیارے مصطفٰے صلّی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی عنایت پر بھروسا کر کے مولوی طاہر سلفی صاحب کی تحریر کا جواب لکھا اور آخر میں ایک سو دس سوالات قائم کر کے مولوی سلفی صاحب اور ان کے ہم عقیدہ علماء کو اختلافات بیجا کی خلیج پاٹنے کے لیے دعوتِ غور و فکر دی ہے اب ذیل میں مولوی طاہر سلفی صاحب کا نمبر وار سوال اور میرا جواب ملاحظہ ہو۔

سوال اوّل

اسلام میں تقلیدِ شخصی کا کیا مقام ہے؟ ایک انسان اسلام کے تمام بنیادی ارکان پر عمل کرتے ہوئے اگر ائمۂ اربعہ (امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ امامِ احمد بن حنبلؒ امامِ مالکؒ) میں سے کسی کا مقلد نہیں نہیں[ع] ہے

[ع] مولوی طاہر سلفی کی تحریر میں لفظ نہیں مکرر ہے۔

تو ازروئے شرع وہ مومن ہے یا کافر؟

جواب

(الف) یہ سوال کہ " اسلام میں تقلیدِ شخصی کا کیا مقام ہے"، مکر و فریب کا آئینہ دار ہے۔ بنیادی امر یعنی نفسِ تقلید کی بحث طے کئے بغیر تقلیدِ شخصی کا مسئلہ چھیڑنا نِری مکاری ہے۔ کیا زید کی اس دھاندلی کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے کہ خود تو غیر مقلد ہے۔ نفسِ تقلید کا منکر و مخالف ہے اور زق زق بق بق کے لئے پوچھتا ہے کہ مجتہد معین کی تقلید واجب ہے یا حرام؟ مستحب ہے، یا مباح ـــ جس غبی کا ذہن نفسِ انسان کے وجود کا منکر ہو اور وہ بحث چھیڑے کہ انسان کی فصل ناہق ہے یا ناطق؟ تو دنیا کا کون سا محقق اس کے ذہن میں یہ اتار سکتا ہے کہ انسان کی فصل ناہق نہیں بلکہ ناطق ہے یوں ہی جو نفسِ تقلید کا منکر ہے اس کا ذہن تقلیدِ شخصی کا مقام سمجھنے سے معذور ہے کسان بنجر زمین میں گیہوں نہیں بوتا۔

(ب) ایمان و کفر، تقلید ائمہ اربعہ کے وجود و عدم پر موقوف نہیں۔ کوئی بھی شخص خواہ مقلد کہلاتا ہو یا غیر مقلد اگر وہ ضروریاتِ اسلام میں سے کسی عقیدۂ دینیہ کا مخالف ہو تو کافر ہے ورنہ مومن اگرچہ غیر سنی مبتدع ہو۔

تنبیہ:۔ سوال نمبر ایک کے جزء ثانی میں لفظ "نہیں"، قلم ناسخ سے غالباً بھول کر کے سبب مکرر لکھ گیا ہے اصل تحریر کی مطابقت کے باعث ہمیں بھی اس لفظ کو مکرر نقل کرنا پڑا۔

سوال دوم

مروجہ طریقۂ تعظیم اور نعرۂ رسالت، نعرۂ حیدری، نعرۂ مجددی کا وجود کب ہوا۔ سرکارِ دو جہاں تاجدارِ مدینہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کا نام نامی اسم گرامی سن کر انگوٹھا کا بوسہ لینے کا ثبوت کہاں سے ملتا ہے صحابۂ کرام کی زندگی سے حوالہ دیجئے۔

جواب

(الف) انعقاد محفل میلاد شریف بہ ہیئت کذائیہ اور اس میں مروجہ قیامِ تعظیمی کا وجود قرونِ ثلثہ میں نہیں تھا بعد میں ہوا۔ پھر جب یہ دونوں امورِ خیر وجود میں آئے تو اس زمانہ کے علماء اعلام و مفتیانِ اسلام نے سرکارِ اعظم پیارے مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی مقرر فرمودہ اصل [عہ] مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئٌ کے تحت فتوےٰ دیا کہ انعقاد محفل میلاد اقدس اور قیام تعظیمی جائز و مستحب ہے پھر اس دنیا میں سرکار رحمۃ للعالمین پیارے مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری، اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی: لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے مطابق کہ بے شک ضرور اللہ نے مسلمانوں پر احسان فرمایا جس وقت ان میں عظمت والا رسول بھیجا اور نعمتِ الٰہی کا تذکرہ اور چرچا ماموربہ [عہ] ہے۔ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی: وَاذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے مطابق کہ اور تم لوگ اللہ کی اس نعمت کا چرچا کرو جو تم پر ہے اور رہا قیام تعظیمی تو وہ اس ارشاد قرآنی: وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ۔ اور تم لوگ رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

عہ ترجمہ:۔ جو شخص اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالے گا تو اسے اس طریقہ کا ثواب اور اس پر عمل کرنیوالوں کا ثواب ملے گا۔ اس کے بغیر کہ عمل کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی آئے۔

عہ ماموربہ وہ فعل ہے جس کا شرع نے حکم دیا ہے۔

سے ثابت ہے۔ تقریر اس کی یوں ہے۔

اَلْقِیَامُ عِنْدَ ذِکْرِ وِلَادَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِکْرَامٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَیْرُ مَمْنُوْعٍ وَکُلُّ اِکْرَامٍ لَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَیْرُ مَمْنُوْعٍ مَشْرُوْعٌ بِالْاٰیَۃِ الْمَتْلُوَّۃِ فَالْقِیَامُ عِنْدَ ذِکْرِ الْوِلَادَۃِ الْکَرِیْمَۃِ مَشْرُوْعٌ بِالْاٰیَۃِ الْمَتْلُوَّۃِ۔ یعنی سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی ولادتِ مبارک کے ذکر کے وقت کھڑا ہونا یہ سرکار کی وہ تعظیم ہے جس کی ممانعت نہیں اور سرکار کی وہ تعظیم جس کی ممانعت نہ ہو وہ آیتِ کریمہ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ کے پیشِ نظر جائز و درست ہے لہٰذا سرکار کی ولادتِ پاک کے ذکر کے وقت تعظیماً کھڑا ہونا آیتِ مذکورہ کی رو سے جائز ہے۔

(ب) ندائے یارسول اللہ، یانبی اللہ کا وجود زمانۂ رسالت سے تاایں دم ہے۔ خود سرکارِ اعظم پیارے مصطفیٰ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اس ندا کی تعلیم دی ہے چنانچہ حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے حضرات صحابۂ کرام کو التحیات کے کلمات سکھائے جس میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ[ع] ہے۔

امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ وغیرہ محدثین نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کی کہ سرکار اقدس پیارے مصطفیٰ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے ایک نابینا کو بینا ہونے کیلئے تعلیم دی کہ دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد یوں دعا کرے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی

ع یانبی اللہ! حضور پر سلام نازل ہو۔

لِیَ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ۔

یعنی اے اللہ میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہیں۔ یارسول اللہ میں حضور کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنے کام میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میرا کام پورا ہو جائے۔ اے اللہ! اب حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

پھر سرکار انور پیارے مصطفیٰ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حضرت خلیفۂ ثالث سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالے عنہ کے عہد خلافت میں ممدوح بالا صحابی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ایک صاحب پریشان حال حاجت مند کو یہی دعا بعد نماز سکھائی اور وہ بحمدہٖ تعالے اپنے معاملہ میں کامیاب رہے جن کا طویل واقعہ امام طبرانی کی معجم کبیر میں یوں ہے۔

ایک صاحب امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ کی بارگاہ میں اپنی کسی حاجت کے لیے حاضر ہوا کرتے۔ حضرت امیر المؤمنین ان کی طرف التفات نہ فرماتے۔ نہ ان کی حاجت پر غور کرتے۔ ایک دن حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالے عنہ سے ملے ان سے شکایت کی۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالے عنہ نے ان صاحب سے فرمایا: اِیْتِ الْمِیْضَاءَۃَ فَتَوَضَّأْ ثُمَّ اِیْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فَیَقْضِیْ حَاجَتِیْ وَتَذْکُرُ حَاجَتَکَ وَرُحْ اِلَیَّ حَتّٰی اَرُوْحَ مَعَکَ۔

یعنی وضوگاہ پر جا کر وضو کرو، پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھو
پھر یوں دعا کرو، الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا اور تیری طرف اپنے نبی محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی رحمت کے ذریعہ متوجہ ہوتا ہوں یا رسول اللہ
میں حضور کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت
روا فرمائے اور اپنی حاجت کا ذکر کرو اور شام کو پھر میرے پاس آنا
کہ میں بھی تمہارے ساتھ (حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت
میں) چلوں۔

صاحب حاجت نے جا کر ایسا ہی کیا پھر امیر المومنین حضرت
عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوئے دربان آیا ہاتھ
پکڑ کر امیر المومنین کی بارگاہ میں لے گیا۔ امیر المومنین نے اپنے ساتھ
مسند پر بٹھالیا اور فرمایا کیسے آئے؟ انھوں نے اپنی حاجت عرض کی
امیر المومنین نے روا فرمائی۔ پھر ارشاد کیا اتنے دنوں میں تم نے اس وقت
ہم سے اپنی حاجت کہی اور فرمایا جب کبھی تمھیں کوئی ضرورت پیش آئے
ہمارے پاس آنا۔ اب یہ صاحب امیر المومنین کے پاس سے نکل کر حضرت
عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ
کو جزائے خیر دے۔ امیر المومنین نہ میری حاجت میں غور فرماتے تھے
نہ میری طرف التفات لاتے۔ یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش
کی۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وَاللّٰہِ مَا
کَلَّمْتُہٗ وَلٰکِنْ شَھِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ وَاَتَاہُ رَجُلٌ ضَرِیْرٌ یَّشْکُوْ اِلَیْہِ ذَھَابَ بَصَرِہٖ فَقَالَ
لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیْتِ الْمِیْضَاۃَ فَتَوَضَّأْ
ثُمَّ صَلِّ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ ادْعُ بِھٰذِہِ الدَّعَوَاتِ فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ

حُنَیْفٍ فَوَاللّٰہِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بِنَا الْحَدِیْثُ حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْنَا
الرَّجُلُ کَاَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ بِہٖ ضُرٌّ قَطُّ۔ خدا کی قسم میں نے تو تمہارے
بارے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہے یہ کہ میں نے سید
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک
نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت حضور سے عرض کی۔ حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وضوگاہ پر جا کر وضو کر کے دو رکعت
نماز ادا کر پھر یہ دعائیں پڑھ۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ
بیان فرماتے ہیں خدا کی قسم ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے
تھے کہ وہ نابینا ہمارے پاس انکھیارے ہو کر آئے گویا کبھی آنکھوں میں
کچھ نقصان نہ تھا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ۔

ہو سکتا ہے کہ کوئی خرد دماغ شیخ نجدی کا مقلد یہ کہے کہ مذکورہ بالا
روایتوں سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ انفرادی طور پر یا رسول اللہ
پکارنا جائز ہے لیکن کئی افراد مل کر یا رسول اللہ کا نعرہ لگائیں تو یہ ثابت
نہیں تو اس کی ذہن دوزی کے لیے میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی روایت پیش کرتا ہوں۔

سرکار اعظم پیارے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مکہ شریف سے
ہجرت کر کے جس دن مدینہ طیبہ پہونچے تو باشندگان شہر مرد و عورت
اپنے اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ تاکہ سرکار کا دیدار آسانی سے
کر سکیں اور شہر مدینہ کے لڑکے نیز غلام حضرات مدینہ کی گلیوں، کوچوں
سڑکوں میں پھیل گئے اور سب نعرہ لگاتے تھے۔ یَا مُحَمَّدُ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَسَلَّمَ)

مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۴۱۹ میں روایت کے الفاظ یوں ہیں۔ فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُیُوْتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِی الطُّرُقِ یُنَادُوْنَ یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْكَ وَسَلَّمَ۔

(ج) نعرۂ حیدری یا علی کا وجود مدتہائے دراز سے ہے لیکن کس دن کس مہینہ کس سنہ میں اس نعرہ کی ابتداء ہوئی یہ مجھے نہیں معلوم۔ رہا اس نعرہ کے جواز کا ثبوت تو وہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی کسی آیت یا صحاح ستہ کی کسی حدیث شریف نے یا علی کا نعرہ لگانے سے منع نہیں کیا اور جس شقی کا یہ اعتقاد ہو کہ یا علی کا نعرہ شرک ہے، یا حرام تو اسے اپنے اس خاص عقیدہ کے ثبوت میں وہ آیت یا حدیث پیش کرنی ہوگی جس میں یا علی پکارنے کو حرام یا شرک قرار دیا گیا ہے۔

امام الطائفہ مُلّا محمد اسمٰعیل دہلوی کے دادا اور وہابیوں کے مستند پیشوا حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے دعائے سیفی اور اعمال جواہر خمسہ کی اجازت حضرت حاجی محمد سعید لاہوری عَلَیْہِ الرَّحْمَہ سے حاصل کی جس کی سند حضرت شاہ صاحب ممدوح نے اپنی کتاب "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں یوں تحریر فرمائی قَالَ الشَّیْخُ الْمُعَمَّرُ الثِّقَةُ حَاجِیْ مُحَمَّدْ سَعِیْدُ لَاهُوْرِیْ اَخَذَ الطَّرِیْقَةَ الشَّطَّارِیَّةَ وَاَعْمَالَ الْجَوَاهِرِ الْخَمْسَةِ مِنَ السَّنْبَقِیْ وَغَیْرِهٖ عَنِ الشَّیْخِ مُحَمَّدْ اَشْرَفْ لَاهُوْرِیْ عَنِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْمَلِكِ بَایَزِیْدَ الثَّانِیْ عَنِ الشَّیْخِ وَجِیْهِ الدِّیْنِ الْگُجْرَاتِیْ عَنِ الشَّیْخِ مُحَمَّدْ غَوْثِ الْگَوَالِیَارِیْ۔

عہ اس عربی عبارت کے مضمون کا ترجمہ اوپر گزرا۔

دعائے سیفی کی ترکیب جواہر خمسہ میں یوں ہے۔ نادِ علی ہفت بار یا سہ بار یا یکبار بخواند و آن این است۔ یعنی نادِ علی سات مرتبہ یا تین بار یا ایک بار پڑھے اور وہ یہ ہے۔

نَادِ عَلِیًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ عہ تَجِدْهُ عَوْنًا لَّكَ فِی النَّوَائِبِ
كُلُّ هَمٍّ وَّغَمٍّ سَیَنْجَلِیْ بِوَلَایَتِكَ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ
(رضی اللہ تعالیٰ عنک)

حضرت شاہ صاحب موصوف کی تحریر سے آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہے کہ یا علی کی پکار مدتہائے دراز سے جاری ہے۔ اور یہ کہ حضرت شاہ صاحب کے مرشدین نادِ علی کی خود اجازت حاصل کرتے اور دوسروں کو اجازت دیتے۔

(د) نعرۂ مجددی یا اعلیحضرت کا وجود شیخ الاسلام والمسلمین عبد المصطفیٰ امام احمد رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کے سالہا سال بعد ہوا ہے یہ نعرہ بھی جائز ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث شریف نے اس نعرہ سے نہیں روکا ہے اور جو اس نعرہ کو شرک یا حرام مانے تو اسے وہ آیت یا حدیث تلاش کرکے بطور سند پیش کرنا ہوگا جس میں ندائے یا اعلیحضرت کو شرک یا حرام قرار دیا گیا ہے اس کے علاوہ اس کی جاہلانہ گفتگو قابل سماعت نہ ہوگی۔

(ہ) سرکار اعظم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا مقدس نام سن کر انگوٹھوں کا بوسہ لینا اور آنکھوں سے لگانا جائز و مستحب ہے

عہ ترجمہ: تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو پکار جو عجیب و غریب باتوں کے آئینہ ہیں تو حضرت کو اپنی مصیبتوں میں مددگار پائے گا۔ ہر رنج و غم ختم ہوجائے گا آپ کی ولایت کی برکت سے یا علی یا علی یا علی۔

کیونکہ یہ فعل انواع تعظیم سرکارِ رسالت میں سے ہے اور تعظیم سرکار رسالت
کی ہر نوع ارشاد الٰہی وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کے اطلاق سے
باستثنائے فرد ممنوع و باستثنائے وقت ممنوع، مشروع و محمود ہے
ہاں سرکار کو سجدۂ تحیت بھی انواع تعظیم میں سے ہے لیکن چونکہ خود سرکار
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذاتِ پاک کے لیے سجدہ سے روکا
ہے اس لیے سرکار کو سجدۂ تحیت ممنوع ہے یوں ہی تقبیلِ ابہامین[عہ] بحالت
نماز و بوقت استماعِ قرآن و استماعِ خطبہ شرعاً ممنوع ہے۔

یہ واضح رہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے
حق میں مکلفین[عہ] کی طرف سے سجدۂ تعظیمی کو ممنوع قرار دیا باقی غیر مکلفین
شجر[عہ] و بہائم نے سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدۂ تعظیمی بارہا
کیا ہے سرکار نے ان کے سجدۂ تعظیمی کو اپنے حق میں قبول فرمایا ہے۔

سائل مولوی طاہر سلفی سے جس نے یہ کہا ہو کہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر انگوٹھے کا بوسہ لینا اور آنکھوں سے
لگانا واجب ہے اور ہر صحابی اس واجب کو ادا کرنے کا پابند تھا اس سے
سائل مطالبہ کرے کہ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
کی زندگی سے حوالہ دیجئے ہاں جو شخص زیرِ بحث تقبیل ابہامین کو شرک
یا حرام یا ممنوع قرار دے اس سے ہمارا مطالبہ ہے کہ خاص تقبیل ابہامین
مبحوث عنہ کی حرمت یا ممانعت قرآن و حدیث میں دکھاؤ۔

عہ تقبیل ابہامین۔ انگوٹھا چومنا۔ عہ مکلفین سے مراد عاقل بالغ مرد اور عورت
ہیں۔ عہ شجر۔ درخت۔ بہائم۔ جانور

سوال سوم

اہل قبلہ اور اہل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کون لوگ ہیں؟ ان کی
تکفیر اہل سنت کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ کافر کی تعریف کیا ہے؟
اس کی شرعی علامات کیا ہیں؟

جواب

(الف) شرح فقہ اکبر میں ہے اِعْلَمْ اَنَّ الْمُرَادَ بِاَهْلِ الْقِبْلَةِ
الَّذِيْنَ اتَّفَقُوْا عَلٰى مَا هُوَ مِنْ ضَرُوْرِيَّاتِ الدِّيْنِ كَحُدُوْثِ الْعَالَمِ
وَحَشْرِ الْاَجْسَادِ وَعِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِالْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ وَمَا اَشْبَهَ
ذٰلِكَ مِنَ الْمَسَائِلِ الْمُهِمَّةِ فَمَنْ وَاظَبَ طُوْلَ عُمْرِهٖ عَلَى الطَّاعَاتِ
وَالْعِبَادَاتِ مَعَ اِعْتِقَادِ قِدَمِ الْعَالَمِ اَوْ نَفْيِ الْحَشْرِ اَوْ نَفْيِ عِلْمِهٖ
سُبْحَانَهٗ بِالْجُزْئِيَّاتِ لَا يَكُوْنُ مِنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ وَاَنَّ الْمُرَادَ
بِعَدَمِ تَكْفِيْرِ اَحَدٍ مِنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ اَنَّهٗ
لَا يُكَفَّرُ مَالَمْ يُوْجَدْ شَيْءٌ مِنْ اَمَارَاتِ الْكُفْرِ وَعَلَامَاتِهٖ وَلَمْ
يَصْدُرْ عَنْهُ شَيْءٌ مِنْ مُوْجِبَاتِهٖ۔ یعنی جان لو کہ اہل قبلہ سے مراد وہ
لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین میں موافق ہیں۔ جیسے عالم کا حادث
ہونا اجسام کا حشر ہونا، اللہ تعالیٰ کا علم تمام کلیات و جزئیات کو محیط
ہونا اور جو بنیادی مسئلے ان کے مانند ہیں تو جو عمر بھر طاعتوں اور
عبادتوں میں لگا رہے یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کہ عالم قدیم ہے یا حشر
اجسام نہ ہوگا یا اللہ تعالیٰ جزئیات کو نہیں جانتا تو وہ اہل قبلہ میں سے
نہیں اور اہلسنت کے نزدیک اہل قبلہ میں کسی کو کافر نہ کہنے سے یہ
مراد ہے کہ اسے کافر نہ کہیں گے جب تک اس میں کفر کی کوئی علامت
ونشانی نہ پائی جائے اور کوئی بات اس سے موجب کفر صادر نہ ہو۔

اصطلاح علماء میں اہلِ قبلہ ہی کو اہلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے ہیں۔

(ب) اہلِ سنت کے نزدیک اہلِ قبلہ کی تکفیر جائز نہیں مَادَامَ ذَاتُ الْمَوْضُوْعِ مُتَّصِفًا بِالْوَصْفِ الْعُنْوَانِیِّ۔

(ج) کافر:۔ وہ شخص ہے جو ضروریاتِ دینِ اسلام میں سے کسی ضروری دین کا مخالف ہو۔

(د) بُت یا سورج کو سجدہ کرنا، زُنّار باندھنا، قشقہ لگانا، شریعت کا استہزا کرنا یہ امورِ کفر کی علامات میں سے ہیں وَعَلَامَاتُہٗ غَیْرُ مَحْصُوْرَۃٍ۔

سوال چہارم

سرکارِ دوجہاں صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے حاضر و ناظر اور عالم الغیب ہونے کی دلیل اپنے امام کی تالیف کردہ کتاب سے یا امام الانبیاء خاتم الانبیاء حضرت محمد صلے اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر اتاری گئی کتاب (آیاتِ قرآنی) یا وحی غیر متلو سے ثبوت پیش فرمائیں۔

جواب

(۱) اللہ تعالٰے قرآن مجید میں سرکارِ اعظم پیارے مصطفٰے صلی اللہ تعالٰے عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ارشاد فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا ؕ (ترجمہ:۔ اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر۔) (کنز الایمان ترجمہ سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالٰے عنہ ص ۶۱۴ شائع کردہ حفیظ بک ڈپو دھلی)

حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب تفسیر خزائن العرفان میں شاہدًا کی لغوی تحقیق

؎ یعنی اھل القبلۃ لایجوز تکفیرھم عند اھل السنۃ مَادَامُوا اھل القبلۃ۔

کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

شاہدًا کا ترجمہ حاضر و ناظر بہت بہترین ترجمہ ہے۔ مفرداتِ راغب ص ۲۶۷ مطبوعہ بیروت لبنان میں ہے اَلشُّهُوْدُ وَالشَّهَادَةُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِيْرَةِ۔ یعنی شہود و شہادت کے معنے ہیں حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ اور گواہ کو بھی اسی لیے شاہد کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اس کو بیان کرتا ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان بر ترجمہ کنز الایمان ص ۶۱۴ مطبوعہ دہلی)

(ب) بہ تعلیم الٰہی سرکار اعظم پیارے مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم مُطَّلع علی الغیب ہیں مُظْهَرٌ عَلَى الْغَيْبِ ہیں، غیب داں ہیں عالمٌ بالغیب ہیں غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ عالم ماکان و مایکون ہیں لیکن بایں ہمہ ہم سُنّی مسلمان سرکار مصطفٰے صلی اللہ تعالٰے عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حق میں عَالِمُ الْغَيْبِ کا کلمہ نہیں بولتے یہ کلمہ خصوصی طور پر صرف رب العزت جَلَّ جَلَالُہٗ کے لیے بولا جائے گا جیسا کہ سرکار بفضلِ الٰہی رحیم ہیں، مہربان ہیں۔ مگر سرکار کو ہم لوگ رحمٰن نہیں کہتے۔

سرکار اَعلَمُ الخَلْق پیارے مصطفٰے صلّے اللہ تعالٰے عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مُطَّلَعٌ عَلَى الْغَيْبِ ہونے کی پہلی دلیل لفظِ نبی ہے جو نبوت کا صفتِ مشبّہ ہے۔ اللہ تعالٰے نے قرآن مجید میں جگہ جگہ سرکار کے حق میں نبی کا کلمہ ارشاد فرمایا ہے۔ نبی خالص عربی لفظ ہے اس کا مصدر نبوت ہے سیرت کی مشہور کتاب "شفاء" میں امام قاضی عیاض اندلسی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ

ع: مفردات امام راغب اصفہانی کا یہ حوالہ وہابیوں کے مولانا عبدالرشید نعمانی نے لغات القرآن ج ۳ ص ۲۹۸ مطبوعہ ندوۃ المصنفین جامع مسجد دہلی میں بطور سند نقل کیا ہے۔

وَالرّضوان تحریر فرماتے ہیں۔ اَلنُّبُوَّۃُ ھِیَ الْاِطِّلَاعُ عَلَی الْغَیْبِ۔

شارح بخاری امام قسطلانی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب مَوَاہِبِ لَدُنِّیَہ میں فرماتے ہیں اَلنُّبُوَّۃُ مَاخُوْذَۃٌ مِّنَ النَّبَاءِ بِمَعْنَی الْخَبَرِ اَیْ اَطْلَعَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی الْغَیْبِ ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ نبی کے معنیٰ ہیں مُطَّلِعٌ عَلَی الْغَیْبِ یعنی غیب سے آگاہ، غیب جاننے والا۔

حنفی وہابیوں کی درس گاہ مدرسہ دیوبند کے استاذ مولوی عبدالحفیظ بلیاوی عربی لغت کی مشہور کتاب "مِصْبَاحُ اللُّغَاتِ" ص۸۴۸ میں لکھتے ہیں اَلنَّبِیُّ وَالنَّبِیُّ اللہ تعالیٰ کے اِلہام سے غیب کی باتیں بتانے والا۔

پھر غیب کی باتیں تو وہی بتائے گا جو غیب کی باتیں جانتا ہو تو خود کلمۂ نبی نے فیصلہ کر دیا کہ سرکارِ مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مُطَّلِعٌ عَلَی الْغَیْبِ ہیں، غیب کی باتیں جانتے ہیں اس بحث سے ثابت ہوا کہ جو شخص سرکارِ مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب نہ مانے وہ سرے سے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت ہی کا منکر ہے۔ سرکار کے حق میں لفظِ نبی کا اقرار کرنے کے سبب وہ منکرِ نبوت ہونے سے نہیں بچ سکتا۔ جس طرح ایک شخص سرکار کے حق میں خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ کا لفظ بولتا ہو اور سرکار کے خاتم النبیین ہونے کا اقرار بھی کرتا ہو لیکن خاتم النبیین کے معنے آخر الانبیاء کا منکر ہو تو وہ سرے سے سرکار کے وصفِ ختمِ نبوت ہی کا منکر ہے۔

حضرت علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب زرقانی شرح مَوَاہِبِ لَدُنِّیَہ جلد اوّل ص۱۹ میں تحریر فرماتے ہیں قَالَ الْغَزَالِیُّ النُّبُوَّۃُ عِبَارَۃٌ عَمَّا یَخْتَصُّ بِہِ النَّبِیُّ وَیُفَارِقُ

بِہٖ غَیْرَہٗ وَھُوَ یَخْتَصُّ بِاَنْوَاعٍ مِّنَ الْخَوَاصِ اَحَدُھَا اَنَّہٗ یَعْرِفُ حَقَائِقَ الْاُمُوْرِ الْمُتَعَلِّقَۃِ بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَصِفَاتِہٖ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَالدَّارِ الْاٰخِرَۃِ عِلْمًا مُخَالِفًا لِعِلْمِ غَیْرِہٖ بِکَثْرَۃِ الْمَعْلُوْمَاتِ وَزِیَادَۃِ الْکَشْفِ وَالتَّحْقِیْقِ وَثَانِیْھَا اَنَّ لَہٗ فِیْ نَفْسِہٖ صِفَۃً بِھَا تَتِمُّ الْاَفْعَالُ الْخَارِقَۃُ لِلْعَادَۃِ کَمَا اَنَّ لَنَا صِفَۃً تَتِمُّ بِھَا الْحَرَکَاتُ الْمَقْرُوْنَۃُ بِاِرَادَتِنَا وَھِیَ الْقُدْرَۃُ وَثَالِثُھَا اَنَّ لَہٗ صِفَۃً بِھَا یُبْصِرُ الْمَلٰٓئِکَۃَ وَیُشَاھِدُ ھُمْ کَمَا اَنَّ لِلْبَصِیْرِ صِفَۃً بِھَا یُفَارِقُ الْاَعْمٰی وَرَابِعُھَا اَنَّ لَہٗ صِفَۃً بِھَا یُدْرِکُ مَا سَیَکُوْنُ فِی الْغَیْبِ۔

یعنی امام غزالی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا کہ نبوت سے وہ وصف مراد ہے جو صرف نبی ہی کے ساتھ پایا جاتا ہے اور جس کے سبب نبی غیرِ نبی سے ممتاز ہوتا ہے اور اس وصف میں چند قسم کے خاصّے داخل ہیں۔

ایک یہ کہ جو امور اللہ عزّوجلّ اور اس کی صفات نیز فرشتوں اور دارِ آخرت سے متعلق ہیں۔ نبی ان کے حقائق کا عارف ہوتا ہے اس طرح کہ دوسروں کے علم کو کثرتِ معلومات اور زیادتی کشف و تحقیق میں نبی کے علم سے کچھ نسبت نہیں ہوتی۔

دوسرے یہ کہ نبی کی ذات میں ایک ایسا وصف ہے جس سے افعال خارقۂ عادت (یعنی معجزات) پورے ہوتے ہیں۔ جس طرح ہم لوگوں کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے ہماری ارادی حرکتیں پوری ہوتی ہیں اور اس وصف کو قدرت (اور طاقت) کہتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ نبی کو (غیبی بصارت کا) ایک ایسا وصف حاصل ہے، جس سے وہ فرشتوں کو دیکھتا اور ان کا مشاہدہ کرتا ہے جس طرح

(ہم لوگوں میں) بینا کو ایک وصف حاصل ہے جس کے ذریعہ وہ اندھے انسان سے ممتاز ہے۔

چوتھے یہ کہ نبی کو ایک ایسا وصف حاصل ہے جس سے وہ غیب کی آئندہ باتوں کو معلوم کر لیتا ہے۔ حضرت علامہ زرقانی نے امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل فرما کر اسے برقرار رکھا جس سے ثابت ہوا کہ ان دونوں علماء دین کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے نبی کو غیب کی آئندہ بات دریافت کر لینے کی قدرت بخشی ہے اور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی اور امام الانبیاء ہیں لہٰذا سرکار کے لیے غیب دانی کی طاقت ثابت ہوئی۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

الانتباہ

یہاں میں نے امام غزالی کا قول اور علامہ زرقانی کی تقریر اس لیے نہیں پیش کی ہے کہ مولوی سلفی صاحب اور ان کے ہم مسلک علماء کو قول غزالی و تقریر زرقانی منوائی جائے بلکہ ہم نے اپنے دعویٰ کہ "نبی غیب داں کو کہتے ہیں" کی تائید میں ان دونوں علمائے دین کی بحث و تقریر نقل کی ہے۔ ہاں ہم یہ پوچھنے کا حق ضرور رکھتے ہیں کہ امام غزالی اور علامہ زرقانی نے نبی کے لیے غیب کی بات معلوم کر لینے کی طاقت مانی ہے تو یہ دونوں علمائے دین مولوی سلفی اور ان کے علماء کے نزدیک صَحِیْحُ الْعَقِیْدَہ ہیں یا فَاسِدُ الْاِعْتِقَاد؟

سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیب داں ہونے کی دوسری دلیل، قرآن حکیم کی یہ آیت کریمہ ہے: وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝ مشہور درسی کتاب تفسیر جلالین شریف میں مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کی تفسیر میں لکھتے ہیں مِنَ الْاَحْكَامِ وَالْغَيْبِ

یعنی اے پیارے مصطفیٰ! تمہیں اللہ تعالیٰ نے احکام شرعیہ اور غیب کی تعلیم دی۔ جن کو تم (تعلیم الٰہی سے پہلے) نہیں جانتے تھے اور تم پر اللہ کا فضل بڑا ہے۔ اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ کا مُعَلِّمُ الْغَیْبِ ہونا ثابت ہوا تو پھر جس کو ربّ العزت جل جلالہ نے علم غیب کی تعلیم دی اس کا غیب داں ہونا بھی ثابت ہوا۔

یہ کتنے اندھیر کی بات ہے کہ زید کو فارسی کی تعلیم دی گئی وہ فارسی داں ہو گیا۔ بکر کو عربی کی تعلیم دی گئی وہ عربی داں ہو گیا۔ خالد کو نحو و صرف کی تعلیم دی گئی تو وہ نحو و صرف کا عالم ہو گیا۔ لیکن خالق علم و دانش جل جلالہ نے افضل العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب کی تعلیم دی تو وہ غیب داں نہ بن سکے۔ تو پھر جن کے اعتقاد میں سرکار کا غیب داں نہ بن سکے ان کے نزدیک یا تو تعلیم الٰہی میں خرابی ہو گی یا تعلّم رسول میں، لیکن بحمدہ تعالیٰ ہم سُنّی مسلمان تعلیم الٰہی و تعلّم رسول کو خامی و خرابی سے پاک و منزّہ مانتے ہیں اس لیے ہمارے نزدیک رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غیب داں ہونا سورج کی طرح روشن ہے۔

اور اگر دھاندلی کا کوئی پیکر یہ کہے کہ ہمیں تعلیم الٰہی اور اس کی جلالتِ شان سے انکار نہیں۔ آیت کریمہ میں عَلَّمَكَ کا صیغہ موجود ہے اس لیے ہم تعلیم الٰہی کو تسلیم کرتے ہیں لیکن چونکہ خود آیت کریمہ میں غیب کا ذکر نہیں اس لیے ہمیں تعلیم غیب سے انکار ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم غیب نہیں تو سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تعلّم غیب بھی ثابت نہیں تو میں کہوں گا کہ آیت کریمہ میں اگر لفظ غیب نہیں تو وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ میں اللہ کا کلمہ بھی مذکور نہیں۔ آیت کریمہ یوں نہیں وَعَلَّمَكَ اللّٰهُ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

لیکن جس طرح یہاں عَلَّمَ کا فاعل قطعی طور پر اللہ تعالےٰ ہے اس لیے کہ عَلَّمَ میں ھُوَ کی ضمیر مقدّر ہے جس کا مرجع اللہ ہے۔ یوں ہی آیت کریمہ میں اگرچہ غیب کا لفظ نہیں لیکن مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ کے دائرہ میں قطعی طور پر غیب داخل ہے۔ لِاَنَّ الْغَیْبَ اِمَّا اَنْ یَّکُوْنَ مِمَّالَمْ یَکُنِ الرَّسُوْلُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ یَعْلَمُہٗ قَبْلَ تَعْلِیْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِیَّاہُ اَوْ یَکُوْنَ مِمَّا کَانَ الرَّسُوْلُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ یَعْلَمُہٗ قَبْلَ تَعْلِیْمِہٖ تَعَالٰی وَلَمَّا بَطَلَ التَّقْدِیْرُ الثَّانِیْ عَقْلًا وَّشَرْعًا ثَبَتَ التَّقْدِیْرُ الْاَوَّلُ قَطْعًا فَثَبَتَ اَنَّ الْغَیْبَ دَاخِلٌ فِیْ مَا لَمْ یَکُنِ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ قَبْلَ تَعْلِیْمِہٖ تَعَالٰی فَثَبَتَ اَنَّ تَعْلِیْمَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ رَسُوْلَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَدِ اشْتَمَلَ عَلَی الْغَیْبِ قَطْعًا۔

یعنی اس لیے کہ امرِ غیب یا تو ان امور میں سے ہوگا جنھیں سرکارِ مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تعلیمِ الٰہی سے پہلے نہیں جانتے تھے یا ان امور میں سے ہوگا جنھیں سرکار تعلیمِ رحمانی سے پہلے جانتے تھے اور چونکہ دوسری صورت یعنی سرکار کا تعلیمِ الٰہی سے پہلے غیب کو جاننا عقلاً بھی باطل ہے اور شرعًا بھی اس لیے پہلی صورت یعنی سرکار کا تعلیمِ الٰہی سے پہلے غیب کو نہ جاننا قطعاً ثابت ہے تو واضح ہوگیا کہ امرِ غیب ان امور میں داخل ہے جنھیں سرکار تعلیمِ ربّانی سے پہلے نہیں جانتے تھے اب متعیّن ہوگیا کہ سرکار کو جو تعلیمِ الٰہی ملی وہ قطعاً غیب کو بھی شامل ہے۔

سرکارِ مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے عَالِمِ مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ ہونے کی ایک دلیل وہ حدیث شریف ہے جسے امامِ مسلم رحمۃ اللہ تعالےٰ

علیہ نے تخریج فرمائی۔ حضرت عمرو بن اخطب ابو زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّھْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَبِمَا ھُوَ کَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔ (مسلم شریف : جلد ثانی ص۳۹۰)

اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ سرکارِ مصطفےٰ اعلم الخلق صلّے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نمازِ فجر کے بعد سے سورج ڈوبنے تک پورا دن ساری کائنات کے حالاتِ گزشتہ و آئندہ بیان کرنے میں صرف فرمایا درمیان میں صرف ظہر و عصر کی نماز ادا فرمائی اس دن بیانِ واقعات کے سوا کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوئے۔ روایت کے آخر میں حضرت ابو زید صحابی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پیارے مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالےٰ عَلَیْہِ وسلم نے ہم حاضرینِ محفل کو ماکان ومایکون سے آگاہ فرمایا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم صحابہ میں بڑا عالِم وہ ہے جو ہم میں زیادہ قوت حافظہ والا ہے۔

یہ حدیثِ جلیل مسلم شریف کی ہے اور مسلم صِحَاحِ سِتّہ میں سے ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہ اِس حدیثِ کریم نے سرکار کا مخبرِ ماکان وَمایکون ہونا بِالْمُطَابَقَۃِ اور عَالِمِ مَاکَانَ وَمَایَکُوْن ہونا بِالْاِلْتِزَامِ عَلَی الْاِعْلَانِ ثابت کیا۔ لِاَنَّ[ع] الْاِخْبَارَ بِمَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ مَلْزُوْمٌ وَالْعِلْمُ بِمَا کَانَ

ع ترجمہ:۔ اس لیے کہ ماکان ومایکون کو بتانا ملزوم اور اس کے لیے ماکان ومایکون کا جاننا لازم ہے اور چونکہ حدیث شریف سے ملزوم ثابت ہے، تو قطعًا اسی حدیث سے لازم بھی ثابت ہے تو واضح ہوگیا کہ حضورِ اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم عالم ماکان ومایکون ہیں۔

وَمَا يَكُوْنُ لَازِمٌ لَّهٗ وَلَمَّا ثَبَتَ الْمَلْزُوْمُ بِالْحَدِيْثِ النَّبَوِيِّ ثَبَتَ اللَّازِمُ بِعَيْنِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ قَطْعًا فَثَبَتَ اَنَّ رَسُوْلَنَا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَالِمٌ بِمَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ۔ یعنی بے شک حدیث مسلم سے سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عالم ما کان و ما یکون ہونا ثابت ہوا۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ جَلَّ جَلَالُہٗ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل حدیث تخریج کی جس میں سرکار مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا اس نے اپنا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اُس کے پوروں کی ٹھنڈک اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان محسوس کی۔ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ۔ پھر تو میرے لیے ہر شے روشن ہوگئی اور میں نے (ہر شے کو) پہچان لی۔ (مشکوٰۃ شریف صـ۷۳)

اس حدیث مجید سے ثابت ہوا کہ تعلیم ربّانی کی بدولت سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کائنات کی ہر شے خواہ غیب ہو یا شہادت معلوم و معروف ہوچکی ہے۔ مذکورہ بالا حدیث مسلم میں صحابی کے قول سے سرکار کا عَالِمِ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ ہونا ثابت ہوا تھا لیکن اس حدیث ترمذی سے خود سرکار کے قول سے سرکار کا عَالِمِ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ ہونا ثابت ہوا۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

امام قسطلانی قدس سرہ الربانی اپنی کتاب مواہب لدنیہ مطبوعہ مصر میں تحریر فرماتے ہیں۔ قَدِ اشْتَهَرَ وَانْتَشَرَ اَمْرُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ بِالْاِطِّلَاعِ عَلَى الْغُيُوْبِ یعنی صحابۂ کرام میں معروف و مشہور تھا کہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کو غیبوں کا علم ہے سرکار مطلع علی الغیب ہیں۔

علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ مطبوعہ مصر میں تحریر کرتے ہیں اَصْحَابُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَازِمُوْنَ بِاِطِّلَاعِهٖ عَلَى الْغَيْبِ یعنی نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے صحابہ کا پختہ اعتقاد تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ جَلَّ شَانُهٗ

سوال پنجم

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ وَكُلُّ خَلَايِقَ(عہ) مِنْ نُوْرِيْ

مندرجہ بالا عبارت کا حوالہ اور بقیہ چار سوالوں کا جواب صرف آیاتِ قرآنی اور صحاح ستہ سے دینے کی کوشش کریں ورنہ ہم آپ کو معذور سمجھیں گے۔

فقط سائل طاہر سلفی عفی عنہ موضع دوبھریا
پوسٹ بیروا ضلع بستی
مدرسہ اشاعت العلوم موضع ہٰذا (یوپی)
۱۴ اپریل ۱۹۷۹ء

جواب

استاذ المحدثین شیخ محقق حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ وَالرِّضْوَان اپنی مشہور تصنیف مَدَارِجُ النُّبُوَّة جلد ثانی صـ۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔

بدانکہ اول مخلوقات وواسطۂ صدور کائنات وواسطۂ خلق عالم

عہ مولوی طاہر سلفی صاحب نے لفظ خلائق ہمزہ کے بجائے یا سے لکھاہے۔

و آدم، نورِ محمدیست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، چنانکہ در حدیث صحیح وارد
شدہ کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی۔

یعنی اے مسلمان تو جان لے کہ مخلوق اور ظہورِ کائنات کا واسطہ
اور پیدائشِ عالم و حضرت آدم کا واسطہ سرکارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کا نور ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا کہ اوّل ما خلق اللہ نوری یعنی حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جو شئے اللہ تعالیٰ نے
پیدا فرمائی وہ میرا نور ہے۔

امام محمد مہدی فاسی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی تالیف مَطَالِعُ
المَسَرَّات شرح دلائل الخیرات میں تحریر فرماتے ہیں وَقَدْ قَالَ عَلَیْہِ
الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَمِنْ نُوْرِیْ خَلَقَ
کُلَّ شَیْءٍ۔

یعنی بے شک حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ اللہ
تعالیٰ نے پیدا فرمایا اس میں اوّل میرا نور ہے اور میرے ہی نور سے
ہر چیز پیدا فرمائی۔ (جواہر البحار مطبوعہ مصر جلد ثانی ص ۱۹۶)

پھر یہی علامہ محمد مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسری جگہ امام ابو الحسن
اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
وَقَدْ قَالَ الْاَشْعَرِیُّ اِنَّہٗ تَعَالٰی نُوْرٌ لَیْسَ کَالْاَنْوَارِ
وَالرُّوْحُ النَّبَوِیَّۃُ الْقُدْسِیَّۃُ لَمْعَۃٌ مِّنْ نُوْرِہٖ وَالْمَلٰئِکَۃُ
شَرَرُ تِلْکَ الْاَنْوَارِ وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَمِنْ نُوْرِیْ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ۔
(جواہر البحار مصری ج دوم ص ۲۰۱)

یعنی امام اہل سنت حضرت اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نور ہے (لیکن) دیگر انوار جیسا نہیں،
اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مقدس نورِ الٰہی کی ایک
جگمگاتی تجلّی ہے اور فرشتے ان انوار کے جھڑے ہوئے پھول ہیں اور سرکار
مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب مخلوق سے پہلے اللہ نے
میرا نور پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے اللہ تعالیٰ نے عالم کی ہر چیز پیدا
فرمائی۔

علامہ علی بن برہان الدین حلبی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "اِنْسَانُ الْعُیُوْن
فِی سِیْرَۃِ الْاَمِیْنِ الْمَامُوْن"، معروف بہ سیرتِ حلبیہ جلد اوّل ص ۲۴۰ مطبوعہ
مصر میں لکھتے ہیں۔ وَجَاءَ "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ"، وَفِیْ رِوَایَۃٍ
"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلُ" قَالَ الشَّیْخُ عَلِیُّ نِ الْخَوَّاصُ وَمَعْنَا
هُمَا وَاحِدٌ لِاَنَّ حَقِیْقَتَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَبَّرُ
عَنْہَا بِالْعَقْلِ الْاَوَّلِ

یعنی ایک حدیث میں اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (سب سے پہلے
اللہ نے نورِ محمدی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا فرمایا) اور دوسری حدیث
میں "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلُ (سب سے پہلے اللہ نے عقل پیدا فرمائی) آیا
ہے۔ حضرت سیدنا علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں
حدیثوں کا مطلب ایک ہے اس لیے کہ سرکارِ مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی حقیقتِ قدسیہ کو عقلِ اوّل بھی کہا جاتا ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ والرضوان
اپنے مکتوب ۱۳۱ بنام مولانا حسن دہلوی میں اپنے دعویٰ پر کہ حقیقتِ
محمدیہ ظہورِ اوّل و حقیقۃ الحقائق ہے دلیل قائم فرماتے ہوئے لکھتے
ہیں قَالَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَوَّلُ مَا خَلَقَ

اللّٰهُ نُوْرِیْ ۔ (جواہر البحار مصری ج دوم ص۱۹۱)

یعنی حضور اقدس علیہ وعلیٰ آلہ الصّلوٰۃ وَ السّلام نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا۔

وَاَمَّا حَدِیْثُ کُلُّ خَلَائِقَ مِنْ نُوْرِیْ فَلَمْ اَظْفَرْ بِهٰذِهِ الْاَلْفَاظِ اِلَی الْآنِ وَلٰکِنَّ مَعْنَاهُ ثَابِتٌ مِّنَ الْحَدِیْثِ السَّابِقِ ذِکْرُهٗ اَیْ وَمِنْ نُوْرِیْ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ جَلَّ جَلَالُهٗ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ط

مولوی سلفی صاحب نے سوال پنجم میں حدیث: اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ کا حوالہ طلب کیا تھا بحمدہٖ تعالےٰ میں نے مشاہیر علمائے اسلام کی تصنیفات سے پانچ حوالے نقل کر دیئے ہیں رہا یہ امر کہ علمائے اسلام نے اس حدیث کو بے ذکر سند نقل فرمایا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث نوری کو "تَلَقِّی الْاُمَّۃِ بِالْقَبُوْلِ" کی سند قوی حاصل ہے اس لیے ان حضرات نے نقل سند کی ضرورت قطعی نہیں سمجھی۔ پھر جب متقدمین علمائے امت نے اس حدیث کو قبول کر کے اس سے استدلال و استناد کیا تو بفضلہ تعالےٰ ہمیں بھی یہ حدیث تسلیم ہے۔

مولوی سلفی صاحب نے سابق چار سوالوں کے متعلق یہ مطالبہ کیا ہے کہ ان سوالوں کا جواب صرف آیاتِ قرآنی اور صحاح ستہ کی احادیث سے دیا جائے۔ استدلال بالاحادیث کے سلسلے میں صرف صحاح ستہ کی پابندی علمائے اصولِ حدیث سے مقرر کردہ قواعد وضوابط کے سخت خلاف ہے، ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ خود سائل اپنے اعتقادی پیشواؤں کی تقلید اعمیٰ کے باعث مجبور و معذور ہے حدیث کی مشہور کتاب مشکوٰۃ شریف جو متداول بین المسلمین ہے کیا اس کی کل

احادیث صرف صحاح ستہ سے ماخوذ ہیں؟ کیا صحاح ستہ کے سوا دوسری کتب احادیث سے اس میں حدیثیں جمع نہیں کی گئی ہیں؟ کیا صحاح ستہ کے سوا دیگر کتب احادیث سے استدلال شرعاً جائز نہیں؟

اللہ تعالےٰ عزّوجل کا شکر و احسان ہے کہ ہم نے سرکار رحمۃ للعلمین پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی عنایت و نصرت سے مولوی سلفی صاحب کے ہر سوال کے ایک ایک ٹکڑے کا بحمدہٖ تعالیٰ جواب دیا ہے۔

اب ذیل میں ہم اپنی طرف سے سوالات پیش کرتے ہیں مولوی سلفی صاحب انصاف و دیانت کو سامنے رکھتے ہوئے ان کا جواب دیں۔

وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۔ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ عَلٰی اَفْضَلِ خَلْقِهٖ وَاَکْمَلِ خَلْقِهٖ وَاَعْلَمِ خَلْقِهٖ وَاَکْرَمِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَابْنِهِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ اَجْمَعِیْنَ ۝ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

سوالات

(۱) آپ نے سوال نمبر ایک میں اسمائے ائمۂ اربعہ پر رح لکھا ہے یہ رح کیا چیز ہے اس کی نگارش کا وجود کب سے ہوا۔ رح لکھنا اگر اچھی چیز ہے تو آپ کے مسلک کے مطابق حضرات صحابۂ کرام نے ضرور لکھا ہوگا آپ اپنے مسلک کو سامنے رکھ کر جواب تحریر کریں آپ کے مسلک کے خلاف جواب ہرگز قابلِ تسلیم نہ ہوگا۔

(۲) آپ نے سوال نمبر ۲ میں حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "سرکارِ دوجہاں" لکھا ہے آپ سے مندرجہ ذیل امور دریافت طلب ہیں۔

(الف) لفظ سرکار کا معنیٰ کیا ہے۔ (ب) جو دنیا و آخرت کا سرکار ہو اس کے دنیوی و اخروی اختیارات و تصرّفات کیا کیا ہیں؟

(ج) بندۂ عاجز اور سرکارِ دوجہاں کے درمیان، تَسَاوِیْ، تَبَایُنْ۔ عُمُوم و خُصُوْصْ مُطْلَقْ، عُمُوم و خصوص منْ وجہٍ ان چاروں میں سے کون سی نسبت ہے؟

(د) سلطانِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بندۂ عاجز کہنا یہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ثنا و مدح ہے یا حضور کی توہین و قدح؟

(۳) آپ نے اپنے نام کے ساتھ سلفی لکھا ہے اگر ناموں کے ساتھ سلفی لکھنا جائز ہے تو آپ اپنے مسلک کے مطابق صرف آیتِ قرآنی یا حدیثِ نبوی سے اس لکھنے کا جواز ثابت کریں۔ اگر آپ اپنے مسلک سے گریز کر کے جواب دیں گے تو آپ کا جواب مردود قرار پائے گا۔

(۴) آپ نے اپنے پرچہ کے آخر میں اپنا پتہ لکھنے کے بعد اسلامی تاریخ و ماہ و سنہ کی نگارش سے کتراتے ہوئے اس کے بجائے ۱۴؍ اپریل ۱۹۷۹ء تحریر کیا ہے آپ کے اس طرزِ عمل پر حسبِ ذیل امور تنقیح طلب ہیں؟

(الف) مروجہ انگریزی تاریخ و ماہ و سنہ کا استعمال سنّتِ سرکارِ مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے یا سنّتِ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم؟

(ب) تحریری کارروائیوں کے لیے کیا سرکارِ مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی حدیث میں مروجہ انگریزی تاریخ و ماہ و سنہ استعمال کرنے کی اجازت دی ہے؟ اگر اجازت دی ہے تو حدیث کا عربی متن پیش کریں۔

(ج) مُرَوَّجَہ انگریزی تاریخ و ماہ و سنہ کے استعمال کے جواز کا اعتقاد آپ کے نزدیک حق ہے یا باطل؟ ہر دو تقدیر پر آپ قرآن یا حدیث سے دلیل قائم کریں۔

(د) اسلامی تاریخ و ماہ و سنہ کا استعمال شعارِ اسلام ہے یا نہیں؟

(ہ) مروجہ انگریزی تاریخ و ماہ و سنہ کا استعمال شعارِ اسلام ہے یا نہیں؟

(۵) آپ نے اپنے سوال نمبر ۵ میں لفظ خلائق یار کے ساتھ لکھا ہے، آپ اس لفظ کی تحقیق اور املا کی صحت کتبِ لغت سے ثابت کریں۔

(۶) امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل استخراجیہ مستنبطہ از کتاب و سنت کی تقلید آپ

حضرات کے نزدیک اتباع سبیل المؤمنین ہے یا اِتباع سبیل الکافرین؟

(۷) پیشوائے وہابیہ و قائد دیابنہ مسٹر ابوالکلام آزاد ترک تقلید پر تبصرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ انسان تقلید سے کبھی باز نہیں آتا۔ ترکِ تقلید ہی کے نام پر وہ جن شخصوں کی عزت کرتا ہے ان ہی کی تقلید شروع کر دیتا ہے۔ میں (ابوالکلام) نے سرسیّد سے سب سے بڑی چیز جو اس وقت پائی تھی وہ یہی ترکِ تقلید تھی۔ مفسّرین کی، فقہاء کی، محدّثین کی، متکلّمین کی، تمام علماء کی تیرہ سو برس کے تمام اجماعی عقائد و مسلمات کی اور کروڑوں اور ان گنت مسلمانوں کی جو تیرہ صدیوں میں گذر چکے تاہم میں خود سرسیّد کا نہ صرف مقلّدِ اعمٰی (اندھا دھند تقلید کرنے والا) تھا بلکہ تقلید کے نام سے پرستش کرتا تھا۔

(آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی صـ۳۸۴)

مذکورہ بالا حوالہ کے پیش نظر ذیل میں چند امور دریافت طلب ہیں:

(الف) مولوی ابوالکلام آزاد کا مذکورہ بالا تاثر کہ انسان تقلید سے کبھی باز نہیں آتا۔ آپ حضرات کے نزدیک صحیح ہے یا غلط؟

(ب) غیر خدا کی پرستش آپ حضرات کے مسلک میں کفر ہے یا صرف حرام؟

(ج) مولوی آزاد صاحب نے ایک عرصہ تک علی الاعلان سرسیّد کی پرستش کی پھر بعد میں اس کفر یا حرام کے ارتکاب سے آزاد صاحب نے توبہ شرعیہ علی الاعلان کر لی تھی یا نہیں؟

(د) کیا آپ حضرات کے نزدیک قائد وہابیہ ابوالکلام آزاد کا یہ تجربہ ومشاہدہ صحیح ہے کہ انسان تقلید سے کبھی باز نہیں آتا؟

وہابیوں کے معتمد علیہ امام الہند جناب مولوی ابوالکلام آزاد صاحب گمراہی کی ترتیب پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنے والدگرامی حضرت مولانا خیرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان پھر اس پر اپنی طرف سے اضافہ مندرجہ ذیل الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔

○ ـــــ والد مرحوم کہا کرتے تھے کہ گمراہی کی موجودہ ترتیب یوں ہے پہلے وہابیت پھر نیچریت۔ نیچریت کے بعد تیسری قدرتی منزل جو الحادِ قطعی کی ہے اس کا وہ ذکر نہیں کرتے تھے اس لیے کہ وہ نیچریت ہی کو الحاد قطعی سمجھتے تھے لیکن میں تسلیم کرتے ہوئے اتنا اضافہ کرتا ہوں کہ تیسری منزل الحاد ہے اور ٹھیک ٹھیک مجھے یہی پیش آیا۔ سرسیّد مرحوم کو بھی پہلی منزل وہابیت ہی کی پیش آئی تھی۔

(آزاد کی کہانی صـ۳۸۱)

اس بیان میں مولوی ابوالکلام آزاد نے بے پھیر پھار تسلیم کیا کہ گمراہی کی پہلی منزل وہابیت دوسری منزل نیچریت اور تیسری منزل الحاد ہے پھر انھوں نے صاف صاف اقرار واعتراف کیا کہ میں نے سب سے پہلے وہابیت قبول کی بعدہٗ میں نیچری ہوا پھر ترقی کرکے ملحد ہوگیا۔ پھر آزاد صاحب نے کھل کر یہ بھی بتا دیا کہ سرسیّد احمد خاں براہ راست یک بیک نیچری اور الحاد پرست نہیں ہوگئے تھے بلکہ انھوں نے بھی میری طرح پہلے وہابیت قبول کی پھر وہابیت پختہ ہو جانے پر نیچری اور ملحد ہوئے۔ ان بیانات کو سامنے رکھ کر حسب ذیل امور دریافت طلب ہیں۔

(الف) آپ حضرات کے نزدیک نیچریت ہی الحاد ہے یا نیچریت کے بعد الحاد ہے؟

(ب) آپ حضرات کے نزدیک نیچریت قطعی گمراہی ہے یا نہیں؟

(ج) جو وہابیت کو گمراہی قرار دے وہ آپ حضرات کے نزدیک سچّا ہے یا جھوٹا؟

(د) آپ حضرات کے علم میں مولوی آزاد صاحب نے مرنے سے پہلے مذکور بالا تین گمراہیوں سے توبۂ شرعیہ کرلی تھی یا نہیں؟

(ہ) نیچری اور ملحد کو قائد ماننا شرعًا درست ہے یا نہیں؟

(۹) علمائے غیر مقلدین نے اپنی تصنیفات میں شرک کی کیا تعریف لکھی ہے؟ جواب میں کتاب اور مصنّف کے نام بھی پیش کریں۔

—— اور ہاں علمائے اہلِ سنّت کی کتابوں میں شرک کی جو تعریف مسطور ہے اس کو نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ آخر اس عقیدہ کا اقرار آپ لوگ بھی کرتے ہیں یا نہیں اَلشِّرْكُ ظُلْمٌ عَظِيْمٌ تو پھر اس قضیہ کے محکوم علیہ کا جو مفہوم آپ حضرات کے نزدیک ہے اس سے ہمیں بھی آگاہ کریں لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا

(۱۰) بدعت کی ایسی تعریف جو جامع اور مانع ہو اپنے علمائے غیر مقلدین کی تالیفات سے تحریر کریں —— تصنیفات اہلِ سنّت سے حوالہ نقل کرنے کی ضرورت نہیں پھر اگر علمائے غیر مقلدین کی تالیفات میں بدعت کی تعریف نہ کی گئی ہو تو بدعت کی جامع مانع تعریف آپ خود کریں۔

(۱۱) لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنے اور پڑھانے کے جواز کا اعتقاد بدعت

ہے یا ثابت بالسُّنَّۃ؟ برتقدیرِ ثانی سنّتِ رسولِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے یا سنّتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تقدیرِ ثانی کا اثبات آپ کو کتبِ احادیث کے متن سے کرنا ہوگا۔ اثباتِ عقائد میں آپ حضرات اپنے اوہام کو دخیل نہ بنائیں گے۔

(۱۲) اذانِ قبر آپ حضرات کے نزدیک جائز ہے یا ممنوع؟ برتقدیرِ ثانی آپ وہ آیتِ کریمہ تلاوت کریں جس میں خالص اذانِ قبر کو ممنوع قرار دیا گیا یا حدیثِ نبوی کا وہ پورا متن پیش کریں جس میں خاص اذانِ قبر کو منہی عنہ بتایا گیا ہے۔ اگر آپ اپنے مولاناؤں کی اندھی تقلید کرتے ہوئے یہ دلیل پیش کریں کہ اَلْاَذَانُ عِنْدَ دَفْنِ الْمَيِّتِ فِي الْقَبْرِ بِدْعَةٌ وَّكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ تو میں کہوں گا کہ اس استدلال کا صغریٰ آپ کے مولویوں کا ذاتی قول ہے سرکارِ مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول نہیں۔ پھر دوسرا امر قابلِ غور یہ ہے کہ مذکورۂ بالا استدلال میں چونکہ حدِ اوسط مکرر نہیں اس لیے استدلال غلط ہے عوام کو مغالطہ دینے کے لیے ہے جیسا کہ زَيْدٌ اَسَدٌ وَّكُلُّ اَسَدٍ مُفْتَرِسٌ کو دلیل بنا کر زَيْدٌ مُفْتَرِسٌ کہنا غلط ہے۔

(۱۳) قرآن مجید اعراب (زیر، زبر، پیش) علامت تشدید، جزم مد لگانا آپ حضرات کے نزدیک واجب ہے یا مباح یا حرام؟ ہر سہ امور کا جواب حدیثِ سرکارِ مصطفےٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مطلوب ہے اگر حدیثِ سرکار نہ ملے تو اقوالِ صحابہ سے جواب دینا ہوگا۔

(۱۴) آج عرب، ہندوستان، پاکستان، مصر و شام، عراق و ایران وغیرہ دنیا کے ہر ملک میں اعراب و علامت سے مُزَيَّن قرآن مجید مسلمان پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ قابلِ دریافت امر یہ ہے کہ قرآن مجید کی عبارتوں

پر اعراب وغیرہ کا وجود کب سے ہوا اور اس امر کا مُوجِد کون ہے؟

(۱۵) آپ حضرات کے علم میں کوئی حدیث مرفوع یا موقوف ہے جس میں سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یا صحابۂ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قرآن مجید پر اعراب و علامت لگانے کی اجازت دی ہے؟

(۱۶) زید کہتا ہے کہ قرآن مجید پر اعراب و علامت لگانا بدعت و ضلالت ہے ہرگز اچھا کام نہیں کیوں کہ اگر یہ کام کچھ بھی اچھا ہوتا تو خود صحابۂ کرام اس کام کو پہلے ہی انجام دے چکے ہوتے ــــ زید کے اس اعتراض کا آپ حضرات کے نزدیک کیا جواب ہے؟

(۱۷) مسجدوں پر مینار بنانے کی اجازت سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی ہے یا نہیں؟ بر تقدیر اول حدیث کا عربی متن پیش کریں۔

(۱۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُھَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْءٌ۔

(مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم ص۳۳)

اس حدیث شریف کا ترجمہ کرکے بتائیے کہ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ میں مَنْ سے مراد آپ حضرات کے مسلک میں کس کس زمانے کے مسلمان ہیں؟ اور اگر آپ کے مسلک میں یہ مَنْ اپنی حقیقت

سے معدول و مصروف ہے تو خاص سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث قطعی الدلالۃ سے اپنا مسلک مُبَرہَن کیجیے۔

(۱۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۳۲)

اس حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے فقیہ اور مُحدّث کی تعریف تحریر کریں اور دونوں کے فرائض واضح عبارت میں بیان کریں۔

(۲۰) ضلع بستی اور گونڈہ کے غیر مقلد عوام جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے عربی، فارسی اور اردو زبان سے بالکل کورے ہیں ان کے لیے احکام شرعیہ پر عمل کرنے کی کیا صورت ہے؟ وہ احکام شرعیہ اور عقائد اسلامیہ کہاں سے حاصل کریں؟ جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں نہ ہو بلکہ براہ راست نصِّ قرآن یا نصِّ حدیث سے ہو قرآن وحدیث کی روشنی والا جواب آپ کے مسلک کے خلاف ہے اس لیے اس کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

آپ حضرات کے عقائد نامہ معروف بہ تقویت الایمان میں لکھا ہوا ہے کہ

"ہر خاص وعام کو چاہیئے کہ اللہ ورسول ہی کے احکام کو تحقیق کریں"

(۲۱) تمام غیر مقلدین وجمیع دیابنہ کے پیشوا جناب مولوی اسمٰعیل صاحب عقائد وہابیہ کی مشہور کتاب تقویت الایمان نشر کردہ میسرز سلطان برادرس سوت والے صدر بازار دہلی ۶ سائز متوسط ص۷ میں لکھتے ہیں کہ

ـــــ ہر خاص وعام کو چاہیئے کہ اللہ ورسول ہی کے کلام

کو تحقیق کریں اور اسی کو سمجھیں اور اسی پر چلیں اور اسی کے موافق اپنے ایمان کو ٹھیک کریں۔ ________ ٥

امام الوہابیہ ملائے دھلوی کی یہ تعلیم اگر آپ حضرات کے نزدیک حق ہے تو ثبوت میں وہ آیت یا حدیث پیش کریں جس میں ہر شخص پر خواہ وہ عوام میں سے ہو یا خواص میں سے ہو تحقیق قرآن و حدیث لازم قرار دی گئی ہے۔ ثبوت پیش کرتے وقت مُلّائے دہلوی کے موجبہ کلیہ کا "ہر خاص و عام" ضرور ملحوظ رہے۔

(۲۲) زید کہتا ہے کہ ہر جاہل، عالم، دیہاتی، شہری، جنگلی، پہاڑی، گنوار، بے وقوف، ہوشیار پر لازم ہے کہ صرف کلامِ الٰہی و کلامِ رسول یعنی قرآن و حدیث کی تحقیق کرے اور اسی تحقیق پر عمل کرے اور اسی تحقیق کے مطابق اپنا ایمان ٹھیک کرے۔
آپ حضرات کے نزدیک زید کا یہ قول حق ہے یا باطل؟ اگر حق ہے تو زید کے اس وسیع دعویٰ کے مطابق قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت تحریر کریں۔

(۲۳) جو شخص عربی زبان میں بالکل کورا ہو کیا وہ آپ حضرات کے نزدیک قرآن و حدیث کا اپنی مادری زبان میں ترجمہ کر سکتا ہے؟

(۲۴) ضلع بستی کے وہ کسان اور گاڑی بان جنھوں نے عربی زبان نہیں سیکھی۔ قرآن و حدیث کا ترجمہ نہیں سیکھا کیا وہ آپ حضرات کے مسلک میں شرعاً گنہ گار ہیں؟

(۲۵) جاہل شہریوں اور دیہاتی گنواروں کو کتاب و سنت کی تحقیق کا منصب سپرد کر دینا اور ان کو اپنی اپنی رائے پر عمل کرنے کی چھوٹ دینا آپ حضرات کے نزدیک یہ اِحیائے

سُنّتِ نبویّہ ہے یا اِحیائے بِدْعَتِ الحادیّہ؟

(۲۶) جس طرح عَالِمُ الغَیْبِ ہونا اللہ تعالیٰ کا وصف کمال ہے یوں ہی آپ حضرات کے نزدیک مُعَلِّمُ الغَیْبِ ہونا اللہ تعالیٰ کا وصفِ جلیل ہے یا نہیں؟

(۲۷) اللہ تعالیٰ انبیائے کرام کو غیب داں بنانے پر قادر ہے یا نہیں؟ اگر آپ حضرات قادر نہیں مانتے تو ارشادِ قرآن اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پر ایمان باقی رہ سکتا ہے؟ اور اگر اللہ تعالیٰ کو امر مذکور پر قادر مانتے ہیں تو انبیاء کا غیب داں ہونا جائز و ممکن ہوا یا نہیں؟ اور جو امر جائز و ممکن ہو وہ شرک میں داخل ہے یا شرک سے خارج؟

(۲۸) عَمرو کہتا ہے کہ میں اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پر ایمان رکھتے ہوئے یہ پکا عقیدہ رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انبیاءِ کرام کو غیب داں بنانے پر قطعی قادر ہے اور یہ کہ انبیائے عظام کا بقدرت الٰہی غیب داں ہونا ہرگز شرک نہیں، جو انبیائے عظام کے غیب داں ہونے کو شرک ٹھہرائے وہ قدرتِ الٰہیہ غیر متناہیہ کا منکر ہے —— آپ حضرات کے نزدیک عمرو کا یہ عقیدہ اسلامی عقیدہ ہے یا کفری عقیدہ؟ بر تقدیرِ ثانی یہ ثابت کرنا ہوگا کہ بہ تعلیم الٰہی انبیاء کا غیب داں ہونا محال و ممتنع بالذّات ہے۔

(۲۹) قرآنِ حکیم نے اللہ تعالیٰ کی شان یوں بیان کی عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ تو نصِّ آیت سے ثابت ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ عَالِمُ الغیب ہے یوں ہی وہ عَالِمُ الشَّہَادَۃِ بھی ہے اب آپ اپنے مسلک کو پیش نظر رکھ کر جواب دیں کہ علمِ شہادت، اللہ کا

خاصہ ہے یا آپ کے نزدیک اس وصف میں بندگانِ خدا، خدا کے شریک ہیں؟

(۳۰) زید کہتا ہے کہ علمِ غیب، اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے اللہ پاک کے سوا کسی کو علمِ غیب نہیں اور رہا علمِ شہادت تو وہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ نہیں کیونکہ علمِ شہادت انسان کے لیے بھی ثابت ہے۔ زید اپنے دعویٰ کے ثبوت میں تقویت الایمان کی مندرجۂ ذیل عبارت پیش کرتا ہے ـــــ ہ "جس طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں، جب چاہیں نہ کریں اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہے۔ جب چاہے کرلیجئے۔ یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے کسی ولی و نبی کو، جن و فرشتے کو، پیر و شہید کو، امام و امام زادہ کو، بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں۔" (تقویت الایمان ص۲۶)

آپ خاص اپنے مسلک کو سامنے رکھ کر زید کے قول پر روشنی ڈالتے ہوئے جواب دیں کہ علمِ شہادت کے وصف میں اللہ تعالیٰ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ہے یا نہیں؟ برتقدیرِ اوّل یعنی اگر اللہ علمِ شہادت میں بھی وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ہے تو اس عقیدہ کا کیا جواب ہوگا کہ "ظاہر کی چیزوں کا دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے" اور برتقدیرِ ثانی یعنی اگر علمِ شہادت کے وصف میں اللہ تعالیٰ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ نہیں تو عقیدۂ توحید پر ایمان کیوں کر باقی رہ سکتا ہے؟ پھر اگر آپ نے مذکورہ بالا سوال کے جواب میں اپنے مسلک و اعتقاد سے گریز کرتے ہوئے مسلکِ

اہلسنت سے مدد لی تو آپ کا جواب مردود قرار پائے گا۔

(۳۱) کیا آپ حضرات کے مسلک میں یہ شان اللہ تعالیٰ کی ہے کہ وہ غیب کی بات دریافت کرے۔ دریافت کرنے کا تعلق امرِ مجہول سے ہوتا ہے یا امرِ معلوم سے؟ یہ خوب دھیان رہے کہ آپ کا جواب تقویت الایمان کی مذکورہ بالا عبارت سے متصادم نہ ہونے پائے۔

(۳۲) آپ حضرات کے مسلک کی آئینہ دار کتاب تقویت الایمان سے تو یہی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ جب چاہے غیب کی بات معلوم کرلے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ حضرات انبیائے کرام کو یہ طاقت عطا فرمادے کہ وہ جب چاہیں غیب کی بات دریافت کرلیں تو اللہ ربّ العزت جَلَّ مَجْدُہٗ کی وہ خصوصی شان جو تقویت الایمان نے بیان کی ہے برقرار رہ جائے گی یا ختم ہو جائے گی؟ سوچ سمجھ کر ایسا جواب تیار کیجئے جو تقویت الایمان سے ٹکرا نہ جائے۔

(۳۳) خالد کا یہ عقیدہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا وجود ازلی و ابدی ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا یوں ہی اللہ تعالیٰ کا علمِ غیب وعلمِ شہادت ازلی ابدی ہے ـــــ

وہ جمیع غیوب وشہادات کا ازلاً وابداً بالاستقلال عالم ہے یہ شان اللہ تعالیٰ کی ہرگز نہیں کہ وہ جب چاہے غیب کی بات دریافت کرے اور جب چاہے نہ دریافت کرے۔

آپ حضرات کے مسلک میں خالد کا یہ عقیدہ اسلامی ہے یا کفری؟ خالد مومن ہے یا کافر؟

(۳۴) زید علمِ الٰہی اور علمِ مخلوق میں اس طرح تفریق کرتا ہے کہ

(الف) علمِ الٰہی ذاتی ——— علمِ مخلوق عطائی

(ب) علمِ الٰہی واجب ——— علمِ مخلوق ممکن

(ج) علمِ الٰہی قدیم ——— علمِ مخلوق حادث

(د) علمِ الٰہی غیر مخلوق ——— علمِ مخلوق مخلوق

(ہ) علمِ الٰہی غیر مقدور ——— علمِ مخلوق مقدور

(و) علمِ الٰہی غیر متناہی ——— علمِ مخلوق متناہی

(ز) علمِ الٰہی ضروری البقاء ——— علمِ مخلوق جائز الفناء

(ح) علمِ الٰہی ممتنع التغیر ——— علمِ مخلوق ممکن التبدل

یہ تفریق آپ حضرات کے نزدیک حق ہے یا باطل؟ برتقدیرِ ثانی دلیل پیش کریں۔

(۳۵) آپ حضرات کے مسلک میں سرکارِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخرُ الاَنبیاء ہونا اسلام کی بنیادی عقائد یعنی ضروریاتِ دین میں سے ہے یا نہیں؟

(۳۶) جو شخص اہلِ قبلہ میں سے ہوتے ہوئے ضروریاتِ دین میں سے کسی عقیدۂ دینیہ ضروریہ کا انکار کرے وہ آپ حضرات کے مسلک میں کافر ہے یا مسلمان؟

(۳۷) جو شخص اہلِ قبلہ میں سے ہو اور سرکارِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخرُ الاَنبیاء ہونے کا انکار کرے وہ آپ حضرات کے مسلک میں کافر ہے یا مسلمان؟

(۳۸) جو شخص اہلِ قبلہ میں سے ہوئے خاتمُ النبیین کا معنیٰ خاتَمِ ذاتی گڑھے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے

میں آخر الانبیاء ہونے کے عقیدہ کو جاہل گنواروں کا خیال قرار دے وہ آپ حضرات کے مسلک میں کافر ہے یا مسلمان؟

(۳۹) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سرکارِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتمُ النبیین قرار دیا ہے آپ حضرات کے مسلک میں خاتم النبیین کا معنیٰ صرف آخر الانبیاء ہے یا اس کے بجائے کوئی دوسرا معنیٰ ہے؟ اگر کوئی دوسرا معنیٰ ہے تو وہ کیا ہے اور پھر اس معنیٰ کو سرکارِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا یا صحابۂ کرام نے؟

(۴۰) آپ حضرات کے مسلک میں آخرالانبیاء کا موصوف تعدُّد وشرکت قبول کرسکتا ہے یا نہیں؟

(۴۱) کیا آپ حضرات کے مسلک میں قرآن مجید کا رکھنا، پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے؟ مثلاً جو شخص قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا کلام مانتا ہو لیکن اس کے گھر میں قرآن مجید نہ ہو وہ مسلمان ہے یا کافر؟ جو شخص قرآن مجید پر ایمان رکھتا ہو لیکن اس کی تلاوت نہ کرتا ہو وہ مسلمان ہے یا کافر؟ جو شخص قرآن شریف پر عقیدہ رکھتا ہو لیکن سستی، غفلت کے باعث قرآن مجید کے احکام پر عمل نہ کرتا ہو وہ مسلمان ہے یا کافر؟

(۴۲) بکر کہتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف علمِ غیب کی نسبت کرنا اگر اس بنیاد پر ہو کہ حضور کو کل علم غیب حاصل ہے تو یہ شرعًا وعقلاً باطل ہے اور اگر اس بنیاد پر ہو کہ حضور کو بعض علومِ غیبیہ حاصل ہیں تو اس میں حضور کی کوئی خصوصیت نہیں ایسا علمِ غیب تو بدھو، خیراتی، جمن، جمعراتی بلکہ بچوں، پاگلوں بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کو بھی حاصل ہے۔ بکر کے مذکور

بالا قول پر مندرجۂ ذیل امور دریافت طلب ہیں۔

(الف) کیا آپ حضرات کے مسلک میں علم غیب اتنا سستا ہے کہ زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے؟

(ب) بکر نے بدھو، نھتو، بچے، پاگل، بیل، گدھے، کتے، بلی کے لیے علم غیب کا حصول مانا۔ آپ کے مسلک میں بکر سچا ہے یا جھوٹا؟
بر تقدیر اوّل آپ کو قرآن مجید یا حدیث شریف سے ثبوت دینا ہوگا کہ غیب کا علم عام لوگوں اور بچوں، پاگلوں، جانوروں کو بھی حاصل ہے۔

(۴۳) زید کہتا ہے کہ امام الطائفہ ملاّ محمد اسمٰعیل صاحب دہلوی کی ذات پر عالم ہونے کا حکم لگانا اگر بقول وہابیہ صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس علم سے مراد کل علم ہے یا بعض علم؟ اگر کل علم مراد ہو تو یہ شرعًا وعقلاً باطل ہے اور اگر بعض علوم مراد ہوں تو اس میں ملاّ محمد اسمٰعیل دہلوی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو بدّھو، نھتو، بلکہ بیل، گدھے، سور اور کتے کو بھی حاصل ہے زید کی اس تقریر پر مندرجۂ ذیل باتیں دریافت طلب ہیں۔

(الف) ——— ہ زید نے اپنے اس قول میں پیشوائے وہابیہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کی توہین کی یا مدح کی ہے؟

(ب) زید نے اپنی مذکور بالا تقریر میں "بعض" کی آڑ لے کر مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کے کثیر اور کبیر علوم کو بچوں، پاگلوں، جانوروں اور چوپایوں کے قلیل علم کی طرح کر دیا یا نہیں؟

(ج) آپ حضرات کے نزدیک زید کا مولوی اسمٰعیل دہلوی کے بارے میں مذکورہ بالا قول قابل اعتراض ہے یا لائق تسلیم؟

(د) بَعْضُ الْعُلُوْمِ حَاصِلٌ لِلْمُلَّا اِسْمٰعِیْلَ الدِّهْلَوِیِّ وَبَعْضُ الْعُلُوْمِ حَاصِلٌ لِزَیْدٍ وَعَمْرٍو وَصَبِیٍّ وَمَجْنُوْنٍ وَحَیَوَانٍ وَبَهِیْمَةٍ۔ کیا آپ حضرات کے مسلک میں یہ دونوں "بعض" ایک دوسرے کے مساوی اور مثل ہیں؟

(۴۴) عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ غَیْبَهٗ عَلٰٓی اَحَدٍ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ اس عربی عبارت کا اردو میں ترجمہ قلمبند کریں۔

(۴۵) آیت کریمہ: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا o اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ کا ترجمہ مع ترکیب نحوی تحریر کریں یہاں لا اور اِلّا سے قرآن حکیم کس امر کا افادہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کو بیان کریں۔ اظہار شخصے بر غیب و اظہار غیب بر شخصے میں آپ حضرات کے نزدیک کیا فرق ہے؟

(۴۶) قرآن مجید کا ارشاد ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے لٰکِنَّ کا کلمہ استعمال فرمایا۔ عربی کی مشہور درسی کتاب شرح مأتہ عامل ص ۱۶ میں ہے وَلٰكِنَّ وَهِيَ لِلْاِسْتِدْرَاكِ اَيْ لِدَفْعِ التَّوَهُّمِ النَّاشِئِ مِنَ الْكَلَامِ السَّابِقِ وَلِهٰذَا لَا تَقَعُ اِلَّا بَيْنَ الْجُمْلَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَكُوْنَانِ مُتَغَايِرَتَيْنِ بِالْمَفْهُوْمِ اھ اس حوالہ کو مدنظر رکھتے ہوئے آیت کریمہ کے اس حصہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ سے مخاطبین کو کیا وہم پیدا ہوا یا پیدا ہو سکتا ہے جسے لٰکِنَّ نے دفع کیا اس کو بیان کریں۔

(۴۷) وَمَا يُدْرِي الرَّسُوْلَ بِالْغَيْبِ۔ اور رسول کو غیب کی کیا خبر؟

ان دونوں عربی اور اردو جملوں کا مفہوم و معنی متحد ہے یا مختلف ؛
برتقدیرِ ثانی عربی جملہ کا بامحاورہ ترجمہ اور ترکیب نحوی بیان کریں

(۴۸) عمرو قرآن مجید کی اس آیتِ کریمہ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ کے ماتحت اپنا یہ عقیدہ بیان کرتا ہے۔

(الف) کتابِ الٰہی قرآن مجید میں ہر چیز، ہر شئ ، ہر خشک و تر، ہر ذرّہ، ہر قطرہ، ہر گوشہ، ہر شوشہ کا خوب روشن تفصیلی بیان ہے۔
از ابتدائے آفرینش عالم تا انقراض دُنیا اور تحت الثریٰ تا عرشِ اعظم کا کوئی غیب و شہادت اس روشن تفصیلی بیان سے باہر نہیں۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:
مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

(ب) تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ قرآن مجید کی الگ الگ ایک آیت کی شان نہیں بلکہ مجموعہ قرآن کی یہ شان ہے۔

(ج) قرآن کی شان تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ کا ظہور صرف سرکار اَعْلَمُ الْخَلَائِق پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں ہے کیوں کہ مذکور بالا ارشادِ قرآن وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ میں كَ ضمیر مخاطب سے مراد صرف سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔

(د) جس دن نزول قرآن مجید کی تکمیل ہوئی اس دن اللہ تعالیٰ نے سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تبیانی تعلیم کامل فرما دی تکمیل نزول قرآن کے بعد سرکار کے تبیانی علم سے زمین و آسمان، عرش و فرش، لوح و قلم کا کوئی غیب اوجھل نہیں رہ گیا۔ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کا جو غیب سرکار جب چاہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تعلیم کردہ

تبیانی علم سے دریافت کرلیں۔ سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود رَبُّ الْعِزَّتْ جَلَّ جَلَالُهٗ نے قرآن کے تبیانی علم کی تعلیم دی ہے چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ رحمٰن نے اپنے حبیب پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن کی تعلیم دی وہ قرآن جس کی شان تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ ہے عمرو کے یہ چاروں عقیدے آپ حضرات کے نزدیک اسلامی ہیں یا کفری؟ برتقدیرِ ثانی اوہامِ فاسدہ و خیالات کاسدہ کے بجائے براہ راست صرف قرآن عظیم و حدیث متواتر سے مذکور بالا عقائد کا کفری ہونا ثابت کریں۔ ہاں اس امر کا ضرور دھیان رکھیں کہ بھینس جیسا بھدّا دماغ رکھنے والے مُلّاؤں کی تقلید کرتے ہوئے قرآن حکیم کی ایک آیت کو دوسری آیت سے نہ ٹکرائیں اور ہاں قلم چلاتے وقت اس بات کا ہوش بھی بجا رکھیں کہ جن آیاتِ قرآنیہ میں علمِ غیب بِالْاِسْتِقْلَال کو اللہ تعالیٰ کا خاصّہ ہونا بیان فرمایا گیا ہے ان کو نقل کردینے سے عمرو کے مذکور بالا عقیدے کا کفری ہونا ہرگز ثابت نہ ہوگا۔ عمرو کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا علمِ غیب بے تعلیمِ غیر ہے اور سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علمِ غیب صرف تعلیمِ الٰہی سے ہے لہٰذا عقائد عمرو کی تردید کے لیے نصوص قرآن و حدیث سے یہ ثابت کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جَلَّ مَجْدُهٗ نے سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تا وصالِ مقدّس علمِ غیب کی تعلیم قطعی نہیں دی۔ اس کے سوا دوسری گفتگو زق زق بق بق قرار پائے گی۔

(۴۹) خالد کا عقیدہ ہے کہ جس طرح باری تعالیٰ جَلَّ شَانُهٗ کا وجود ازلی

وابدی ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا یوں ہی باری تعالےٰ
کا وصف صدق بھی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ باری تعالیٰ
کی ذات سے صدق کا جُدا ہونا محال ہے۔ آپ حضرات کے
نزدیک خالد کا یہ عقیدہ اسلامی ہے یا کفری؟ برتقدیر ثانی نصوص
قرآن وحدیث سے خالد کے اس عقیدہ کا کفری ہونا آپ کو ثابت
کرنا ہوگا۔

(۵۰) آپ حضرات کے نزدیک اللہ تعالیٰ سُبُّوحٌ وَقُدُّوسٌ کے حق میں
کذب عیب ہے یا خوبی؟

(۵۱) امکانِ شریکِ باری کا اعتقاد آپ حضرات کے نزدیک کفری ہے
یا اسلامی؟

(۵۲) امکانِ کذبِ باری کا اعتقاد آپ حضرات کے نزدیک کفری ہے
یا اسلامی؛ برتقدیر ثانی خاص امکانِ کذبِ باری کا اعتقاد آپ
کو نصوص قرآن وحدیث سے ثابت کرنا ہوگا۔

(۵۳) کیا آپ حضرات کے نزدیک امکانِ کذبِ باری کا عقیدہ ضروریاتِ
مذہب اہلِ حدیث میں سے ہے؟

(۵۴) اِنَّ الْبَارِیَٔ تَعَالیٰ صَادِقٌ بِالْوُجُوْبِ وَاِنَّ الْبَارِیَٔ
تَعَالیٰ کَاذِبٌ بِالْاِمْکَانِ ان دونوں متناقض عقائد میں کون
سا عقیدہ آپ حضرات کے نزدیک اسلامی ہے اور کون
سا عقیدہ کفری؟

(۵۵) وجوبِ صدق و امکانِ کذب کے درمیان آپ حضرات کے
نزدیک تناقض ہے یا نہیں؟ اور جو وجوبِ صدق کا موصوف
ہے کیا وہ آپ حضرات کے مسلک میں امکانِ کذب کا بھی موصوف

ہوسکتا ہے؟

(۵۶) انسان جھوٹ بولنے پر ہر دم قادر ہے تو اگر خدا جھوٹ بولنے
پر قادر نہ ہو تو لازم آئے گا کہ قدرتِ انسانی، قدرتِ ربّانی
سے بڑھ جائے اور یہ محال ہے لہٰذا ضروری ہوا کہ خدا جھوٹ
بولنے پر قادر ہو۔
آپ حضرات کے مسلک میں مذکورۂ بالا استدلال مغالطۂ شیطانی
ہے یا دلیلِ حقّانی؟

(۵۷) انسان بُت پوجنے پر قادر ہے تو اگر خدا بُت پوجنے پر قادر نہ ہو
تو لازم آئے گا کہ قدرتِ انسانی، قدرتِ ربّانی سے بڑھ جائے
اور یہ محال ہے لہٰذا ضروری ہوا کہ خدا بُت پوجنے پر قادر ہو۔
۔۔۔ ہ اس مغالطۂ شیطانی کا آپ حضرات کے نزدیک کیا
جواب ہے؟

(۵۸) جس کا عقیدہ ہے کہ خدا نے آج تک کسی بُت کی پوجا نہیں کی اور
نہ آئندہ کسی بُت کو پوجے گا لیکن بُت کی پوجا کرسکتا ہے آپ حضرات
کے نزدیک جس کا یہ عقیدہ کفری ہے یا اسلامی؟

(۵۹) آپ حضرات کے نزدیک خالقِ کائنات اس بات پر قادر ہے
یا نہیں کہ ابلیس لعین کو معتقدین امکانِ کذب کا خدا بنادے اگر کہئے
قادر نہیں تو اِنَّ اللّٰہَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کا انکار ہے اور وہ قطعی
کفر ہے اور اگر کہئے کہ خالقِ کائنات ابلیس کو خدا بنا دینے پر قادر
ہے تو ابلیس کا خدا ہونا ممکن ہوا اور جب دوسرا خدا ممکن ہوا تو
عقیدۂ توحید ختم پھر جو لکھیا کفر ہی کفر ہے
اس بھنور سے نکلنے کے لیے آپ حضرات کے پاس کون سا راستہ ہے؟

ہمیں اس راستہ سے آگاہ کیجیے تاکہ امکانِ کذبِ الٰہی کے بھنور
میں پھنسے ہوئے کلمہ گویوں کو آپ کے بتائے راستہ کے ذریعہ
بچالیا جائے۔

وَاللّٰہُ تَعَالیٰ ھُوَالْھَادِیْ جَلَّ مَجْدُہٗ

الانتباہ

ہم نے سوال ۲۷ میں آیتِ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ
قَدِیْرٌ کو دلیل بنا کر انبیائے کرام کا غیب داں ہونا ممکن ثابت کیا
ہے ۔ پھر چونکہ اس امکان سے بارگاہِ احدیت جَلَّ جَلَالُہٗ کی
غیر متناہی شانِ علم کی کوئی حق تلفی نہیں اس لیے بحمدہٖ تعالیٰ ہمارا ثابت
کردہ امکان حق ہے۔

(۶۰) قدرتِ الٰہیہ تامہ غیر متناہیہ کا تعلق آپ حضرات کے مسلک میں
صرف ممکنات سے ہے یا واجبات ومحالات سے بھی؟

(۶۱) دوسرا خدا ہونا آپ حضرات کے نزدیک ممکن ہے یا محال؟ اور
محال کی تعریف کیا ہے؟

(۶۲) امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی تقویت الایمان ص۱۹
میں لکھتے ہیں "یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا
وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"
آپ حضرات کے نزدیک امام الوہابیہ کا تعلیم کردہ یہ عقیدہ،
عقائدِ اسلامیہ میں سے ہے یا نہیں؟
اگر ہاں تو قرآن مجید کی وہ آیت تلاوت کیجیے جس میں اس عقیدۂ
یقینیہ کی تعلیم دی گئی یا وہ حدیث متواتر لایئے جس میں اس
عقیدۂ قطعیہ کی تلقین کی گئی ہے ۔ تقلیدِ اعمیٰ کے پابند

بعض گنوار مُلّاؤں نے ارشادِ قرآن: وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ
بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ کو عقیدۂ مذکورہ کے ثبوت میں
پیش کر کے اپنی جہالت وغباوت کو آشکارا کیا ہے ان اندھے
ملّاؤں کو اتنا بھی ہوش نہیں کہ عقیدۂ زیرِ بحث میں کل مخلوق
ہے اور آیتِ کریمہ میں اَنْتُمْ ہے پھر آیتِ قرآنی کا کلمہ اَذِلَّۃٌ
اور اردو زبان کا لفظ ذلیل ان دونوں کے مفہوم ومعنی میں زمین
وآسمان کا بَل ہے۔

(۶۳) پیشوائے وہابیہ مُلّا اسمٰعیل دہلوی مخلوق ہیں اور ہر مخلوق اللہ
کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے لہٰذا پیشوائے وہابیہ
مُلّا اسمٰعیل صاحب دہلوی اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ
ذلیل ہیں ۔ مرقومِ بالا صغریٰ، کبریٰ اور اس کا
نتیجہ آپ حضرات کے نزدیک حق ہے یا باطل؟ چمار بت کا پجاری
اور مشرک ہوتا ہے اور مُلّاجی دہلوی مُوَحِّد خدا پرست تھے تو پھر
کس گناہ پر مُلّاجی دہلوی، مولوی، محدّث ہوتے ہوئے چمار سے
بھی بڑھ کر ذلیل وحقیر ہیں۔ اس نکتہ کو جواب لکھتے وقت ضرور
واضح کریں ۔

(۶۴) جو شخص یہ کہے کہ "محدّثِ وہابیہ مُلّا نذیر حُسین صاحب دہلوی اور
امام الوہابیہ مُلّا اسمٰعیل صاحب دہلوی مرکر مٹی میں مل گئے"
تو اس قول میں مذکور بالا دونوں پیشواؤں کی تخفیف شان ہے
یا نہیں؟ اور آپ حضرات کے نزدیک اس طرح کہنا درست
ہے یا نہیں؟

(۶۵) مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی، مُلّا نذیر حسین دہلوی، نواب

صدیق حسن خاں بھوپالی، ابولہب مکی، ابوجہل چودھری، فرعون
مصری، نمرود عراقی انسان ہیں اور انسان آپس میں سب بھائی
ہیں، لہٰذا مولوی اسمٰعیل دہلوی، مُلّا نذیر حسین دہلوی، نواب صدیق
حسن بھوپالی، ابولہب مکی، ابوجہل چودھری، فرعون مصری، نمرود
عراقی آپس میں بھائی ہیں ــــ ۰ مذکورہ بالا صغریٰ، کبریٰ اور
اس کا نتیجہ آپ حضرات کے نزدیک حق ہے یا باطل؟ اس حق کی اشاعت
پر آپ حضرات راضی ہوں گے یا دکھی؟ ہاں یہ امر بھی منقح ہو جانا مناسب
ہوگا کہ ان مذکورہ بالا بھائیوں میں کون بڑا ہے اور کون چھوٹا یا سب
ایک ہی درجہ کے بھائی ہیں؟

(۶۶) امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی نے تقویت الایمان ص۴۷
میں یہ عقیدہ لکھا ہے کہ ”انسان آپس میں سب بھائی ہیں“، آپ
حضرات کے نزدیک قرآن مجید کی جس آیت میں اس عقیدۂ
تقویت الایمان کی تعلیم دی گئی ہے اس کی تلاوت کریں یا جس
حدیث شریف میں مؤمنین اور مشرکین کو آپس میں بھائی قرار
دیا گیا ہے اس کا عربی متن پیش کریں۔

(۶۷) قرآن مجید نے چودہ سو سال سے بھی بیشتر جس اسلامی عقیدہ
کی تعلیم دی تھی وہ یہ ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ یعنی
سب مسلمان آپس میں بس بھائی بھائی ہیں ــــ ۰
اب قابل تنقیح امر یہ ہے کہ اسلامی عقیدہ یعنی مسلمان آپس میں
سب بھائی ہیں اور وہابی عقیدہ یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔
ان دونوں عقائد میں آپ حضرات کے نزدیک اتفاق ہے
یا اختلاف؟ یہ واضح رہے کہ اسلامی عقیدہ کا موضوع مسلمان اور

وہابی عقیدہ کا موضوع انسان ہے۔

(۶۸) شرعاً انسان اور مسلمان کے درمیان آپ حضرات کے نزدیک
تساوی کی نسبت ہے یا تباین کی؟ یا اور کچھ؟

(۶۹) قَالَ زَيْدٌ لِتِلَامِذَتِهٖ اُخْوَتِيْ ــــ ۰ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ اَكْرِمُوْا اَخَاكُمْ
(رواہ الامام احمد کما فی المشکوٰۃ)
ان دونوں عربی عبارتوں کا اردو میں ترجمہ کرکے آنے والی بحث
کے لیے راستہ ہموار کریں ــــ ۰

(۷۰) آپ حضرات کے اعتقادی بھائی شیخ الوہابیہ مُلّا رشید احمد
گنگوہی نے اپنے فتاویٰ رشیدیہ مبوب مطبوعہ کراچی ص۸۵ میں
لکھا ہے ــــ ۰ چونکہ حدیث میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ ”مجھ کو بھائی کہو“، باین رعایت
تقویت الایمان میں اس لفظ کو لکھا ہے ــــ ۰ علمائے
اہلسنّت کے نزدیک گنگوہی صاحب کی پیش کردہ یہ حدیث
موضوع ہے، سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس
میں گستاخی کرنے کے لیے خود مُلّا گنگوہی نے اپنی طرف سے یہ جعلی
حدیث گڑھی اور اسے سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
حدیث ٹھہرا دی۔ اگر آپ حضرات اس گنگوہی حدیث کا عربی متن
متقدمین و متاخرین کی کسی معتبر یا غیر معتبر تصنیف سے پیش کر سکیں
تو علمائے وہابیہ پر آپ کا احسان ہوگا اور ہم بھی آپ کی سعی و
محنت کی داد دیے بغیر نہ رہیں گے۔

(۷۱) مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی (عندالوہابیہ) ولی ہیں اور تمام

اولیاء خدا کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ لہٰذا مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی خدا کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں، مسطورۂ بالا صغریٰ، کبریٰ اور اس کا نتیجہ آپ حضرات کے نزدیک حق ہے یا باطل؟

——— ۰ اس حق کی اشاعت آپ حضرات کو گوارا ہے ناگوار؟ کس جرم و خطا پر مولوی اسمٰعیل صاحب بارگاہِ احدیت جلّ جلالہٗ، میں ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر وحقیر ٹھہرے؟

۷) مُلّا اسمٰعیل صاحب دہلوی عقیدۂ وہابیہ کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں ——— ۰ اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص۲۷) آپ حضرات کے نزدیک تقویت الایمان کا مذکورۂ بالا عقیدہ کفری ہے یا اسلامی؟ بر تقدیر ثانی وہ آیت تلاوت کیجیے جس میں اس عقیدہ کی تعلیم دی گئی یا وہ حدیث متواتر لایے جس میں انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو بارگاہِ احدیت جلّ جلالہٗ میں ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کم تر قرار دیا گیا ——— ۰

) اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں فرماتا ہے: وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۰ دوسری جگہ عام متقیوں کے بارے میں قرآن کریم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ تیسری جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ان تینوں آیتوں کا آپ رواں اردو میں ترجمہ کردیں تاکہ لوگوں کے لیے حق واضح ہو ——— ۰

(۷۴) زید اللہ تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی اس طرح بیان کرتا ہے۔

(الف) اللہ تعالیٰ کی قدرت بہت بڑی ہے اگر وہ چاہے تو وہابی علماء کو استنجا کا ڈھیلا بنادے ——— ۰

(ب) اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کوئی حد نہیں اگر وہ چاہے تو گونڈہ بستی کے وہابی عقیدہ والوں کو بندر اور سور بنادے۔

(ج) اللہ تعالیٰ کی شان بہت بڑی ہے اگر وہ چاہے تو وہابی مولویوں کو بیت الخلاء کا کیڑا بنادے۔

——— زید کے مذکورہ بالا اقوال کے پیش نظر مندرجہ ذیل امور دریافت طلب ہیں۔

(۷۴/۱) ——— آپ حضرات کو اللہ تعالیٰ کی یہ بڑائی، یہ شان یہ قدرت تسلیم ہے یا نہیں؟

۷۴/۲ ——— آپ حضرات کے نزدیک زید نے اللہ تعالیٰ کی شان بیان کرنے کی آڑ میں وہابی مولویوں اور عالموں کی تحقیر کی یا تکریم کی؟

۷۴/۳ ——— اس طرح اللہ کی قدرت و شان بیان کرنے پر آپ حضرات کو اعتراض ہے یا نہیں؟

(۷۵) خود اللہ جلّ مجدہٗ اپنی شان یوں بیان فرماتا ہے:

(الف) سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا (الآیۃ)

(ب) هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

ان دونوں آیتوں کا ترجمہ کرکے بتایئے کہ اللہ تعالیٰ کی شان

بیان کرنے کا یہ قرآنی طرز آپ حضرات کو پسند ہے یا ناگوار؟

(۷۶) ______ ٥ آپ حضرات کے نزدیک سرکار مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ہیں یا نہیں؟ بر تقدیر اوّل رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ کے لوازم بیان کریں۔

(۷۷) اِذَا ثَبَتَ الشَّیْءُ ثَبَتَ بِلَوَازِمِہٖ یہ قاعدہ آپ حضرات کے نزدیک حق ہے یا باطل؛ بر تقدیر ثانی هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔

(۷۸) رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ کا وجود خَلْقِ الْعٰلَمِيْنَ سے پہلے ہے یا بعد میں؟

(۷۹) سرکارِ ارض و سما، پیارے مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو حاضر و ناظر کہنا آپ حضرات کے نزدیک جائز ہے یا حرام یا شرک؟ بر تقدیر ثانی و ثالث وہ آیت یا حدیث سامنے لائیں جس میں خاص طور پر سرکار مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو حاضر و ناظر کہنے سے منع کیا گیا ہے۔

(۸۰) آپ حضرات کے نزدیک گواہ کے معنی کیا ہیں؟

(۸۱) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا کا ترجمہ کیا ہے؟

(۸۲) حضرت شیخ مولانا شاہ عبد الحق محدّث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ ہجری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ______ ٥ با چندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلّم بحقیقت حیات بے شائبۂ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی است

و بر اعمال امت حاضر و ناظر و مر طالبان حقیقت را و متوجہان آنحضرت را مفیض و مُربّی ست ______ ٥

(مکتوبات شیخ محقق دہلوی بر حاشیہ اخبار الاخیار ص۱۶۱ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

حضرت محدّث دہلوی کی مذکورہ بالا فارسی عبارت کا اردو میں ترجمہ کیا ہے؟

(۸۳) حضرت شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمۃ کی اس تحریر سے علمائے امت کا سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات غیر تاویلی اور سرکار کے حاضر و ناظر ہونے پر متفق ہونا ثابت ہے یا نہیں؟

(۸۴) ان اتفاقی مسائل بیان کرنے کے ضمن میں حضرت شیخ محقق علیہ الرحمۃ نے سرکار مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو حاضر و ناظر مانا اور لکھا۔ آپ حضرات کے نزدیک حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ صحیح العقیدہ رہ گئے یا نہیں؟

(۸۵) شارح مشکوٰۃ حضرت مُلّا علی قاری مہاجر مکّی متوفی ۱۰۱۴ھ ہجری اپنی کتاب شرح شفا جلد سوم ص۴۶۴ میں زیر عبارت شفائے امام قاضی عیاض اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِي الْبَيْتِ اَحَدٌ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تحریر فرماتے ہیں لِاَنَّ رُوْحَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَاضِرَةٌ فِيْ بُيُوْتِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ

اس عبارت میں حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سرکار

عہ اگر گھر میں کوئی شخص نہ ہو تو تم یوں عرض کرو، اے پیارے نبی! حضور پر سلام اور اللہ کی رحمت نیز اس کی برکتیں نازل ہوتی رہیں۔ عمہ اس لیے کہ سرکار مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی مقدس روح مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے۔

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر کہا ہے آپ حضرات کے مسلک میں حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر شرعًا کیا حکم ہے؟

(۸۶) امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب صراطِ مستقیم ص ۹۵ میں تحریر کرتے ہیں "بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر ست وصرف ہمّت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ وخر خود ست" اس فارسی عبارت کا ترجمہ کیا ہے؟

(۸۷) غوثِ اعظم اور غوث الثقلین کے معنیٰ کیا ہیں؟ اگر ہو سکے تو غوث کا کار منصبی بھی بیان کریں۔

(۸۸) حضور پرنور شیخ المشائخ سیدنا سید عبدالقادر محی الدین جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثِ اعظم اور غوث الثقلین کہنا آپ حضرات کے نزدیک جائز ہے یا حرام ہے یا شرک؟ برتقدیر ثانی وثالث قائل کا شرعًا کیا حکم ہے اور قائل کو دینی پیشوا ماننا درست ہے یا نہیں؟

(۸۹) پیشوائے وہابیہ مُلّا رشید احمد گنگوہی کو غوثِ اعظم کہنا شرعًا درست ہے یا نہیں؟ برتقدیر ثانی قائل کا عصیان کس درجہ کا ہے؟

(۹۰) ہندہ کا حال ہے کہ اس سے اولاد ہونے کی کوئی امید نہیں۔ زید جس کو لوگ اللہ والا سمجھتے ہیں وہ ہندہ سے کہتا ہے کہ میں تجھ کو بیٹا دوں گا۔ آپ حضرات کے مسلک میں زید کا مذکورہ بالا جملہ بولنا جائز ہے یا کفر؟ ہر دو تقدیر پر شرعی دلیل قائم کریں۔

(۹۱) کیا آپ حضرات کے مسلک میں اللہ تعالیٰ کے محبوب مقرب بندوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ بے اولاد عورتوں کو بیٹا دیں؟

(۹۲) بکر اپنی عمر کے گیارہویں سال میں نماز پنجگانہ کا پابند ہوا اور تاحیات نماز پڑھتا رہا اس درمیان میں اس نے فرض نمازوں کے ساتھ سنّت اور نفل نمازوں کی بھی اچھی طرح محافظت کی۔ کبھی کوئی سنت اور نفل نماز اس نے ترک نہ کی۔ آپ حضرات کے مسلک میں بکر کا یہ طرز عمل قابل اعتراض ہے یا نہیں برتقدیر ثانی دعویٰ کو دلیل شرعی سے مبرہن کریں۔

(۹۳) ٹرین، ہوائی جہاز، بس، سائیکل کے ذریعہ سفر کے جواز کا اعتقاد بدعت ہے یا ثابت بالسنّۃ؟ برتقدیر ثانی یہ اعتقاد کتب احادیث سے نقل کر کے پیش کریں۔

(۹۴) یہ عقیدہ کہ پیشوائے وہابیہ مُلّا اسمٰعیل صاحب دہلوی شہید ہیں، آپ حضرات کے نزدیک حق ہے یا باطل؟ اگر حق ہے تو آپ کو قرآن مجید یا حدیث شریف سے اس عقیدہ کا صغریٰ ثابت کرنا ہوگا اور اگر آپ صغریٰ کا ثبوت اپنے راویان افسانہ نویس کے قول سے پیش کریں گے تو وہ آپ حضرات کے مسلک کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود کر دیا جائے گا کیونکہ آپ حضرات تو وہی بات مانتے ہیں جس کا تذکرہ قرآن مجید یا صحاح ستّہ میں ہو لہٰذا اگر آپ اپنے امام الطائفہ دہلوی مذکور کو شہید مانتے ہیں تو ہمیں ان کا شہید ہونا قرآن یا حدیث میں دکھائیں۔

(۹۵) عبدالودود دہلوی کے باپ حاجی عبدالمالک سوت والے صدر بازار

دہلی ۶ نے ۱۳۷۵ھ ہجری میں تقویۃ الایمان کا جو نسخہ طبع کرا کر
شائع کیا اس کے صفحہ ۸۸ پر زیر عنوان "ضروری گذارش"
یہ عقیدہ تحریر ہے کہ "اس کتاب (تقویت الایمان) کا مطالعہ
ہر چھوٹے بڑے مرد عورت پر ضروریاتِ دین میں سے ہے۔"
کیا آپ حضرات کے نزدیک تقویت الایمان کا مطالعہ ضروریاتِ
دین میں سے ہے؟ اگر ہاں تو قرآن یا حدیث سے اس امر کا
ثبوت دیں کہ تقویت الایمان کا مطالعہ ضروریاتِ دین میں سے
ہے اور اگر نہیں تو جو شخص غیر ضروریاتِ دین کو ضروریاتِ دین
میں سے قرار دے وہ فاسد العقیدہ ہے یا نہیں؟

(۹۶) ضروریاتِ دین کی تعریف کیا ہے؟ یہ خیال رہے کہ آپ سے
ضروریاتِ دین کا ترجمہ نہیں پوچھا جا رہا ہے۔

(۹۷) کیا آپ حضرات کے مسلک میں قرآن مجید کا مطالعہ ضروریاتِ
دین میں سے ہے؟

(۹۸) منشی حاجی عبدالمالک دہلوی مذکور کے شائع کردہ نسخۂ تقویۃ الایمان
کے اوائل میں عبدالودود بن عبدالمالک دہلوی نے پیشوائے
وہابیہ مُلّا اسمٰعیل دہلوی کی ایک مختصر سوانح عمری تحریر کی جس کے
آخر میں انھوں نے مُلّا اسمٰعیل دہلوی کے حق میں کلمۂ ترضی یعنی رضی
اللہ عنہ وارضاہ استعمال کیا ہے کیا آپ حضرات کے مسلک
میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلمہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے لیے بولنا
لکھنا شرعاً جائز ہے؟ اگر ہاں تو خاص مولوی اسمٰعیل دہلوی
کے بارے میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استعمال کا جواز قرآن مجید
یا حدیث شریف سے ثابت کریں پھر اگر آپ اپنے مسلک سے

ہٹ کر قرآن و حدیث کے بجائے دیگر اقوال سے جواز کا ثبوت
دیں گے تو اُسے باطل اور مردود قرار دیا جائے گا۔

(۹۹) مدارسِ مُروّجہ کا وجود کب سے ہوا جن کے لیے صدر و ناظم
وغیرہ کا انتخاب ہوتا ہے جن میں تعلیم دینے کے لیے مدرسین اور
ان کی ماہانہ تنخواہ مقرر کی جاتی ہے، رجسٹر حاضری طلبہ میں متعلمین کا
نام درج کیا جاتا ہے اور روزانہ ان کی حاضری لکھی جاتی ہے،
رجسٹر حاضری مدرسین میں اساتذہ روزانہ اپنا دستخط کرتے ہیں،
درس و تدریس کے لیے عمارت بنائی جاتی ہے، اساتذہ اور طلبہ
کے لیے ایام تعطیل مقرر ہوتے ہیں۔ سالانہ امتحان کے لیے دن
مقرر کیا جاتا ہے، اگر آپ حضرات مدارس مروّجہ کا قیام اور ان کے
لوازم کو جائز مانتے ہیں تو قرآن مجید کی آیت یا حدیث شریف کا
عربی متن پیش کریں جس سے امور مذکورۂ بالا میں سے ہر ہر امر کا
جواز شرعاً ثابت ہو۔

(۱۰۰) ابلیس لعین آپ حضرات کے نزدیک مُوَحِّد ہے یا مُشرک؟

(۱۰۱) جو شخص ابلیس لعین کے لیے علم محیط زمین تسلیم کرے وہ آپ حضرات
کے نزدیک مسلمان ہے یا کافر؟

(۱۰۲) یہ عقیدہ کہ "فاسق مُوَحِّد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے"
آپ حضرات کے نزدیک حق ہے یا باطل؟ بر تقدیر اوّل اس
عقیدہ کی حقانیت قرآن مجید یا حدیث شریف سے ثابت کریں۔

(۱۰۳) مُتّقی اور مشرک کی شرعی تعریف کیا ہے؟ پھر ان دونوں کے درمیان
تساوی، تباین، عموم و خصوص مطلق، عموم و خصوص من وجہ میں
سے کون سی نسبت ہے؟ نیز متقی مشرک بطور مرکب وصفی کی

شرعی تعریف تحریر کریں۔

(۱۰۴) زید مُوحِّد کے گھر میں گیارہ بجے رات میں آگ لگی جبکہ اس کے گاؤں والے اپنے گھروں میں سو رہے تھے۔ زید اور اس کے گھر والوں نے شور مچایا اور گاؤں والوں کو مدد کے لیے پکارا۔ گاؤں کے لوگ زید کی پکار پر دوڑ پڑے اور اس کے گھر کی آگ بجھائی۔ بکر کہتا ہے کہ زید پر فرض تھا کہ مصیبت، وحادثہ پیش آنے پر وہ اپنے تنہا مالک وخالق خدائے پاک کو پکارتا اور آفت ٹلنے کے لیے اسی سے مدد مانگتا، لیکن زید نے خدا کو چھوڑ کر مدد کے لیے خدا کے غیروں کو پکارا اور اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؏ کے حصر کی مخالفت کرتے ہوئے غیر اللہ سے مدد مانگی اس لیے وہ مشرک ہو گیا۔ زید کے مذکورہ بالا فعل اور بکر کے قول کو سامنے رکھ کر ذیل میں چند امور تنقیح طلب ہیں۔

(الف) زید کا اپنی حاجت روائی کے سلسلے میں خدائے پاک کو پکارنے اور اس سے مدد مانگنے کے بجائے اپنے گاؤں کے باشندوں کو پکارنا اور اس سے مدد مانگنا، آپ حضرات کے نزدیک عقیدۂ توحید کے مخالف ہے یا مطابق؟

(ب) زید اور اس کے گھر والوں نے مذکورہ حادثہ کے وقت غیر اللہ کو غائبانہ ندا کی اور غیر اللہ سے مدد مانگی آپ حضرات کے نزدیک زید اور اُس کے گھر والوں نے اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ؏ کے حصر کی مخالفت کی یا موافقت کی۔؟

(ج) زید نے حادثہ پیش آجانے پر زبردست کارساز خدائے پاک کو چھوڑ کر اس کے عاجز بندوں سے مدد مانگی آپ

؏ ہم تجھ ہی سے مدد مانگیں

حضرات کے نزدیک زید مشرک ہو گیا یا مسلمان رہ گیا؟

(د) زید کے بارے میں بکر کا قول آپ حضرات کے نزدیک تقویۃ الایمان کی تعلیمات و ہدایات کے عین مطابق ہے یا مخالف؟

(ھ) تقویۃ الایمان ص ۲۴ میں ہے "ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو چاہیے کہ اپنے تمام کاموں پر اُسی کو پکاریں ــ"۔ تقویۃ الایمان کی یہ تعلیم آپ حضرات کے لیے معمول بہ ہے یا نہیں؟ نشیب و فراز سوچ کر جواب دیں۔

(۱۰۵) کیا آپ حضرات کے نزدیک یہ عقیدہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جتنے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز؟

(۱۰۶) جو شخص وقوع کذب باری تعالیٰ کا قائل ہے وہ آپ حضرات کے مسلک میں کافر و مرتد ہے یا مسلمان؟ ہر دو تقدیر پر دلیل شرعی قائم کریں۔

(۱۰۷) یہ درود و سلام اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ، پڑھنا آپ حضرات کے نزدیک جائز ہے یا حرام ہے یا شرک؟ برتقدیر ثانی وثالث وہ آیت کریمہ تلاوت کیجیے جس میں خاص اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کو حرام یا شرک قرار دیا گیا ہے یا وہ حدیث شریف پیش کریں جس میں خالص اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کو حرام یا شرک یا کم از کم ممنوع بتایا گیا ہے۔ اس سوال کے جواب میں ہم آپ حضرات کے ذاتی اقوال سننا نہیں چاہتے۔ آپ کے عقائد نامہ میں پتھر کی لکیر

کی طرح یہ لکھا ہوا ہے کہ

"ہر خاص وعام کو چاہیے کہ اللہ ورسول ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اسی کو سمجھیں اور اسی پر چلیں اور اُسی کے مطابق اپنے ایمان کو ٹھیک کریں ـــــ"

اگر آپ اپنے کو خاص سمجھتے ہیں اور مذکورِ بالا درود شریف کے ممنوع ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں تو اللہ ورسول ہی کے کلام سے ثبوت دیں اور اپنا ایمان ٹھیک کریں اور اگر آپ اپنے کو عام لوگوں میں شمار کرتے ہیں تب بھی اللہ ورسول ہی کے کلام سے آپ درود شریف مذکور کے ممنوع ہونے کا ثبوت دیں۔

(۱۰۸) جس نادِ علی کے عمل کو حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرشد کی اجازت سے حاصل کیا وہ یہ ہے۔

نَادِ عَلِیًّا مَظْھَرَ الْعَجَائِبِ   تَجِدْہُ عَوْنًا لَّکَ فِی النَّوَائِبِ

کُلُّ ھَمٍّ وَّغَمٍّ سَیَنْجَلِیْ   بِوَلَایَتِکَ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ

آپ ان کلمات کا ترجمہ کرکے بتائیں کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے اساتذہ حضرت حاجی شیخ محمد سعید لاہوری سے لے کر حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری تک نادِ علی کا مضمون صحیح مان کر اور یا علی یا علی کی پکار جائز قرار دے کر صحیح العقیدہ پیشوائے دین رہ گئے یا نہیں؟

(۱۰۹) کیا آپ حضرات کی معلومات میں کوئی ایسی آیت یا حدیث ہے جس میں یارسولَ اللہ، یانبیَّ اللہ کی نداء کو شرک یا حرام یا ممنوع بتایا گیا ہے۔ اگر ہاں تو وہ آیت یا حدیث پیش کریں۔ اس

سوال کا جواب لکھتے وقت اپنے عقائد نامہ کی اس تعلیم کو ضرور سامنے رکھیں کہ ہر خاص وعام کو چاہیے کہ اللہ ورسول ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اسی کو سمجھیں اور اسی پر چلیں اور اسی کے موافق اپنے ایمان کو ٹھیک کریں۔

(۱۱۰) اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ رَجُلٌ جَلَّا لَہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ترجمہ اور ترکیب نحوی کرکے بتائیں کہ مسلمانوں کو یہ جملہ یا اس کا ہم معنیٰ اردو جملہ بولنا جائز ہے یا نہیں، ہر دو تقدیر پر دلیلِ شرعی قائم کریں۔

قَدْ تَمَّتْ ھٰھُنَا الْاَسْئِلَۃُ النَّافِعَۃُ بِعَوْنِ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْغَالِبِ الْقَوِیِّ ثُمَّ بِعِنَایَۃِ رَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بِکَرَمِ ابْنِہِ السَّیِّدِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ رَضِیَ عَنْہُ رَبُّہُ الْاَکْرَمُ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ عَلٰی اَوَّلِ خَلْقِہٖ وَاَفْضَلِ خَلْقِہٖ وَاَعْلَمِ خَلْقِہٖ وَاَرْحَمِ خَلْقِہٖ وَاَسْمَعِ خَلْقِہٖ وَاَنْفَعِ خَلْقِہٖ وَاَبْصَرِ خَلْقِہٖ وَاَنْصَرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَعِتْرَتِہٖ وَابْنِہِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

بدرُالدّین احمد قادری رضوی مدرس مدرسہ غوثیہ بڑھیا
کھنڈسری ضلع بستی، ۵ر رجب ۱۳۹۹ھ یوم پنجشنبہ۔
۳۱ مئی ۱۹۷۹ء

سنگین دھاندلی

زیر نظر رسالہ تحقیقی جواب محمد ذکری نیپا ساکن پرسا متصل بیناڈاک خانہ الٹوا ضلع بستی نے ۷ رجب ۱۳۹۹ھ ہجری مطابق ۳ جون ۱۹۷۹ء کو مولوی طاہر سلفی صاحب ساکن دو بھڑیا کے پاس پہونچایا اور اُن سے وصولیابی کی ایک تحریر حاصل کر کے مجھے دی۔ تحریر کی نقل حسب ذیل ہے۔

بسمہٖ تعالیٰ

میرے سوالوں کا جواب "تحقیقی جواب" کے نام سے ۳ جون ۱۹۷۹ء موصول ہوا۔ فقط

طاہر سلفی عفی عنہٗ
۳ جون ۱۹۷۹ء

مولوی طاہر سلفی صاحب کے پاس تحقیقی جواب بھیج دینے کے بعد مجھے مکتبہ حبیبیہ مسجد اعظم اتر سوئیا شہر الہ آباد کا شائع کردہ رسالہ الصرود الثلاثہ ملا جسے پڑھ کر میرے لیے وہابیوں کی سنگین دھاندلی کا نقشہ تازہ ہوگیا اور یہ امر تسلیم کرنے پر میں مجبور ہوا کہ علمی میدان میں "وہابی" تیلی کا بیل ہے جو دن بھر چل کر اپنی جگہ پر ہی رہ جاتا ہے۔

بھیمڑی ضلع تھانا متصل بمبئی میں ۵ جمادی الاوّل ۱۳۹۳ھ ہجری مطابق ۶ جون ۱۹۷۳ء کو مجلس شرائطِ مناظرہ منعقد ہوئی جس میں سُنّی مسلمانوں کی طرف سے حضور مجاہد ملت[ع] حضرت مولانا شاہ حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ رئیس اڑیسہ وحضرت علامہ ارشد القادری وغیرہ علمائے اہل سنت نے اور دیوبندیوں کی طرف سے فاضل وہابیہ مولوی عبد السلام لکھنوی پسر امام الخوارج عبد الشکور کاکوروی ومبلغ مدرسۂ دیوبند مولوی ارشاد احمد وغیرہ ملّایان وہابیہ نے شرکت کی۔ شرائطِ مناظرہ پر بحث کے بعد مناظرہ کی تاریخ ۱۱ شوال ۱۳۹۳ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۷۳ء عیسوی قرار پائی۔ اختتامِ مجلس پر فاضلِ وہابیت مولوی عبد السلام لکھنوی صاحب نے حضور مجاہد ملت قبلہ کی خدمت میں دس۱۰ سوال ذریعہ مولوی ارشاد احمد بھیجا۔

مناظرہ کی تاریخ مقررہ ۱۱ شوال ۱۳۹۳ھ ہجری سے پہلے ہی سائل مولوی عبد السلام کی موت ہوگئی لیکن پھر بھی حضور مجاہد ملت قبلہ نے آنجہانی فاضل وہابیہ کے سوالوں کا جواب مرتب فرما کر مناظرۂ بھیمڑی منعقدہ ۱۱ شوال ۱۳۹۳ھ ہجری کے موقع پر دیوبندیوں کے مولانا ارشاد احمد مبلغ دیوبند کو

[ع] ۶ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ ہجری یوم جمعہ کو بوقت عصر حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے بمبئی میں وصال فرمایا۔

سپرد کر دیا۔

پھر جب مولانا محمد علی صاحب ناظم مکتبہ حبیبیہ شہر الہ آباد نے جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ ہجری میں رسالہ **الصرود الثلاثہ** اپنے مکتبہ سے شائع کیا تو اس کے آخر میں فاضل وہابیہ عبد السلام لکھنوی کا بھیمڑی والا دس سوال اور اس کے ساتھ حضور مجاہد ملت قبلہ کا جواب بھی طبع کرایا۔

ناظرین کی معلومات میں اضافہ کی خاطر میں آنجہانی مولوی عبد السلام کے دس سوالات میں سے دوسرا اور چوتھا سوال **الصرود الثلاثہ** سے ذیل میں نقل کرتا ہوں۔

(۲) اہل قبلہ اور اہل لآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کون لوگ ہیں۔ ان کی تکفیر اہل سنت کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟

(۴) کافر کی تعریف کیا ہے اور اس کی شرعی علامات کیا ہیں؟

اب میں ذیل میں مولوی طاہر سلفی صاحب کے مرسلہ پانچ سوالات میں سے تیسرا سوال نقل کرتا ہوں۔

(۳) اہل قبلہ اور اہل لآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کون لوگ ہیں۔ ان کی تکفیر اہل سنت کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟ کافر کی تعریف کیا ہے؟ اس کی شرعی علامات کیا ہیں؟

حضرات قارئین ملاحظہ کریں۔ مولوی طاہر سلفی ایں جہانی کے سوال نمبر ۳ کے الفاظ حرف بحرف وہی ہیں جو فاضل وہابیہ عبد السلام آنجہانی کے سوال نمبر دو اور چار کے الفاظ ہیں۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جب مولوی سلفی صاحب کے سوال نمبر تین کا تحریری جواب شوال ۱۳۹۳ھ میں وہابی علماء کے ہاتھوں میں پہونچا دیا گیا۔ بعدہٗ ۱۳۹۸ھ ہجری میں وہ جواب رسالہ **الصرود الثلاثہ** میں چھپوا کر شائع بھی کر دیا گیا تو رٹو طوطوں

کی طرح پھر وہی سوال رٹنا اور اس کو لکھ کر دوسروں کے پاس بھیجنا اور جواب کا مطالبہ کرنا، کیا اس کو علمی دینی خدمت کہا جا سکتا ہے؟ کیا اس غیر علمی روش میں اپنا اور دوسروں کا قیمتی وقت ضائع کرنا نہیں؟

ہم سے سنئے۔ مولوی سلفی صاحب کا سوال نمبر تین خود ان کے قلم کی پیداوار نہیں۔ یہ سوال سب سے پہلے مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظم تعلیمات مدرسۂ دیوبند وغیرہ علماء نے ۱۳۲۶ھ ہجری میں مرتب کیا اور اسے اپنے دیگر سوالوں کے ساتھ **اسکات المعتدی** میں شائع کیا۔ حضرت مولانا سید محمد عبد الرحمٰن قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکات المعتدی کے رد میں مبارک رسالہ **ظفر الدین الطیب** ۱۳۲۷ھ ہجری میں شائع فرمایا۔

پھر ۱۳۹۱ھ ہجری میں الہ آبادی دیوبندیوں نے ایک فرضی مولوی ابن ابی المصباح مچھلی شہری کے نام سے ایک کتابچہ بنام '**نسخۂ عجیب**' شائع کیا جس کے سوالات میں مولوی سلفی صاحب کا سوال نمبر تین بھی ہے۔

حضرت مولانا محمد صدر الحق صاحب مدرس درجۂ عربی جامعہ حبیبیہ شہر الہ آباد نے نسخۂ عجیب کے رد میں "کھلی چٹھی بنام نوزائیدہ ابن ابی المصباح" شائع فرمایا۔ پھر مولوی سلفی صاحب ایں جہانی کے اسی سوال نمبر تین کو فاضل وہابیہ عبد السلام آنجہانی لکھنوی نے ۱۳۹۳ھ ہجری میں بھیمڑی میں انعقاد مجلس شرائط مناظرہ کے موقع پر مولوی ارشاد کے بدست حضور مجاہد ملت قبلہ کی خدمت میں پیش کرایا۔

اب تو ناظرین پر بھی آفتاب کی طرح روشن ہو گیا ہو گا کہ مولوی سلفی کا سوال نمبر تین نہ تو سلفی صاحب ایں جہانی کا مرتب کردہ ہے اور نہ فاضل وہابیہ عبد السلام آں جہانی کا ترتیب دادہ ہے بلکہ وہ شوال ۱۳۲۶ھ ہجری میں دربھنگی وغیرہ علمائے وہابیہ کا پیدا کردہ ہے۔

انصاف کا تقاضہ تو یہ تھا کہ حضور مجاہد ملت قبلہ نے مذکورہ بالا
سوال نمبر تین کا جو جواب تحریر فرما کر دے دیا تھا وہ اگر علمائے وہابیہ کو
تسلیم نہ تھا تو اس جواب کو علمی دلائل سے غلط ثابت کیا جاتا اور اس کے
متعلق نیا سوال قائم کرکے جواب طلب کیا جاتا مگر افسوس کہ تیلی کا بیل اپنے
رٹے ہوئے سوال کو صرف دہراتا جاتا ہے اس کو تقاضائے انصاف
سے کوئی واسطہ نہیں۔

میں علم کی لاج رکھنے والوں سے پُرزور مطالبہ کرتا ہوں کہ تکرار
سوال کی جاہلانہ روش پر شدید پابندی لگائیں تاکہ رٹو طوطے بے موقع
ٹائیں ٹائیں کرکے دوسروں کا عزیز وقت برباد نہ کریں۔

جس طرح علمائے وہابیہ میں مسلسل تکرارِ سوال کی دھاندلی عام ہے
یونہی اس جماعت کے فاضل مصنفین اس گھناؤنے مرض میں بھی بُری طرح گرفتار
ہیں کہ جب ان کے پاس سوالات پہونچتے ہیں تو ان کو سانپ سونگھ
لیتا ہے جواب کے نام پر وہ صُمٌّ بُکمٌ عُمیٌ بن جاتے ہیں اور اگر
اپنا بھرم بچانے کے لیے قلم اُٹھایا بھی تو اہل سنت کے سوالوں کا جواب
دینے کے بجائے ان فرسودہ رٹے ہوئے گھسے پٹے اعتراضات کو
دہراتے ہیں جن کا جواب اہل سنت مصنفین کی طرف سے بارہا دیا جا چکا
ہوتا ہے۔

علمائے وہابیہ کی تیسری سنگین دھاندلی یہ ہے کہ جب ان کے
نمبروار سوالوں کے جوابات ان تک پہونچ جاتے ہیں تو اس وقت ہونا
تو یہ چاہیئے کہ جو جواب ان کے نزدیک صحیح ہو اس کی صحت تسلیم کریں تاکہ
اختلافات کی گنتی میں کچھ تو کمی آئے اور جو جواب ان کی نگاہ میں غلط ہو
اس پر اعتراض کریں اور اس کی غلطی علمی دلائل سے واضح کریں مگر ہوتا

یہ ہے کہ ان جوابوں کے بارے میں تسلیم و انکار کا اظہار کیے بغیر کسی غیر متعلق
بحث کا نیا سوال کھڑا کر دیتے ہیں اس طرح سابق زیر بحث مسئلہ
سادہ لوح عوام کے لیے تشنہ کام ہو کر رہ جاتا ہے۔

علمائے وہابیہ کی چوتھی سنگین دھاندلی یہ ہے کہ مستحب امور کے
ثبوت کے لیے ان دلائل کا مطالبہ کرتے ہیں جو فرائض وواجبات کے ثبوت
کے لیے درکار ہیں، علمائے وہابیہ کی پانچویں سنگین دھاندلی یہ ہے کہ وہ
عدم ذکر اور ذکر عدم میں امتیاز نہ کر سکنے کے باعث عدم ذکر کو ذکر عدم
قرار دیتے ہیں۔

علمائے وہابیہ کی چھٹویں دھاندلی یہ ہے کہ وہ تقریبًا ہر مسئلہ کے
ثبوت میں صرف صحاح ستہ کی احادیث کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جس کا معنیٰ
یہ ہے کہ حدیث شریف کی دیگر کتابیں قابل استدلال نہیں لیکن اگر کوئی
شخص پلٹ کر یہ مطالبہ کر دے کہ وَھابی فَاضِلو! آپ اللہ ورسول
جَلّ جلالُہٗ، وَصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام سے صرف اتنا ہی ثابت
کر دیں کہ فلاں فلاں کتابیں صحاح ستہ ہیں تو کیا اس مطالبہ کے جواب
میں ہر وہابی فاضل دم بخود نہیں رہ جائے گا؟

ان متعدد دھاندلیوں کو یاد دلانے کا مقصد یہ ہے کہ مولوی سلفی
صاحب اور ان کے ہم عقیدہ دیوبندی علماء، دیانت سوز راہوں کو ترک
کر دیں اور مفاہمت کی سیدھی راہ اختیار کرتے ہوئے سوالاتِ سلفیہ
کے متعلق میرے جوابوں کو ملاحظہ کریں۔ ان میں اگر کوئی جواب قابل تسلیم
نہ ہو تو علمی دلیل سے اس کی کاٹ کریں پھر اس مرحلہ سے گزر کر میرے
سوالات کا نمبروار جواب دیں اور اگر جواب لکھنے میں پرانی عادت کے
مطابق دھاندلی سے کام لیں گے تو اس کا معنیٰ یہ ہوگا کہ تیلی کے بیل اور

رلوٹطوطے احیائے علم وخدمتِ دین کے بجائے کلمہ گویانِ اسلام میں فتنہ وفساد، اختلاف وعناد کا فروغ چاہتے ہیں۔

فَالَی اللّٰہِ تعالٰی المُشتکٰی اَللّٰھُمَّ رَبَّ العِزَّۃِ وَالھِدایۃِ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی خَاتَمِ الاَنْبِیَاءِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ المُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَعِتْرَتِہٖ وَابْنِہِ السَّیِّدِ الکَرِیْمِ الغَوْثِ الاَعْظَمِ الجِیْلَانِیِّ اَجْمَعِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِیْنَ ط

بدرُالدّین احمد مُدرّس مدرسہ غوثیہ بڑھیا ضلع بستی

وارد حال کادوانی مسجد شہر بمبئی ۲۰ ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ

حضور بدرِ ملت کے دو اہم فتوے

اِس کتاب کے اختتام پر مزید سُنّی مسلمانوں کی دینی، ایمانی بصیرت کے لیے مصنّف عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے صرف دو فتوے اور سرکارِ اعلیحضرت کے منجھلے بھائی حضور حسن رضا برکاتی نوری قدّس سرہما کی منظوم غزل "کشفِ رازِ نجدیت" پیش کی جارہی ہے

(۱) زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر سے کیا بوقت نکاح اسے علم نہیں تھا کہ بکر غیر مقلّد ہے بلکہ وہ سمجھ رہا تھا اور یقین کیے ہوئے تھا کہ بکر سُنّی صحیح العقیدہ ہے۔ لڑکی دو تین مرتبہ جا چکی ہے تب معلوم ہوا کہ وہ غیر مقلّد ہے۔ اب زید اپنی لڑکی کا نکاح ایک سُنّی لڑکا سے کرنا چاہتا ہے زید کو شریعت کیا حکم دیتی ہے۔ آیا نکاحِ اوّل کا انعقاد ہوا یا نہیں؟ زید اپنی لڑکی کا دوسرا نکاح بغیر طلاق کے کرسکتا ہے یا نہیں؟ نیز لڑکی وہاں جانے کے لیے راضی نہیں ہے۔ احکامِ قطعیہ سے آگاہ فرمایا جائے۔

المستفتی: محمد سمیع اللہ، مہنداول، ضلع بستی (یوپی)

الجواب:- نکاح کے وقت اگر بکر غیر مقلّد تھا تو نکاح منعقد ہی نہ ہوا۔ اور بعدِ نکاح وہابی ہوا تو اب نکاح باطل ہوگیا۔ لہٰذا زید اپنی لڑکی کا نکاح بلا حصول طلاق دوسرے سے کرسکتا ہے۔

وہابیت غیر مقلّدیت اِرتداد ہے اس لیے کہ کوئی وہابی اس زمانے میں ایسا نہیں ملے گا جو خود کو مُوَحِّد اور سُنّیوں کو مشرک اعتقاد نہ کرتا ہو۔

جامع الفصولین میں ہے وَالمختار للفتوٰی فِی

هٰذه المسائل ان قائل هٰذه المقالات لو اراد الشتم
ولا يعتقده كافرا لا يكفر وان اعتقده كافرا كفر اھ
والمولٰى تعالٰى سبحانه ورسوله اعلم۔

کتبہ بدرالدین احمد القادری الرضوی
صدر المدرسین دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف، ضلع بستی
(یوپی) ۱۳۷۹ھ

منقول از: فتاویٰ فیض الرسول جلد اوّل ص ۶۰۸

---

(۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین حسب ذیل مسئلہ میں کہ ہندہ بریلوی مسلک کے ماننے والی ہے اور خالد کے بارے میں کوئی تحقیق نہیں کہ وہ کس مسلک کا ماننے والا ہے۔ جب کہ یہ معلوم ہوا کہ جہاں کا وہ رہنے والا ہے وہاں کے اکثر لوگ دیوبندی ہیں۔ اس صورتِ حال میں کیا کیا جائے۔ تحقیق کے لیے لڑکی والا راضی نہیں وہ باعثِ نزاع خیال کرتے ہوئے اس بات پر مُصر ہے کہ نکاح کسی طرح ہو جائے۔ اس کے بارے میں مُدلّل ومفصّل تحریر فرمائیں۔

نوٹ: دیوبندی کا نکاح پڑھانے والے اور اس کے سننے والے کا نکاح کے بارے میں کیا حکم ہے، آیا ان کا نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

بینوا توجروا المستفتی محمد فاروق رضوی
صدر مدرس مدرسہ عربیہ اہلسنت مصباح العلوم
محلہ بدھیانی، خلیل آباد، ضلع بستی (یوپی)

الجواب: اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب صورتِ مسئولہ میں بلا تحقیق ہندہ کا نکاح خالد کے ساتھ پڑھانا درست نہیں۔ اگر تحقیق کے

لیے لڑکی والا راضی نہیں تو دال میں کچھ کالا ہے۔ لڑکی والا خود گمراہ ہے۔ نکاح پڑھائی کا چند پیسہ دلوا کر نکاح پڑھانے والے کو بھی اپنی گمراہی میں گھسیٹنا چاہتا ہے۔ خدائے پاک اس کو ہدایت دینے کے ساتھ اس کی مشکل آسان فرمائے۔ اِنّہ تعالیٰ علیٰ کلِّ شیءٍ قدیر۔

دیوبندی عقیدہ والے کا نکاح باطل ہے تو جو شخص جائز سمجھ کر نکاح پڑھے گا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا یوں ہی جو لوگ نکاح کی محفل میں دیوبندی عقیدہ والے کا نکاح جائز سمجھ کر ایجاب وقبول سنیں گے ان کا بھی نکاح ٹوٹ جائے گا۔ ھٰذا ما عندی والعلم عند ربی جل جلالہ ثم عند رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کتبہ: بدرالدین احمد القادری الرضوی، مدرسہ غوثیہ بڑھیا، ضلع بستی
۶ ذی القعدہ ۱۴۰۸ھ

(منقول از رجسٹر بدر الفتاویٰ)

کشفِ رازِ نجدیت

از

حضور استاذ زمن حضرت علامہ مولانا حسن رضا حسن نوری بریلوی علیہ الرحمہ

نجد یا سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری
خاک منھ میں ترے کہتا ہے کسے خاک کا ڈھیر
تیرے نزدیک ہوا کذب الٰہی ممکن !!
بلکہ کذاب کیا تونے تو اقرار وقوع
علم شیطاں کا ہوا علم نبی سے زائد
بزم میلاد ہوا کانا کے جنم سے بد تر
علم غیبی میں مجانین و بہائم کا شمول
یاد خر سے ہو نمازوں میں خیال ان کا برا
ان کی تعظیم کرے گا نہ اگر وقت نماز
ہے کبھی بوم کی حلت تو کبھی زاغ حلال
ہنس کی چال تو کیا آتی گئی اپنی بھی
کھلے لفظوں میں کیے قاضی شوکاں مدعے
تیری اٹکے تو وکیلوں سے کرے استمداد
ہم جو اللہ کے پیاروں سے اعانت چاہیں
عبد وہاب کا بیٹا ہوا شیخ نجدی
اسی مشرک کی ہے تصنیف کتاب التوحید
ترجمہ اس کا ہوا تقویت الایمان نام
واقف غیب کا ارشاد سناؤں جس نے
زلزلے نجد میں پیدا ہوں فتن برپا ہوں
ہو اسی خاک سے شیطان کی سنگت پیدا

کفر کیا شرک کا فضلہ ہے نجاست تیری
مٹ گیا دین ملی خاک میں عزت تیری
تجھ پہ شیطان کی پھٹکار یہ ہمت تیری
اُف رے ناپاک یہاں تک ہے خباثت تیری
پڑھوں لاحول نہ کیوں دیکھ کے صورت تیری
ارے اندھے ارے مردود یہ جرأت تیری
کفر آمیز جنوں زا ہے جہالت تیری!
اُف جہنم کے گدھے اُف یہ خرافت تیری
ماری جائے گی ترے منھ میں عبادت تیری
جیفہ خوری کی کہیں جاتی ہے عادت تیری
اجتہادوں ہی سے ظاہر ہے حماقت تیری
یا علی سن کر بگڑ جائے طبیعت تیری
اور طبیبوں سے مدد خواہ ہو علت تیری
شرک کا جرک اگلنے لگی ملت تیری
اس کی تقلید سے ثابت ہے ضلالت تیری
جس کے ہر فقرہ پہ ہے مہر صداقت تیری
جس سے بے نور ہوئی چشم بصیرت تیری
کھول دی تجھ سے بہت پہلے حقیقت تیری
یعنی ظاہر ہو زمانہ میں شرارت تیری
دیکھ لے آج ہے موجود جماعت تیری

سر منڈے ہوں گے تو پاجامے گھٹنے ہونگے
ادعا ہوگا حدیثوں پہ عمل کرنے کا
ان کے اعمال پہ رشک آئے مسلمانوں کو
لیکن اترے گا نہ قرآن گلوں سے نیچے
نکلیں گے دین سے یوں جیسے نشانہ سے تیر
اپنی حالت کو حدیثوں سے مطابق کر لے
چھوڑ کر ذکر ترا اب ہے خطاب اپنوں سے
مرے پیارے مرے اپنے مرے سنی بھائی
تجھ سے جو کہتا ہوں دل سے سن انصاف بھی کر
گر ترے باپ کو گالی دے کوئی بے تہذیب
گالیاں دیں انھیں شیطان لعین کے پیرو
جو تجھے پیار کریں جو تجھے اپنا فرمائیں
جو ترے واسطے تکلیفیں اٹھائیں کیا کیا
جاگ کر راتیں عبادت میں جنھوں نے کاٹیں
حشر کا دن نہیں جس روز کسی کا کوئی!
ان کے دشمن سے تجھے ربط رہے میل رہے
تو نے کیا باپ کو سمجھا ہے زیادہ ان سے
ان کے دشمن کو اگر تو نے نہ سمجھا دشمن
ان کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں
بلکہ ایمان کی پوچھے تو ہے ایمان یہی

سر سے پا تک یہی پوری ہے شباہت تیری
نام رکھتی ہے یہی اپنا جماعت تیری
اس سے تو شاد ہوئی ہوگی طبیعت تیری
ابھی گھبرا نہیں باقی ہے حکایت تیری
آج اس تیر کی نخچیر ہے سنگت تیری
آپ کھل جائے گی پھر تجھ پہ حجابت تیری
کہ ہے مبغوض مجھے دل سے حکایت تیری
آج کرنی ہے مجھے تجھ سے شکایت تیری
کرے اللہ کی توفیق حمایت تیری
غصہ آئے ابھی کچھ اور ہو حالت تیری
جن کے صدقے میں ہے ہر دولت و نعمت تیری
جن کے دل کو کرے بے چین اذیت تیری
اپنے آرام سے پیاری جنھیں صورت تیری
کس لیے اس لیے کٹ جائے مصیبت تیری
اس قیامت میں جو فرمائیں شفاعت تیری
شرم اللہ سے کر کیا ہوئی غیرت تیری
جوش میں آئی جو اس درجہ حرارت تیری
وہ قیامت میں کریں گے نہ رفاقت تیری
دعوی بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری
ان سے عشق ان کے عدو سے ہو عداوت تیری

اہلسنت کا عمل تیری غزل پر ہو حسن
جب میں جانوں کہ ٹھکانے لگی محنت تیری



انسان کو عقائدِ حقہ کی محافظت میں اللہ واسطے دوستی اور اللہ واسطے دشمنی کرنی چاہیے اللہ کے دربار میں یہ بہت پیارا عمل ہے اس کے خلاف عمل سے انسان سخت خسارہ میں پڑجاتا ہے حق بات میں کسی کی رعایت ہرگز درست نہیں۔

علمائے حق نائب رسول ہیں لائق احترام و قابلِ قدر ہوتے ہیں۔ عالم دین جب تک ضروریاتِ دینیہ معمولاتِ مذہبِ اہلسنت پر قائم رہے میری نظر میں لائق تعظیم ہے لیکن معاذ اللہ اگر وہ عقیدۂ باطلہ اور عقیدۂ حقہ کے درمیان فرق کرنے کے بجائے دونوں کو یکساں ہونے کا قائل ہو جائے تو ایسے عالم کو جوتے کی ٹھوکر لگاتے ہوئے کہوں گا کہ ہٹ خبیث جب تو خدا ورسول (جلّ مجدہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا نہیں رہا تو میرا تجھ کیا واسطہ۔

منقول از ملفوظات شعیب الاولیاء، براؤں شریف
(ضلع بستی)

پھر ارشاد فرمایا؛ طالبِ علم کو بہ نسبت دیگر علوم وفنون کے عقائد کی طرف خاص توجہ ہونی ضروری ہے۔ مقرر اور واعظ کے لیے خشیتِ الٰہی نہایت ضروری ہے۔ کامیاب واعظ اور مقرر وہی ہے جس کی تقریر اور وعظ میں وہی کلمات آئیں جنھیں خدا اور رسول پسند فرمائیں عوام پسند کریں یا نہ کریں اس کی قطعی پرواہ نہ کرے۔ محض عوام میں مقبول اور پسندیدہ بننے کی غرض سے اور خوب داد لینے کی خواہش سے وعظ اور تقریر کے منبر پر غیر مستند باتوں اور بے سروپا قصوں کو بیان کرنا سخت محرومی اور زبردست ناکامیابی کا باعث ہے۔

منقول از ملفوظات شعیب الاولیا، براؤں شریف
(ضلع بستی)

۷۸۶ / ۹۲

الحمد للہ فقیر قادری اپنی دینی، تبلیغی مصروفیات کے باوجود اللہ رب العزت کے فضل پھر سرکار اعظم نبی اکرم پیارے مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء کے کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے رئیس الاتقیاء محبوبِ اصفیاء حضور آقائے نعمت استاذ گرامی قبلہ کی تصنیف و تالیف اظہار حق مع تحقیقی جواب کی جدید ترتیب اور تسطیری کتابت کا کام ماہ ربیع الاول شریف ۱۴۱۸ھ ہجری سے شروع کیا اور آج ۲۰ شوال المکرم ۱۴۱۹ھ ہجری مطابق ۸ فروری ۱۹۹۹ء دوشنبہ مبارکہ کو بعد نماز فجر رب العزت جلّ شانہٗ کی توفیق اور سرکار مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عنایتوں سے اس کتاب کی ترتیب وتبییض سے فارغ ہوا۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں اس دینی خدمت کو قبول فرمائے اور مزید برمزید اپنی رضا اور اپنے پیارے محبوب علیہ التحیۃ والثناء کی خوشنودی کے لیے تاحیات خلوص کے ساتھ خدماتِ دینیہ مقبولہ کی توفیق رفیق بخشے اور خاتمہ ایمان وسنت پر نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَصَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ عَلٰی اَوَّلِ خَلْقِہٖ وَاَکْمَلِ خَلْقِہٖ وَاَعْلَمِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَصَحْبِہِ الْمُطَہَّرِیْنَ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّہَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَعَلٰی اَہْلِ سُنَّتِہٖ وَجَمَاعَتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۰ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۰ فقط والسلام

عبد الصمد القادری خادم مدرسہ اہلسنت قادریہ رضویہ، رضانگر روڈ رفیع گنج، ضلع اورنگ آباد (بہار)
وارد حال: مدینہ مسجد شیواجی نگر، پلاٹ نمبر ۲۵ گونڈی، بمبئی ۴۳

۲۰ شوال المکرم ۱۴۱۹ھ یوم وہابیت کش دوشنبہ مبارکہ

حادثۂ جانکاہ

اس کتاب کی ترتیب کے زمانہ ہی میں سعودی عربیہ کے نجدی حکمرانوں کے ظلم وستم کی داستان کی تحقیقی خبر موصول ہوئی کہ سرکارِ اعظم نبیٔ اکرم پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدۂ ماجدہ حضرتِ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزارِ مبارک جو کہ مقامِ ابوا شریف میں تھا اسے بالکل کھود کر نشان مٹادیا ہے۔

میرے پیارے سُنّی مسلمانو! ہر قوم اپنے پیشوا کی یادگاروں کی حفاظت کا اہتمام کرتی ہے مگر نجدی، وہابی، دیوبندی وغیرہم مسلمان ہونے کے جھوٹے مدّعی سرکارِ ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یادگاروں کو مٹانے کے درپے ہیں۔ یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ انور کا گنبد خضرا شریف جس کی زیارت مسلمانانِ عالم کا سکون اور عاشقانِ رسول کے دلوں کا قرار ہے یہ ناپاک قوم اس کے ڈھانے کا بھی پروگرام بنا چکی ہے۔

تیرے حبیب کا پیارا چمن کیا برباد ٭ الٰہی نکلے یہ نجدی بلا مدینے سے

(سرکار حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ)

اس حادثہ کو اواخر رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ مطابق جنوری ۱۹۹۹ء میں عمرہ وزیارت کے مبارک سفر کے دوران مندرجہ بالا حضرات نے ملاحظہ کیا۔ جسے پاکستان اور ہندوستان کے چند اخباروں نے بھی

شائع کیا پھر رضا اکیڈمی بمبئی کی جانب سے یہ خبر شائع ہوئی۔

لٰہذا میں اہلِ حق کی اطلاع و احتجاج کے لیے اس خبر کو من وعن شاملِ کتاب کر رہا ہوں۔ آپ حضرات ان گستاخانِ رسول کے لیے بعدِ نماز دعائے ہلاکت ضرور کریں۔

فقط فقیر عبد الصمد القادری
نزیل مدینہ مسجد گوونڈی بمبئی

۲۶ ذی الحجۃ الحرام ۱۴۱۹ھ یوم شہادت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ

حضور کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی مزار کو بلڈوزر سے منہدم کردیا گیا

راقم الحروف سید محمد اخلاق، طارق اکرام اور محمد رحمت اللہ صاحب کے ساتھ ہم تینوں ہم سفر مدینہ شریف سے مکہ مکرمہ کی جانب براستہ مقامِ بدر ابوا شریف کے نزدیک سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری والدہ ماجدہ سیّدہ طاہرہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزارِ مبارک پر حاضری کی نیت سے پہونچے تو ہم تینوں نے یہ روح فرسا منظر دیکھا کہ:

۱۔ مزارِ شریف کی جگہ کو نہ صرف BULLDOZER سے منہدم کیا جاچکا تھا بلکہ

۲۔ EXCAVATOR استعمال کرکے جگہ کو کئی فٹ گہرائی تک کھود کر تلپٹ کردیا گیا تھا۔

۳۔ پہاڑی کی وہ چوٹی جس پر یہ مزار شریف واقع تھا اسے BULLDOZER سے کاٹ کر پہاڑی کی ایک جانب ڈھکیل کر گرادیا گیا تھا۔

۴۔ مزار شریف سے متعلق وہ پتھر جن پر ماضی میں زائرین نے نشان دہی کی نیت سے سبز رنگ کردیا تھا، ان میں سے کچھ پہاڑی کی ڈھلوان

پر پڑے ہوئے اور کچھ پہاڑ کے نیچے ایک چھوٹی سی ڈھیری کی شکل میں پڑے تھے۔

مندرجہ بالا انتہائی دردناک اور ناقابلِ برداشت گستاخانہ افعال کے علاوہ۔

۵۔ مزار شریف کی نزدیکی چڑھائی کے راستہ میں شیشے توڑ کر ڈال دیئے گئے ہیں اور غلاظت کے ڈھیر لگا دیئے گئے ہیں۔

اس حالت کو دیکھ کر انتہائی اذیت، کرب اور پریشانی کے عالم میں مختصر قیام کر کے فاتحہ پڑھنے کے بعد ہم جوں ہی پہاڑی سے نیچے اترے تو ایک سعودی حکومتی اہل کار نے ہم سے سخت کلامی کی اور اپنے ساتھ تھانے چلنے کو مجبور کیا۔ یہ موقع تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اصل صورتِ حال سے آگاہ فرمانے کا سبب یوں فرمایا کہ معمول کے خلاف تھانہ بند تھا۔ اس پر وہ اہل کار ہمیں مقامی مطوّع (حکومتی مذہبی افسر) کے پاس لے گیا اور اس کے سپرد کرتے ہوئے کہنے لگا کہ "اگر مجھے عمرہ کے لیے مکہ مکرمہ نہ جانا ہوتا تو میں خود ان کو اچھی طرح سبق سکھاتا" یہ کہہ کر وہ روانہ ہو گیا اور جو مطوّع تھا اس نے تقریباً آدھ گھنٹہ تک وہابیہ مذہب پر ہمیں لیکچر دیتے ہوئے یوں کہا کہ تم ہند و پاک کے رہنے والے

.... قبر پر چادریں چڑھاتے ہو خوشبوئیں ڈالتے ہو اور یہ کہ تم ہند و پاک کے رہنے والے بدعقیدہ شرک کرتے ہو اور ہمارے مذہب وہابیہ کا مذاق اڑاتے ہو جبکہ سچا مذہب تو ہمارا وہابی ہی ہے جس کے بانی محمد بن عبدالوہاب ہیں جو بہت عظیم تھے۔ ابھی بکواس کو جاری رکھتے ہوئے اس نے مزید یہ کہا کہ تم (نعوذ باللہ) کس کافرہ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے آتے ہو

وہاں تو اب کچھ بھی نہیں ہے اسے تو ہم کہیں اور لے جا چکے ہیں۔ اور ہمیں وہابیہ مذہب پر کتابچے دے کر یہ اندیشہ ظاہر کرتے ہوئے چھوڑ دیا کہ "مصیبت یہ ہے کہ اگر میں تمھیں چھوڑ دوں تو کہیں تم لوگ اس واقعہ کو اخباروں میں نشر کرو گے اور اگر تم نے تصاویر لی ہیں تو وہ بھی شائع کرو گے۔ بس آئندہ اس طرف رُخ مت کرنا" یہ کہتے ہوئے ہمیں جانے دیا۔

مطوّع (مذہبی اہل کار) کی تمام بکواس سننے کے بعد ہم سکتہ میں آ گئے اور فوراً ہمارے دماغ میں پہاڑی کا منظر دوبارہ اُمڈ آیا اور وہ خدشہ جو ہمیں وہاں محسوس ہوا تھا کہ جب پہاڑی کی چوٹی سے تین چار فٹ گہرائی تک تلپٹ ہو چکی ہے تو لحدِ مبارک پر کیا بیتی ہوگی یعنی منتقلی یا جسدی نقصان دونوں میں سے کسی اذیت کی جرأت انھوں نے کی ہوگی۔

التماس

ہر مسلمان کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے صاحبِ ایمان ہونے کے بارے میں پختہ یقین ہونا چاہئے۔

۲۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک کی پامالی اور بے حرمتی اور نامعلوم جگہ پر بے دردی سے تبدیلی کا کوئی شرعی جواز نہیں اور یہ کسی طور پر جائز نہیں

۳۔ اس گستاخانہ فعل کے کرنے والے صاحبِ اقتدار یا اس افسوسناک فعل میں کسی طرح بھی ملوث افراد شریعت کے لحاظ سے نہ صرف قابلِ مذمت ہیں بلکہ قابلِ سزا بھی ہیں اور ان سے دوستی رکھنا قطعی جائز نہیں۔

۴۔ سیدالشہداء، جنت البقیع شریف، جنت المعلیٰ شریف اور حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے والدِ ماجد اور دیگر کئی حضرات کے مزارات، موجودہ حکمران اور مذہبی اہل کاروں کے حکم سے شہید کیے جا چکے تھے۔ اب کہ انھوں نے والیٔ کائنات کی والدۂ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزارِ پاک کو بھی بے حرمتی سے شہید کر دیا ہے تو ان سے اس بات کا شدید خدشہ ہے کہ کہیں یہ عناصر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ پُرنور کی بھی بے حرمتی نہ کر بیٹھیں (جیسا کہ وہابی مذہب کا بانی اپنی کتابوں میں اس کا اظہار کر چکا ہے) اس واقعہ کے بعد عالمِ اسلام اور سربراہانِ عالمِ اسلام، علمائے کرام، مشائخ عظام، دانشوروں، ادیبوں اور عام مسلمانوں کو فوری حفاظتی اقدامات کرنا لازم ہیں۔

خدارا واقعہ کی نزاکت اور اہمیت کے پیشِ نظر اپنی تمام تر مصروفیات کو ترک فرما کر بلا تاخیر مندرجۂ بالا پہلوؤں کی تصدیق کرتے ہوئے مزید وضاحت فرمائیں اور عملی اقدامات کے لیے رہ نمائی فرمائیں۔" خیر اندیش: سید محمد اخلاق کراچی پاکستان

شائع کردہ: رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳ فون: ۳۷۰۲۲۹۶

حضرت علامہ کفایت اللہ کافی شہید رحمۃ اللہ علیہ مرادآبادی کی وہ ایمان افروز نعت شریف جو تختۂ دار پر چڑھنے سے پہلے بارگاہِ رسالت علیہ التحیۃ والثناء میں پیش کیا تھا اس میں سے چند اشعار قلمبند کیا جا رہا ہے۔

کوئی گل باقی رہے گا نہ چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دینِ حسن رہ جائے گا

نام شاہانِ جہاں مٹ جائے گا لیکن یہاں
نامِ پاکِ مصطفےٰ اور پنجتن رہ جائے گا

اطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو
اس تنِ بے جان پر خالی کفن رہ جائے گا

ہم صفیرو باغ میں ہیں کوئی دم کے چہچہے
بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

جو پڑھے گا صاحبِ لولاک کے اوپر درود
آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا

سب فنا ہو جائیں گے کافیؔ و لیکن حشر تک
نعت حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

تصنیفاتِ بدرِ ملّت

ملنے کے پتے

مکتبہ اعلحضرت مدرسہ اہل سنّت قادریہ رضویہ رضانگر روڈ، رفیع گنج ضلع اورنگ آباد (بہار)
فاروقیہ بکڈپو ۴۲۲ - مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶
مکتبہ جامِ نور، ۴۲۲ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶
رضوی کتاب گھر، غیبی نگر، بھیونڈی، ضلع تھانہ، مہاراشٹر
رضوی کتاب گھر، ۴۲۳ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶
حق اکیڈمی، مبارک پور، اعظم گڈھ، (یو، پی)
کتب خانہ قادریہ، اٹوابازار، ضلع سدھارتھ نگر، یو، پی ۲۷۲۱۹۲
کتب خانہ نوریہ، بکوہر روڈ، اٹوابازار، سدھارتھ نگر، یو، پی ۲۷۲۱۹۲
کتب خانہ مخدومیہ، درگاہ شریف، رودولی، ضلع فیض آباد، یو، پی
مکتبہ حبیبیہ، ۱۴۰/۱ اترسوئیا الہ آباد، یو، پی
قادری بکڈپو، نو محلہ مسجد، بریلی شریف، یو، پی
مکتبہ رحمانیہ رضویہ خانقاہ اعلحضرت، سوداگران، بریلی شریف، یو، پی
نیو سلور بک ایجنسی، بھنڈی بازار، ممبئی ۴۰۰۰۰۳
اپنا نوری بک ڈپو، نزد الجامعۃ الغوثیہ، اترولہ ضلع بلرامپور ۲۷۱۶۰۴
رضا بکڈپو، احمد نگر، ڈومروسیونڈیہہ، بکارو (بہار)
اعجاز بکڈپو، ناخدا مسجد، زکریا اسٹریٹ، کلکتہ